



فوزِ مبین در ردِ حرکتِ زمین

تصنیف لطیف:

اعلیٰ حضرت، مجددِ امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK
اعلیٰ حضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

رسالہ

فوزِ مبین در ردِّ حرکتِ زمین (زمین کی حرکت کے رد میں کھلی کامیابی)

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا۔ ہم اس کی حمد بیان کرتے ہیں اور اس کے رسول پر درود بھیجتے ہیں۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو کہ جنبش نہ کریں، اور اگر وہ ہٹ جائیں تو انھیں کون روکے اللہ کے سوا، بے شک وہ علم والا بخشنے والا ہے، اور اس نے تمہارے لئے کشتی کو مسخر کیا کہ اس کے حکم سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ
الْکَرِیْمِ مُحَمَّدٍ اللّٰہِ الَّذِی
یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اِنْ
تَزُولَاہٗ وَلَئِنْ نَزَلْنَا
اِفَّا مَسْکُہُمَا مِنْ اَحَدٍ
مِّنْ بَعْدِہٖ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ۝ وَیَخْرِجُ
لَکُمُ الْفَلَکَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ

باصرة وسخر لكم الانهر ۵ وسخر
لكم الشمس والقمر دائبين و
وسخر لكم الليل والنهار وسخر
الشمس والقمر كل يجرى لاجل
مستی الالهوا العزيز الغفار ۵
ربنا ما خلقت هذا باطلا سبحانه
فقتل عذاب النار قلت و
قولك الحق والشمس تجري
لمستقر لها ذلك تقدير العزيز
العليم ۵ والقمر قدرته منازل
حتى عاد كالعرجوف القديم
فصل وسلم و بارك على
شمس اقماس النبوة و
الرسالة ۵ ما راج معارج
اوج القرب والحبالقة ۵ بحيث
لم يبق لاحد صرمي ۵ ان
الح ربك المنتهي ۵ وعلى
اله وصحبه وابنه و
حرته ما طلعت شمس وكان
اليوم بين غدا وامس ۵
امين !

دریا میں چلے اور تمہارے لئے ندیاں مسخر کیں، اور
تمہارے لئے سورج اور چاند مسخر کئے جو برابر چل
رہے ہیں، اور تمہارے لئے رات اور دن مسخر
کئے، اور اس نے سورج اور چاند کو کام پر
لگایا ہر ایک ایک ٹھہرائی ہوئی میعاد کے لئے
چلتا ہے، سنا ہے وہی صاحب عزت
بخشنے والا ہے۔ اے رب ہمارے! تو نے یہ
بیکار نہ بنایا۔ پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے
عذاب سے بچالے تو نے فرمایا اور تیرا فرمان
حق ہے اور سورج چلتا ہے اپنے ایک ٹھہراؤ
کے لئے یہ حکم ہے زبردست علم والے کا۔
اور چاند کے لئے ہم نے منزلیں مقرر کی ہیں
یہاں تک کہ پھر ہو گیا جیسے گھوڑ کی پرانی ڈال۔
درود و سلام اور برکت نازل فرما نبوت و
رسالت کے چاندوں کے سورج پر جو قرب و
بزرگی کی بلند ہی کی سیڑھیوں کا روشن چمکدار
شعلہ ہے اس طور پر کہ کسی کے لئے تیر پھینکنے
کی جگہ نہ رہے۔ بے شک تمہارے رب ہی
طرف انتہا ہے۔ اور آپ کی آل، آپ کے
اصحاب اور آپ کے بیٹے پر۔ اور حفاظت
فسرما جب تک سورج طلوع ہوتا رہے
اور گزشتہ کل اور آئندہ کل کے درمیان
آج رہے۔ آمین !

الحمد لله وہ نور کہ طور سینا سے آیا اور جبل ساعیر سے چمکا اور فاران مکہ معظمہ کے پہاڑوں سے غافل الانوار

و عالم آشکار ہوا۔ شمس و قمر کا چلنا اور زمین کا سکون روشن طور پر لایا آج جس کا خلاف سکھایا جاتا ہے اور مسلمان ناواقف نادان لڑکوں کے ذہن میں جگہ پاتا اور اُن کے ایمان و اسلام پر حرف لاتا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ فلسفہ قدیمہ بھی اس کا قائل نہ تھا اس نے اجاڑا اس پر نا کافی بحث کی جو اس کے اپنے اصول پر مبنی اور اصول منصفین سے اجنبی تھی۔ فقیر بارگاہ عالم پناہ مصطفوی عبدالمصطفیٰ احمد رضا محمدی سننی حنفی قادری برکاتی بریلوی غفرَ اللہُ لہُ وحقَّقَ اَمَلُہُ کے دل میں ملک الہام نے ڈالا کہ اس بارے میں باذنہ تعالیٰ ایک شافی و کافی رسالہ لکھے اور اس میں ہیأتِ جدیدہ ہی کے اصول پر بنائے کار رکھے کہ اُسی کے اقراروں سے اس کا زعم زائل اور حرکتِ زمین و سکون شمس بدلتا باطل ہوگا باللہ التوفیق (اور توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔) یہ رسالہ مسیحی بنام تاریخی "فوزِ مبین در ردِّ حرکتِ زمین" (۱۳۳۸ھ) ایک مقدمہ اور چار فصل اور ایک خاتمہ پر مشتمل۔ مقدمہ میں مقرراتِ ہیأتِ جدیدہ کا بیان جن سے اس رسالہ میں کام لیا جائیگا۔ فصل اول میں تاخریت پر بحث اور اُس سے ابطالِ حرکتِ زمین پر بارہ دلیلیں۔ فصل دوم میں جاذبیت پر کلام اور اس سے بطلانِ حرکتِ زمین پر پچاس دلیلیں۔ فصل سوم میں خود حرکتِ زمین کے ابطال پر اور تینتالیس دلیلیں۔ یہ مجملہ تینے بطلانِ حرکتِ زمین پر ایک سو پانچ دلیلیں ہوئیں جن میں پندرہ اگلی کتابوں کی ہیں جن کی ہم نے اصلاح و تصحیح کی اور پورے نوئے دلائل نہایت روشن و کامل بفضلہ تعالیٰ خاص ہمارے ایجاد ہیں۔ فصل چہاسم میں ان شبہات کا رد جو ہیأتِ جدیدہ اثباتِ حرکتِ زمین میں پیش کرتی ہے۔ خاتمہ میں کتب النہیہ سے گردشِ آفتاب و سکونِ زمین کا ثبوت۔ والحمد للہ مالکِ الملک والمملکوت۔

مقدمہ — امورِ مسلمہ ہیأتِ جدیدہ میں

ہم یہاں وہ امور بیان کریں گے جو ہیأتِ جدیدہ میں قرار یافتہ و تسلیم شدہ ہیں واقع میں صحیح ہوں یا غلط جذب و نفرت و حرکتِ زمین کے رد میں تو یہ رسالہ ہی ہے اور اغلاط پر تنبیہ بھی کر دیں گے وباللہ التوفیق۔

(۱) ہر جسم میں دوسرے کو اپنی طرف کھینچنے کی ایک قوت طبعی ہے جسے باذیابا جاذبیت کہتے ہیں۔ اس کا پتہ نیوٹن کو ۱۶۶۵ء میں اُس وقت چلا جب وہ وبا سے بھاگ کر کسی گاؤں گیا، باغ میں تھا کہ درخت سے سیب ٹوٹا اُسے دیکھ کر اسے سلسلہ خیالات چھوٹا جس سے قراعہ کشش کا بھبھوکا پھوٹا۔

اقول! سیب گرنے اور جاذبیت کا آسیب جانگنے میں علاقہ بھی ایسا لزوم کا تھا کہ وہ گرا اور یہ

زمین تھی اُس کا جذب خیال میں آیا اور دیکھا تو سبب شاخ سے بھاگتا پایا یوں نافرو کا ذہن لڑایا حالانکہ نیچے لانے کو ان میں ایک کافی ہے دو کس لئے۔ حدائق النجوم میں کہا برابر سطح پر گولی پھینکیں تو بالطبع خط مستقیم پر جاتی ہے، یہ نافرو ہے۔

اقول پھینکیں میں اس کا جواب ہے آہستہ رکھیں کہ جنبش نہ ہو تو بال بھرنہ بہر کے گی، ہاں سطح پوری لیول میں نہ ہو تو ڈھال کی طرف ڈھلے گی۔ پھر کہا کنکلیا میں پتھر باندھ کر اڑائیں سیدھا زمین پر آئے گا۔ یہ نافرو ہے۔

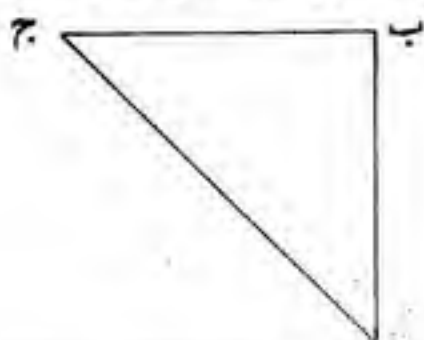
اقول وہی بات اُگنی جو ہم نے اُن کی دانش پر گمان کی تھی کہ نیچے دیکھا تو جذب سمجھے اور نگاہ اٹھی تو اُسے بھول گئے، فراہ پر قرار ہوا۔

(۴) جب کوئی جسم کسی دائرے پر حرکت کرے اس میں مرکز سے نفرت ہوتی ہے۔ پتھر رسی میں باندھ کر اپنے گرد گھماؤ وہ چھوٹنا چاہے گا اور جتنے زور سے گھماؤ گے زیادہ زور دے گا، اگر چٹٹ گیا تو سیدھا چلا جائے گا اور جس قدر قوت سے گھمایا تھا اتنی دُور جا کر گرے گا۔ یہ مرکز سے پتھر کی نافریت ہے۔

اقول نافریت بے دلیل اور پتھر کی تشیل، زری علیل، پتھر کو انسان یا مرکز سے نفرت نہ رغبت جانب خلاف جو اس کا زور دیکھتے ہو تمہاری دافہ کا اثر ہے نہ کہ پتھر کی نفرت یقینی مقام کے لئے ہم اُن قوتوں کی قسمیں استخراج کریں جو باعتبار حرکت کسی جسم پر قاسر کا اثر ڈالتی ہیں۔

فاقول وہ تقسیم اول میں دو میں، محرکہ کہ حرکت پیدا کرے اور حاصہ کہ حرکت کو بڑھنے نہ دے، مثلاً ڈھلکے ہوئے پتھر کو ہاتھ سے روک لو۔ پھر محرکہ دو قسم ہے،

جاذبہ کہ محرکہ کو قاسر کی سمت پر لائے، جیسے پتھر کو اپنی طرف پھینکے خواہ اُس میں قاسر سے دور کرنا



ہو کہ ظاہر ہے یا قریب کرنا، مثلاً اس شکل میں مقام انسان ہے، ج پتھر کا موضع۔ آدمی نے ٹکڑی مار کر پتھر کو ج سے ب پر پھینکا تو یہ جذب نہیں کہ انسان کی سمت خط آج تھا اس پر لاتا تو جذب ہوتا، وہ خط ب ج پر گیا کہ سمت غیر ہے لہذا

دفع ہی ہوا، اگرچہ پتھر پٹے سے زیادہ انسان سے قریب ہو گیا کہ آبِ خلیج قائمہ آج وتر سے چھوٹی ہے پھر یہ دونوں باعتبار اتصال و انفصال زمین دو قسم میں رافعہ کی حرکت میں زمین سے بلند ہی رکھے۔

ملصقہ مثلاً پتھر کو زمین سے بلا بلا اپنی طرف لا دیا آگے سرکاؤ اور باعتبار نقص و کمال دو قسم ہیں،
منہیبہ کہ متحرک کو منہائے مقصد تک پہنچائے۔
قاصدہ کہ کمی رکھے۔

اور باعتبار وحدت و تعدد خط حرکت دو قسم ہیں: مثبتہ کہ ایک ہی خط پر رکھے، ناقضہ کہ حرکت کا خط بدل دے مثلاً اس شکل میں پتھر آ سے ج کی طرف پھینکا جائے گا پر پہنچا کر ٹی مار کر
ا کی طرف پھیر دیا یہ دافعہ ناقضہ ہوتی۔ اس حرکت میں جب دستک پہنچا کر اس کی طرف
کھینچ لیا یہ جاذبہ ناقضہ ہوتی۔ اور اگر ج کی طرف پھینک کر ب سے آ کی طرف کھینچ لیا تو
ب سے آ کی طرف دافعہ مثبتہ تھی کہ اسی خط پر لے جاتی تھی ب سے واپسی میں جاذبہ مثبتہ ہوتی



کہ اسی خط پر لائی۔ یہ کل ۱۳ قسمیں ہیں ان میں سے پتھر گرد سرگھمانے میں جاذبہ کا تو کچھ کام نہیں کہ اپنی سمت پر لانا مقصود نہیں ہوتا بلکہ منصرف مقصود ہے باقی سات میں سے چار قوتیں یہاں کام کرتی ہیں حاصرہ اور تین دافعہ یعنی منہیبہ رافعہ ناقضہ۔ پتھر کو پورا دور پھینکیں کہ رتی خوب تن جائے یہ منہیبہ ہوتی۔ ہاتھ اٹھائے رکھو کہ زمین پر گرنے نہ پائے یہ رافعہ ہوتی۔ ہاتھ گرد سرگھماتے جاؤ کہ خط حرکت ہر وقت بدلے نہ ناقلہ ہوتی۔ یہ قوتیں ہر وقت برقرار ہیں کہ نہ رتی میں جھول آنے پائے نہ زمین کی طرف لائے، نہ ایک سمت کھینچ کر ڈک جائے۔ پھر دافعہ کہ یہاں عمل کر رہی ہے اسکا کام خط مستقیم پر حرکت دینا ہے تو دفع اول سے اسی سمت کو جاتا اور ہر نقل سے اسی کی سیدھی سمت لیتا لیکن رتی جسے منہیبہ تانے اور رافعہ اٹھائے اور ناقضہ بدل رہی ہے۔ کسی وقت اپنی مقدار سے آگے بڑھنے نہیں دیتی ناچار ہر دفع و نقل اسی حد تک محدود رہتے ہیں اور انسان کہ یہاں مثل مرکز ہے ہر جانب اس سے فاصلہ اسی قدر رہتا ہے یہ حاصرہ ہوتی جس کا کام رتی کی بندش سے لیا گیا۔ اس نے شکل دائرہ پیدا کر دی اسے جاذبہ سمجھنا جیسا کہ نصرانی بیرونی سے نمبر ۱۳ میں آتا ہے، جہالت و نا فہمی ہے، یہاں جاذبہ کو اصلاً دخل نہیں، نہ پتھر میں کوئی تافرہ ہے بلکہ حاصرہ و دافعہ کام کر رہی ہے جتنے زور سے گھماؤ گے اتنی ہی قوت کا دفع ہو گا پتھر اتنی ہی طاقت سے چھوٹا گمان کیا جائے گا حالانکہ یہ نہ اس کا تعاضا ہے نہ اس کا زور بلکہ تمہارے دفع کی قوت ہے جسے نا فہمی سے پتھر کی نافریت سمجھ رہے ہو۔

عے ایک حاصرہ مٹی اور چھ جاذبہ و دافعہ۔ جاذبہ کی چھ نقل کر سات رہیں ۱۲ منہ غفلہ

۱۲	ص ۱۰۴ وغیرہ ط ۷ وغیرہ ۱۲	۱۲	ص ۱۰۴ وغیرہ ط ۷ وغیرہ ۱۲
۱۳	ص ۱۰۶ وغیرہ	۱۳	ص ۱۰۶ وغیرہ
۱۴	ص ۱۰۸	۱۴	ص ۱۰۸
۱۵	ص ۱۱۰	۱۵	ص ۱۱۰
۱۶	ص ۱۱۲	۱۶	ص ۱۱۲
۱۷	ص ۱۱۴	۱۷	ص ۱۱۴
۱۸	ص ۱۱۶	۱۸	ص ۱۱۶
۱۹	ص ۱۱۸	۱۹	ص ۱۱۸
۲۰	ص ۱۲۰	۲۰	ص ۱۲۰
۲۱	ص ۱۲۲	۲۱	ص ۱۲۲
۲۲	ص ۱۲۴	۲۲	ص ۱۲۴
۲۳	ص ۱۲۶	۲۳	ص ۱۲۶
۲۴	ص ۱۲۸	۲۴	ص ۱۲۸
۲۵	ص ۱۳۰	۲۵	ص ۱۳۰
۲۶	ص ۱۳۲	۲۶	ص ۱۳۲
۲۷	ص ۱۳۴	۲۷	ص ۱۳۴
۲۸	ص ۱۳۶	۲۸	ص ۱۳۶
۲۹	ص ۱۳۸	۲۹	ص ۱۳۸
۳۰	ص ۱۴۰	۳۰	ص ۱۴۰
۳۱	ص ۱۴۲	۳۱	ص ۱۴۲
۳۲	ص ۱۴۴	۳۲	ص ۱۴۴
۳۳	ص ۱۴۶	۳۳	ص ۱۴۶
۳۴	ص ۱۴۸	۳۴	ص ۱۴۸
۳۵	ص ۱۵۰	۳۵	ص ۱۵۰
۳۶	ص ۱۵۲	۳۶	ص ۱۵۲
۳۷	ص ۱۵۴	۳۷	ص ۱۵۴
۳۸	ص ۱۵۶	۳۸	ص ۱۵۶
۳۹	ص ۱۵۸	۳۹	ص ۱۵۸
۴۰	ص ۱۶۰	۴۰	ص ۱۶۰
۴۱	ص ۱۶۲	۴۱	ص ۱۶۲
۴۲	ص ۱۶۴	۴۲	ص ۱۶۴
۴۳	ص ۱۶۶	۴۳	ص ۱۶۶
۴۴	ص ۱۶۸	۴۴	ص ۱۶۸
۴۵	ص ۱۷۰	۴۵	ص ۱۷۰
۴۶	ص ۱۷۲	۴۶	ص ۱۷۲
۴۷	ص ۱۷۴	۴۷	ص ۱۷۴
۴۸	ص ۱۷۶	۴۸	ص ۱۷۶
۴۹	ص ۱۷۸	۴۹	ص ۱۷۸
۵۰	ص ۱۸۰	۵۰	ص ۱۸۰
۵۱	ص ۱۸۲	۵۱	ص ۱۸۲
۵۲	ص ۱۸۴	۵۲	ص ۱۸۴
۵۳	ص ۱۸۶	۵۳	ص ۱۸۶
۵۴	ص ۱۸۸	۵۴	ص ۱۸۸
۵۵	ص ۱۹۰	۵۵	ص ۱۹۰
۵۶	ص ۱۹۲	۵۶	ص ۱۹۲
۵۷	ص ۱۹۴	۵۷	ص ۱۹۴
۵۸	ص ۱۹۶	۵۸	ص ۱۹۶
۵۹	ص ۱۹۸	۵۹	ص ۱۹۸
۶۰	ص ۲۰۰	۶۰	ص ۲۰۰
۶۱	ص ۲۰۲	۶۱	ص ۲۰۲
۶۲	ص ۲۰۴	۶۲	ص ۲۰۴
۶۳	ص ۲۰۶	۶۳	ص ۲۰۶
۶۴	ص ۲۰۸	۶۴	ص ۲۰۸
۶۵	ص ۲۱۰	۶۵	ص ۲۱۰
۶۶	ص ۲۱۲	۶۶	ص ۲۱۲
۶۷	ص ۲۱۴	۶۷	ص ۲۱۴
۶۸	ص ۲۱۶	۶۸	ص ۲۱۶
۶۹	ص ۲۱۸	۶۹	ص ۲۱۸
۷۰	ص ۲۲۰	۷۰	ص ۲۲۰
۷۱	ص ۲۲۲	۷۱	ص ۲۲۲
۷۲	ص ۲۲۴	۷۲	ص ۲۲۴
۷۳	ص ۲۲۶	۷۳	ص ۲۲۶
۷۴	ص ۲۲۸	۷۴	ص ۲۲۸
۷۵	ص ۲۳۰	۷۵	ص ۲۳۰
۷۶	ص ۲۳۲	۷۶	ص ۲۳۲
۷۷	ص ۲۳۴	۷۷	ص ۲۳۴
۷۸	ص ۲۳۶	۷۸	ص ۲۳۶
۷۹	ص ۲۳۸	۷۹	ص ۲۳۸
۸۰	ص ۲۴۰	۸۰	ص ۲۴۰
۸۱	ص ۲۴۲	۸۱	ص ۲۴۲
۸۲	ص ۲۴۴	۸۲	ص ۲۴۴
۸۳	ص ۲۴۶	۸۳	ص ۲۴۶
۸۴	ص ۲۴۸	۸۴	ص ۲۴۸
۸۵	ص ۲۵۰	۸۵	

شاخسانہ بڑھایا کہ فرض کرو وقت پیدائش زمین غلامیں پھینکی گئی تھی کوئی شے حائل نہ ہوتی تو ہمیشہ اُدھر ہی کو چلی جاتی راستے میں آفتاب ملا اور اس نے کھینچ تان شروع کی۔

اقول واقیات کا کام فرضیات سے نہیں چلتا، مدعی کا مطلب "شاید" اور "ملکن" سے نہیں نکلتا۔ یہ لوگ طریقہ استدلال سے محض نااہل ہیں، اگر کوئی شے مشاہدہ یا دلیل سے ثابت ہو اور اس کے لئے ایک سبب متعین، مگر اس میں کچھ اشکال ہے جو چند طریقوں سے دفع ہو سکتا ہے اور ان میں کوئی طریقہ معلوم الوقوع نہیں، وہاں احتمال کی گنجائش ہے کہ جب فہم متحقق اور اس کا یہ سبب متعین تو اشکال واقع میں یقیناً منقطع، تو یہ کہنا کافی کہ شاید یہ طریقہ ہو لیکن نا ثابت بات کے ثابت کرنے میں فرض و احتمال کا اصل عمل نہیں کریں تو ہمارے اس فرض کی تابع ہوتی، یوں فرض کریں تو ہو سکے نہ کریں نہ ہو سکے اس سے مدعی کے لئے وہی کافی ماننے کا جو مجنون ہو۔ پھر اگر شے ثابت و متحقق ہے اور یہ سبب متعین نہیں تو دفع اشکال پر بنائے احتمال ایک مجنونانہ خیال۔ اور اگر سرے سے شے ہی ثابت نہیں، نہ اس کے لئے یہ سبب متعین، پھر اس میں یہ اشکال، تو کسی احتمال سے اس کا علاج کر کے شے اور سبب دونوں ثابت مان لینا دوہرا جنون اور پورا ضلال۔ پھر اگر علاج کے بعد بھی بات نہ بنے جیسا کہ یہاں ہے جب تو جنونوں کی گنتی ہی نہ رہی۔ یہ نکتہ خوب یاد رکھنے کا ہے کہ بعض جگہ مخالف دعو کا نہ دے سکا (۶) ہر مدار میں جاذبہ و نافرہ دونوں برابر ہوتی ہیں، ورنہ جاذبہ غالب ہو تو مثلاً زمین شمس سے جابلے، نافرہ غالب ہو تو خط مماس پر سیدھی چلی جائے دورہ کا انتظام نہ رہے۔

اقول بتاتے ہیں اور خود ہی اس کے خلاف کہتے ہیں اور حقیقتاً تناقض پر مجبور ہیں جس کا بیان فصل اول سے بعونہ تعالیٰ ظاہر ہوگا۔

(۷) نافرہ بمقدار جذب ہے اور سرعت حرکت بمقدار نافرہ۔ جذب جتنا قوی ہوگا نافرہ زیادہ ہوگی کہ اس کی مقاومت کرے اور نافرہ جتنی بڑھے گی چال کا تیز ہونا ظاہر ہے کہ وہ قیومہ نفرت ہے ولہذا سیارہ آفتاب سے جتنا بعید ہے اتنا ہی اپنے مدار میں آہستہ حرکت کرتا ہے سب سے قریب عطارد ہے کہ ایک گھنٹہ میں ایک لاکھ پانچ سو تین سو تیس میل چلتا ہے اور سب سے دور نیپچون ایک گھنٹہ میں گیارہ ہزار نو سو اٹھاون میل۔

اقول یہ قرین قیاس ہے، اور وہ جو نمبر ۱۲ میں آتا ہے کہ جاذبہ و نافرہ بحسب سرعت بدلتی ہیں محکوم ثنی پر مبنی ہونا ضرور نہیں بلکہ مقصود نسبت بتانا ہے۔

(۸) اجسام اجزائے ویمقراطیہ سے مرکب ہیں۔ نیوٹن نے تصریح کی کہ وہ نہایت چھوٹے چھوٹے جسم ہیں کہ ابتدائے آفریش سے باطنی قابل حرکت و ثقل و سخت و بے جوف ہیں، اُن میں کوئی حس میں تقسیم کے اصلاً لائق نہیں اگرچہ وہم اُن میں جسے فرض کر سکے۔

اقول اولاً یہ من وجہ ہمارے مذہب سے قریب ہے ہمارے نزدیک ترکیب اجسام جو اہر فردہ یعنی اجزائے لایتجزی سے ہے کہ ہر ایک نقطہ جو ہری ہے جن میں عرض طول عرض اصلاً نہیں وہم میں بھی اُن کی تقسیم نہیں ہو سکتی۔ فلسفہ قدیم جسم کو متصل و حدانی مانتا ہے جس میں بالفعل اجزاء نہیں اور بالقوہ تقسیم غیر متناہی کا قائل ہے۔ ثانیاً نیوٹن کی تصریح کہ وہ سب اجزاء باطنی قابل حرکت ہیں بظاہر نمبر ۲ کے مناقض ہے کہ جسم باطنی حرکت سے منکر ہے اور اثر قاسر سے قبول حرکت اُس کے فقط باطنی کے خلاف ہے مگر یہ کہا جائے کہ طبیعت ہی میں قبول اثر قاسر کی استعداد رکھی گئی ہے کہ یہ صلاحیت نہ ہوتی تو قاسر سے بھی حرکت ناممکن ہوتی اور طبیعت ہی کو اپنے وزن و ثقل طبعی کے باعث حرکت سے انکار ہے یہ قوت ہے جس کا کام فعل کرنا ہے یعنی محرک کی مزاحمت اور وہ صلاحیت ہے جس کی شان قبول اثر ہے۔ حاصل یہ کہ اپنے وزن کے سبب ممانعت کرتی ہے اور قوت قاسر کے باعث قبول کر لیتی ہے تو تعارض نہیں۔

اقول ثالثاً یہ سب سہی مگر یہ قول ایسا صواب و ہوا کہ ساری ہیائے جدیدہ کا خاتمہ کر دیا جس کا بیان ان شاء اللہ آئے ہے معلوم نہیں نیوٹن نے کس حال میں ایسا لفظ ثقل لکھ دیا جس نے اُسی کے ساختہ پر داخہ قواعد جاذبیت کو خفیف کر دیا۔

فائدہ : ہمارے علمائے متکلمین ثقل و وزن میں فرق فرماتے ہیں وہ بلحاظ نوع ہے یہ بلحاظ فرد۔ وہ ایک صفت مقتضائے صورت نوعیہ ہے جس کا اثر طلب سفلی ہے اُسے حجم و وزن و کثرت اجزاء سے تعلق نہیں لیکن میں کہہ چھٹکی سے وزن زائد ہے مگر لوہا لکڑی سے زیادہ ثقل ہے اور حدائق النجوم میں کہا ثقل ہمیشہ جسم کو نیچے کھینچتا ہے پھر ثقل کیا کہ ثقل وہ میل طبعی ہے کہ سب اجسام کو کسی مرکز کی طرف ہے۔

اقول یہ مسامتہ ہے ثقل میں میل نہیں بلکہ سبب میل ہے جیسا خود آگے کہا کہ وہ دو قسم ہے اول مطلق یعنی نفس ثقل جس کے سبب جملہ اجسام اپنے مرکز ثقل کی طرف میل کرتے ہیں، جیسے ہمارے کرہ کے منضریات جانب مرکز زمین یہ ہمیشہ مقدار مادہ جسم کے برابر ہوتا ہے جس میں اُس کی جسامت کا اعتبار نہیں تو لکڑی اور لوہا دونوں کا ثقل مطلق برابر ہے۔

اقول^{۱۸} اوکلا یہ کہنا تھا کہ دونوں ثقل مطلق میں برابر ہیں یعنی میل بکرکز زمین دونوں کی طبیعت میں ہے مطلق میں موازنہ کی گنجائش کہاں۔

ثانیاً^{۱۹} اسی وجہ سے مطلق کو مقدار مادے کے مساوی ماننا جہل ہے کیا مقدار مادہ کی کمی بیشی سے مطلق بدلے گا۔

ثالثاً^{۲۰} یہ جو تفاوت مادے سے کم بیش ہوتا ہے محال ہے کہ لوہے اور لکڑی میں مساوی ہو۔ جسم جتنا کثیف تر اس میں مادہ یعنی وہی اجزاء اے دیمقراطیسیہ کما سیاتی (جیسا کہ آگے آئے گا۔ ت) بیشتر لوہے کی کثافت لکڑی کہاں سے لائے گی، یہ لوگ جب اس میدان میں آتے ہیں ایسی ہی ٹھوکریں کھاتے ہیں، پھر کم دوسرا ثقل مضاف یعنی ایک جسم کو دوسرے کی نسبت سے یہ باختلاف انواع مختلف ہوتا ہے۔ ایک ہی حجم کی دو چیزوں میں ان کے مادوں کی نسبت سے مختلف ہوتا ہے

ایک انگل مکعب لوہا بھی لوہا اور لکڑی بھی لوہا زیادہ بھاری ہوگا کہ مساوی جسامت کے لوہے میں لکڑی سے مادہ زائد ہے۔

اقول^{۲۱} فرق کیا ہوا، ثقل مطلق بھی موافق مقدار مادہ تھا جس کے یہی معنی کہ مادے کی کمی بیشی سے بدلے گا، یہی مضاف میں ہے کمی بیشی کا لحاظ وہاں بھی بلے لحاظ تعدد و نسبت دو شے ممکن نہیں، اگر یہ فرض کر لو کہ شے واحد میں مادہ اس سے کم ہو جائے تو ثقل کم ہوگا اور زائد تو زائد تو کیا یہ دو چیزوں اور ان کی نسبت کا اعتبار نہ ہوا۔ بالکل ان کے یہاں مدار ثقل کثرت اجزاء پر ہے کم اجزاء میں کم زائد میں زائد، اور یہ نہیں مگر وزن تو ان کے یہاں ثقل و وزن شے واحد ہے۔ ہم آئندہ غالباً اسی پر بنائے کلام رکھیں گے۔

(۹) ہر جسم کا مادہ جسے بیرونی جسم بھی کہتے ہیں وہ چیز ہے جس سے جسم اپنے مکان کو بھرتا اور دوسرے جسم کو اپنی جگہ آنے سے روکتا ہے۔

اقول^{۲۲} یہ وہی اجزاء دیمقراطیسیہ ہوئے اور ان کی کمی بیشی جسم تعلیمی یعنی طول عرض عمق کی کمی بیشی پر نہیں بلکہ جسم کی کثافت پر ایک حجم کے دو جسم ایک دوسرے سے کثیف تر ہوں جیسے آہن و چوب یا طلا و سیم کثیف تر ہیں، اجزاء زیادہ ہوں گے، کبھی زیادہ حجم میں کم جیسے لوہا اور روٹی۔

(۱۰) جاذبیت بحسب مادہ سیدھی بدلتی ہے اور بحسب مرتبہ بُعد بالقلب۔

اقول^{۲۳} یہاں مادے سے مادہ جاذب مراد ہے اور تبدل سے طاقت جذب کا تفاوت یعنی

جاذب میں جتنا مادہ زائد اتنا ہی اس کا جذب قوی۔ یہ سیدھی نسبت ہوتی اور بعد مجذوب کا مجذور، جتنا زائد اتنا ہی اس کا جذب ضعیف، گزبھر بعد پر جو جذب ہے دو گز پر اس کا چارم ہوگا، و مثل گز پر اس کا سوواں حصہ یہ نسبت میسر ہوئی کہ کم پر زائد زائد پر کم۔

طریقہ (ا) کشیف ترکہ جذب اشد۔

(ب) قریب تر پر اثر اکثر۔

(ج) خط عمود پر عمل اقوی۔

تنبیہ جلیل: اقول یہ قاعدہ دلیل روشن ہے کہ طبعی قوت جذب ہر شے کی طرف یکساں متوجہ ہوتی ہے مجذوب کی حالت دیکھ کر اس پر اپنی پوری یا آدھی یا جتنی قوت اس کے مناسب جانے صرف کرنا اس کا کام ہے جو شعور و ارادہ رکھے طبعی قوت ادراک نہیں رکھتی کہ مجذوب کی حالت جاننے اور اس کے لائق اپنے کل یا حصے سے کام لے دہ تو ایک ودیعت رکھی قوت بے ارادہ و بے ادراک ہے نہ اس میں جدا جدا حصے ہیں شے واحد ہے اور اس کا فعل واحد ہے اس کا کام اپنا مثل کرنا ہے مقابل کوئی شے کیسی ہی ہو بھیگا ہوا کپڑا دھوپ میں پھیلا دو جس کے ایک حصے میں خفیف نم ہو اور دوسرا حصہ خوب تر۔ حرارت کا کام جذب رطوبات ہے، اس وقت کی دھوپ میں جتنی حرارت ہے وہ دونوں حصوں پر ایک سی متوجہ ہوگی، ولہذا نم کا حصہ جلد خشک ہو جائے گا اور دوسرا ویریں کہ اتنی حرارت اس خفیف کو جلد جذب کر سکتی تھی اور اگر یہ ہوتا کہ طبعی قوت بھی مقابل کی حالت دیکھ کر اسی کے لائق اپنے حصے سے اس پر کام لیتی تو واجب تھا کہ نم بھی اتنی ہی دیر میں سوکھتی جتنی میں وہ گہری تری کہ ہر ایک پر اسی کے لائق جذب آتا، نم پر کم اور تری پر زائد، حالانکہ ہرگز ایسا نہیں بلکہ دھوپ اپنی قوت جذب کا پورا عمل دونوں پر کرتی ہے ولہذا کم کو جلد جذب کر لیتی ہے یوں ہی مقناطیس لوہے کے ذروں کو ریزوں سے جلد جذب کرے گا اگر ہر ایک کے لائق جذب کرتا تو جس قوت سے ریزوں کو کھینچتا تھا عام ازیں کہ کل قوت تھی یا بعض جو نسبت ذروں کو ان ریزوں سے ہے اسی نسبت کے حصے قوت سے ذروں کو کھینچتا دونوں برابر آتے۔ نہیں نہیں بلکہ قطعاً سب کو اپنی پوری قوت سے کھینچا جس نے ہلکے پر زیادہ عمل کیا، یوں ہی بعد کے بڑھنے سے جذب کا ضعیف ہوتا جانا قطعاً اسی بنا پر ہے کہ وہی قوت واحد ہر جگہ عمل کر رہی ہے، ظاہر کہ قریب پر اس کا عمل قوی ہوگا اور جتنا بعد بڑھے گا گھٹتا جائے گا، اور اگر ہر بعد کے لائق مختلف حصے کام کرتے تو ہرگز بعد بڑھنے سے جذب میں ضعف نہ آتا جب تک ساری طاقت ختم نہ ہو چکی کہ ہر حصہ بعد پر طبیعت اپنی قوت کے حصے پڑھاتی جاتی اور نسبت یکساں رہتی ہاں جب آگے کوئی حصہ نہ رہتا تو اب بعد بڑھنے سے گھٹتی کہ اب عمل کرنے کو یہی قوت واحد معینہ رہ گئی بالجملہ بعد بڑھنے سے ضعف آنے کو لازم ہے کہ ہر جگہ ایک ہی قوت معینہ عامل ہو اور وہ کوئی حصہ نہیں ہو سکتی مگر

حصوں کی تقسیم غیر متناہی یہ حصہ معتین ہوا وہ کیوں نہ ہوا ترجیح بلا مرجح ہے لہذا واجب کہ طبعی جاذب ہمیشہ اپنی پوری قوت سے عمل کرتا ہے۔ یہ جلیل فائدہ یا ورکنے کا ہے کہ بعونہ تعالیٰ بہت کام دے گا۔

تبلیغہ: اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ مثلاً زمین کا پورا کرہ اپنی ساری قوت سے ہر شے کو کھینچتا ہے بلکہ مجذوب کے مقابل جتنا ٹکڑا ہے جیسے اس کپڑے کو شرق تا مغرب پھیلی ہوئی ساری دھوپ نے نہ سکھایا تیرا بلکہ اُسی قدر نے جو اس کے محاذی تھی۔

(۱۱) جذب بحسب مادہ مجذوب ہے، دسلس جز کا جسم جتنی طاقت سے کھینچے گا تنو جز کا اس کی وہ چند سے۔ اگر کم ایک سیر اور دوسرے دس سیر کے جسم کو برابر عرصے میں کھینچنا چاہو تو کیا دسلس سیر کو دس گئے زور سے نہ کھینچو گے۔

اقول یہ بجائے خود ہی صحیح رکھتا تھا جب اس میں مجذوب پر نظر ہو اور اس کے دو محل ہوتے، اول طلب کا تبدل یعنی ہر مجذوب اپنے مادے اور بُعد کے لائق طاقت مانگے گا جاذب میں اتنی قوت ہے کھینچنے لے گا ورنہ نہیں۔ یوں یہ دونوں نسبتیں مستقیم ہیں کہ مجذوب میں مادہ خواہ بُعد جو کچھ بھی زائد ہو اتنی ہی طاقت چاہے گا۔

دوم مجذوب پر اثر کا تبدل، یوں یہ دونوں نسبتیں معکوس ہیں کہ مجذوب میں مادہ خواہ بُعد جس قدر زائد اُسی قدر اُس پر جذب کا اثر کم اور جتنا مادہ یا بُعد کم اتنا ہی زائد۔ مگر اس صحیح بات کو غلط استعمال کیا ہے اس میں جاذب پر نظر رکھی کہ وہ مادہ وزن مجذوب کے لائق اس پر اپنی قوت صرف کرتا ہے یہ بھی صاحب ارادہ طاقت کے اعتبار سے صحیح تھا مگر اُسے قوت طبعیہ پر ڈھالاکہ مجذوب میں جتنا مادہ ہو گا زمین اُسے اتنی ہی طاقت سے کھینچے گی۔ اب یہ معنی باطل ہو گیا۔ اولاً اس کا بطلان ابھی سُن چکے اور انسان سے تمثیل جہالت، انسان ذی شعور ہے زمین صاحب ادراک نہیں کہ مجذوب کو دیکھے اور اس کی حالت جانچے اور اس کے لائق قوت کا اندازہ کرے تاکہ اتنی ہی قوت اس پر خرچ کرے۔

تبلیغہ: اگر یہ ہے تو وہ پہلا قاعدہ جس پر ساری ہیئت جدیدہ کا اجماع اور سردار فلسفہ جدیدہ نیوٹن کا اختراع ہے صاف غلط ہو جائے گا جب زمین مجذوب کے مادوں کا ادراک کرتی ہے اور ان کے قابل اپنی قوت کے حصے چھانکتی ہے تو کیوں نہ اس کے بعد کا ادراک کرے گی اور ہر بُعد کے لائق اپنی قوت کا حصہ چھانٹے گی تو ہر بُعد پر جذب یکساں رہے گا۔

ثانیاً تبلیہ اقول ملاحظہ نمبر ۲ سے یہاں ایک اور سخت اعتراض ہے نمبر ۱۵ میں آتا ہے کہ تمہارے نزدیک اختلاف وزن اختلاف جذب پر متفرع ہے اور ہم ثابت کر دیں گے کہ ہیئت جدیدہ کو اس اقرار پر قائم رہنا لازم ورنہ ساری ہیئت باطل ہو جائے گی۔ اب یہاں اختلاف جذب اختلاف وزن پر متفرع کیا کہ دس سیر کا جسم دس گنی طاقت سے بکھنچے گا۔ یہ کھلا دور ہے اگر کئے اختلاف وزن پر نہیں اختلاف مادے پر متفرع کیا اختلاف وزن سے مثال دی ہے کہ ہمارے جذب سے پہلے جذب زمین نے وزن پیدا کر دیا ہے۔

اقول مختلف قوت جذب چاہنا اختلاف وزن سے ہوتا ہے مادے میں جب پیش از جذب کچھ وزن ہی نہیں تو بے وزن چیز قلیل ہو یا کثیر مختلف قوت چاہے گی۔ اگر کئے اختلاف مادے سے ماسکے مختلف ہوں گے لہذا مختلف جذب درکار ہوگا۔

اقول ماسکے بحسب وزن ہی تو ہے (مثلاً) پھر اختلاف وزن ہی پر بنا آگئی اور دور قائم رہا مگر صاف انصاف یہ کہ نمبر ۲ نیوٹن کے قول نمبر ۲ پر مبنی اور ہیئت جدیدہ کا بیکھنچ ہے جسے وہ کسی طرح تسلیم نہیں کر سکتی بلکہ چاہتا اس کا رد کرتی ہے جس کا بیان نمبر ۱۵ میں آتا ہے۔ ہیئت جدیدہ کے طور پر صحیح یہ ہے کہ ماسکے بر بنائے وزن نہیں بلکہ نفس مادے کی طبیعت میں حرکت سے انکار ہے تو جس میں مادہ زیادہ ماسکے زائد توانکار افزون تو اس کے جذب کو قوت زیادہ درکار۔ یہ تقریر یاد رکھئے اور اب یہ اعتراض یکسر اٹھ گیا۔

تبلیہ : ہیئت جدیدہ نے اس تناقض کی بنا پر ایک اور قاعدہ اس سے بھی زیادہ باطل تراشا جسے اپنے مشاہدے سے ثابت بتاتی ہے بھلا مشاہدے سے زیادہ اور کیا درکار ہے۔ وہ اس سے اگلا قاعدہ ہے۔

تبلیہ ضروری : اقول یہ دونوں قاعدے تناقض صحیح مگر ان سے اتنا کھل گیا کہ جذب کی تبدیلی تین ہی وجہ سے ہے مادہ جذب مادہ مجذوب بعد، جن میں قابل قبول صرف دو ہیں۔ مادہ مجذوب اس نمبر ۱۱ نے طنز میں لغز اور شطرنج میں بغلہ بڑھایا، بہر حال مجذوب واحد پر بعد واحد سے جاذب واحد کا جذب ہمیشہ یکساں رہے گا وہ جو نمبر ۱۳ میں آتا ہے کہ جاذبیت بحسب سرعت بدلتی ہے، نمبر ۱۱ میں گزرا کہ اصل میں سرعت بحسب جاذبیت بدلتی ہے۔

(۱۲) جذب اگرچہ با اختلاف مادہ مجذوب مختلف ہوتا ہے مگر جاذب واحد مثلاً زمین کے جذب کا اثر تمام مجذوبات صغیر و کبیر پر یکساں ہے سب بلکہ بھاری اجسام کہ زمین سے برابر فاصلے پر ہوں ایک ہی رفتار سے ایک ہی آن میں زمین پر گرتے کہ ان میں آپ تو کوئی میل ہے نہیں جذب سے گرتے اور اس کا اثر سب پر

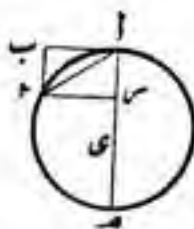
برابر ایک حصہ مادے کو زمین نے ایک قوت سے کھینچا اور دوسرے حصے کو وہ چند قوت سے، تو حاصل وہی رہا کہ ہر حصہ مادہ کے مقابل ایک قوت، لہذا اثر میں اصلاً فرق نہ ہوتا مگر ہوتا ہے بھاری جسم جلد آتا ہے اور ہلکا دیر میں، اس کا سبب بیچ میں ہوائے حائل کی مقاومت ہے بھاری جسم سے جلد مغلوب ہو جائے گی کم رو کے گی جلد آئیگا، بلکہ سے دیر میں متاثر ہوگی، زیادہ رو کے گی دیر لگائے گا۔ اس کا امتحان آکھ ایریپ سے ہوتا ہے جس کے ذریعہ ہوا برتن سے نکال لیتے ہیں۔ اس وقت روپیہ اور روپے برابر کاغذ یا پر ایک ہی رفتار سے زمین پر پہنچتے ہیں۔ حاصل ہے اس کا جو چار صفحاتوں سے زائد میں لکھا۔

اقول اوکلا اس سے بڑھ کر عاقل کون کہ لفظ کے اور معنی نہ سمجھے جس میں وزن زیادہ ہے وہ مقادیر ہوا پر جلد غالب آتا ہے، زیادہ وزن کے کیا معنی، یہی ناکہ وہ زیادہ جھکتا ہے یہ اس کی اپنی ذات سے ہے تو اسی کا نام میل طبعی ہے جس کا ابھی تم نے انکار مطلق کیا اور اگر زمین اسے زیادہ جھکاتی ہے تو یہی تفاوت اثر جذب ہے اس پر زیادہ نہ ہوتا تو زیادہ کیوں جھکتا۔

ثانیاً زیادت وزن کا اثر صرف یہی نہیں کہ مقاومت پر جلد غالب آئے بلکہ اس کا اصل اثر زیادہ جھکنا ہے مقادیر پر جلد غلبہ بھی اسی زیادہ جھکنے سے پیدا ہوتا ہے اگر پہاڑ اگر معلق رہے نیچے نہ جھکے ہوا کو ذرہ بھرشق نہ کرے گا۔ تمہاری جہالت کہ تم نے فراع کو اصل سمجھا اور

اصل کو یک تحت اُڑا دیا۔ مقاومت پر اثر ڈالنا زیادہ جھکنے پر موقوف تھا لیکن زیادہ جھکنا کسی مقاوم کے ہونے نہ۔ نے پر موقوف نہیں وہ نفس زیادت وزن کا اثر ہے تو ہوا بالکل نکال لینے پر بھی یقیناً رہے گا اور روپیہ پر جلد نیچے گا بلکہ ممکن کہ اب پہلے سے بھی زیادہ کہ اس وقت اس کی جھونک کو ہوا کی روک تھمی اب وہ روک بھی نہیں۔ اہل انصاف دیکھیں کسی صریح باطل بات کہی اور مشاہدے کے سرخو پ دی، یہ حالت ہے ان کے مشاہدات کی، یہ دیگ کا چاول یا در ہے کہ آئندہ کے اور خلافت عقل دعویٰ کی بانگی ہے اور اس کا زیادہ مزہ فصل دوم میں لکھے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اور ہمارے نزدیک حقیقت امر یہ ہے کہ ہر عقل میں ذاتی ثقل اور طبعی میل سفلی ہے کہ بزیادت وزن زائد ہوتا ہے تو ہلکی خود ہی کم جھکے گی اگرچہ ہوا حائل نہ ہو، اور حائل ہوتی تو اسے شق بھی کم کرے گی تو بھاری چیز کے جلد آنے کا ایک عام سبب ہے اس میں میل فزول ہونا خواہ کوئی حائل ہو یا نہ ہو، اور در صورت حیولت زیادت وزن کے باعث حائل کو زیادہ شق کرنا تو بغرض غلط، ہوا برتن سے بالکل نکال بھی لی جائے روپیہ پھر بھی پر سے یقیناً جلد آئے گا اگرچہ چند انگل کی مسافت میں تمہیں فرق محسوس نہ ہو۔

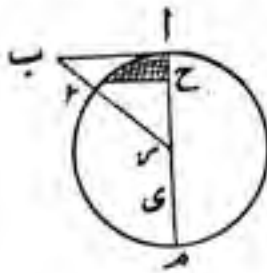
(۱۳) جب کوئی جسم دائرے میں دائر ہو تو مرکز سے نافرہ اور مرکز کی طرف جاذبہ (اذانجا کہ



15

عہ قرینہ نصف ثانیہ ہوا اور سما آ۹۸۵۹۸۰۰ اور دونوں مساوی ہیں اور نسبت اضلاع مثل نسبت
انصاف ہے (اقلیدس ۵ مقالہ شکل ۱۵) تو ایک ثانیہ ۹۸۵۹۸۰۰ کے برابر ہوا، یعنی $۹۸۵۹۸۰۰ = ۱$
۹۸۵۹۸۰۰ یہ ٹیپی تحقیقات جدیدہ ۱۲ منہ غفرلہ

مساوی ہیں (مامونی) تو دونوں قوسیں مساوی ہیں (مقالہ ۳ شکل ۲۵) بالخصوص اس پر بے شمار استقالات ہیں۔
 اس آبعاً یہ ضرور ہے کہ مہندسین نہایت صغیر قوسوں میں ان کے وتر ان کی جگہ لے لیتے ہیں جیسے اعمال
 کسوف و خسوف میں، مگر اسے تو حکم عام دینا ہے، ہر جگہ یہ سو کیسے چلے گا، دیکھو نصف دو ۸۰ درجے محیطیہ
 اور اس کا وتر کہ قطر ہے صرف ۱۲۰ درجے، وہ بھی قطریہ کہ محیطیہ کے ۱۱۵ سے بھی کم ہوئے فرض کرو قوس ۶۱
 ۶۰ درجے ہے تو درجات قطریہ سے اس سهم صرف ۳۰ ہے اور ۶۱ جیب تقریباً ۵۲ ۵۱ قوس تقریباً ۹۲
 مجنون ہے جو ان سب کو مساوی کہے۔



خامساً مساوی قوتیں پر شکل وہ نہ ہوگی بلکہ یہ اب دلیل واقعہ ہے آ کو
 مرکز مان کر بعد بت پر قوس ب سے کھینچی جس نے محیط کو ۶ پر قطع کیا اور قطر کو ۶ پر
 تو ۶۱ مسافت و اثر دافیت ہوئی اور اس اثر جاذبیت اب اس سهم قوس ۶۱
 نہیں بلکہ اس کا سهم ۱۱۵ ہے بلکہ شکل مذکور اقلیدس
 اح بحسب مربع ۶۱ بدلے گا نہ کہ جاذبیت اس۔

سادساً دعویٰ میں جاذبہ نافرہ دونوں ہتھیں اور بغرض باطل اس دلیل سے ثابت ہوا تو جاذبہ کا بحسب
 مربع مسافت بدلنا جسے بنا دانی مربع سرعت کہا سرعت مسافت نہیں بلکہ مسافت مساویہ کو زمانہ اقل میں قطع کرنا
 نافرہ کے دعویٰ کو تساوی جاذبہ و نافرہ پر حوالہ کیا اور اسے خود شکل میں بگاڑ دیا کہ جاذبہ سهم رکھی اور دافہ جیب،
 بلکہ وتر، بلکہ قوس۔ اہل انصاف دیکھیں یہ حالت ہے ان کی ادبام پرستی کی، اپنے باطل خیالات کو کیسا زبردستی
 بریان ہندسی کا لباس پہنا کر پیش کرتے ہیں۔

(۱۴) ہر دائرے میں جاذبہ ہو یا نافرہ بحسب نصف قطر بہ مربع زمانہ دورہ ہے اس سے معلوم
 ہو سکتا ہے کہ آفتاب جو زمین کو کھینچتا ہے اور زمین قمر کو ان دونوں کششوں میں کیا نسبت ہے نصف قطردار
 قمر کو ایک فرض کریں تو نصف قطردار زمین ۴۰۰ ہو گا اور اس کی مدت دورہ ۲۹ ۶ ۲۵ دن ہے اور اس کی

۱ یعنی ۱۱۴ درجے ۳۵ دقیقے ۲۹ ثانیے ۳۶ ثانیے ۴۷ راجے ۱۲ من غفرلہ
 ۲ یعنی ۵۱ درجے ۵۴ دقیقے ۱۸ ثانیے ۲۹ ثانیے ۱۴ راجے ۱۲ من غفرلہ
 ۳ یعنی ۶۲ درجے ۴۹ دقیقے ۴۵ ثانیے ۲۰ ثانیے ۴۴ راجے ۱۲ من غفرلہ

۱۲ ص ۱۲۰

۱۲ ص ۱۲۰

۲۵۶۲۵ دن : انجذاب قمر شمس : انجذاب قمر ارض : $(\frac{1}{4} \times \frac{1}{2}) : (\frac{1}{4} \times \frac{1}{2}) : (\frac{1}{4} \times \frac{1}{2})$ یعنی شمس اگرچہ دور ہے مگر $\frac{1}{4}$ زمین سے زیادہ کھینچتا ہے انتہی۔

اقول منتسبین بدل گئے یوں کہنا تھا کہ انجذاب قمر ارض : انجذاب قمر شمس : الخ اور اختصار میں $\frac{1}{4}$ چاہئے تھا کہ حاصل ۲۶۲۲۵ ہے کہ ربع سے قریب ہے پھر بغرض صحت اس سے ثابت ہوتی تو وہ نسبت جو قمر کو زمین اور زمین کو شمس کی کشش میں ہے جیسا کہ ابتداء دعویٰ کیا تھا اور نتیجہ میں رکھی وہ نسبت جو قمر کو کشش زمین و شمس میں ہے خیر اسے کہہ سکیں کہ بوجہ قلت تفاوت دومہ و بعد زمین دور و بعد قمر کھا مگر اس کے بیان میں اس دلیل کا مبنی یہی قاعدہ نمبر ۱۴ ہے اور اس کا مبنی قاعدہ نمبر ۱۳ جس کے شدید البطلان ابھی سن چکے۔

(۱۵) وزن جذب سے پیدا ہوتا اور اس کے اختلاف سے گھٹتا بڑھتا ہے اگر جسم پر جذب اصلہ نہ ہو یا سب طرف سے مساوی ہونے کے باعث اس کا اثر نہ رہے تو جسم میں کچھ وزن ہو گا ہم اگر مرکز زمین پر چلے جائیں تمام ذرات زمین ہم کو برابر کھینچیں گے اور اثر کشش جاتا رہے گا ہم بے وزن ہو جائیں گے۔

اقول یہ نری بے وزن بدیہی البطلان بات کہ جسم میں خود کچھ وزن نہیں جذب سے پیدا ہوتا ہے ہیأت جدیدہ کی کثیر تصریحات سے واضح و آشکار ہے اگلافت عطار دسولنے کے قریب زمین سے دو چند ہے مگر اس کے صفر کے سبب اس کی جاذبیت جاذبیت زمین کی $\frac{1}{2}$ ہے اسی نسبت سے اوزان اس کی سطح پر گھٹتے ہیں جو چیسزہ زمین پر من بھر ہے عطار د پر رکھ کر تولیں تو صرف چوبیس سیر ہوگی۔ بس سطح آفتاب پر جسم کا وزن سطح زمین سے ۲۸ گنا ہوتا ہے یعنی یہاں کا من و ہاں کا ثن ہو جائے گا وہاں کا ثن یہاں من رہے گا اس کا رد فصل ۲ رد ۱۴ سے روشن ہوگا، ج جو چیز سطح زمین سے تین ہزار چھ سو رطل کی ہے کہ اس کے بعد مرکز سے بقدر نصف قطر زمین ہے اگر سطح زمین نصف قطر کی دوری پر رکھیں ۹ سو رطل رہ جائے گی اور پورے قطر کے بعد چار ہی سو اور ڈیڑھ قطر کے فاصلے پر سو اور دو قطر کے فاصلے پر ایک سو چوبیس ہی رطل رہے گی کہ مربع بعد بتنے بڑھتے ہیں جاذبیت اتنی ہی کم ہوتی ہے تو ایسا ہی وزن گھٹتا جائے گا یعنی ساڑھے چار قطر کے بعد پر ۳۶ ہی رطل رہے گا اور ساڑھے پانچ پر صرف ۲۵، اور ساڑھے نو پر ۹ ہی رطل اور ساڑھے چودہ پر چار رطل اور ساڑھے آٹیس

علہ کہا قال فی اول هذه النمرة ۲۰۹ ان القم بدور حول الشمس على معدل بعد الاوضاع وفي نفس مدة دوران الارض حولها الخ ۱۲ منه۔

۱۲ ص ۲۶

۱۲ ط ص ۲۳

۱۲ ط ص ۱۲

۱۲ ط ص ۳۵

۱۳ ص ۱۳

پر ایک ہی رطل رسہ گا، تین ہزار پانچ سو ننانوے رطل اڑ جائیں گے و علیٰ ہذا القیاس ۶ زمین پر خط استوا کے پاس شے کا وزن کم ہوگا اور جتنا قطر کی طرف بڑھتا جائے گا کہ خط استوا کے پاس جاذبیت کم ہے اور قطب کے پاس زیادہ۔ و کم ہر شے نے کہا نجیہات پر یعنی مریخ و مشتری کے درمیان آدمی ہو تو ساٹھ فٹ اونچا بے تکلف جست کر سکے۔

اقول تو یورینس پر جا کر تو خاصا پکھیرو ہو جائے گا جدھر جا ہے اڑتا پھرے گا۔ پھر کہا اور ساٹھ فٹ بلندی سے اُن پر گرے تو اس سے زیادہ ضرر نہ دے جتنا ہاتھ بھر بلندی سے زمین پر گرنا۔
اقول تو نیپچون پر جا کر تو رُوئی کا گالا ہو جائے گا کہ ہزاروں گز بلندی سے سخت پتھر پر گرے کچھ ضرر نہ ہوگا۔ یہ ہیں ان کی خیال بندیاں، اور انھیں ایسا بیان کریں گے گویا عطار دو آفتاب پر کچھ دکھ کر قول لائے ہیں نجیہات پر بیٹھ کر کو آئے ہیں ان تمام خرافات کا بھی ما حاصل وہی ہے کہ جسم میں فی نفسہ کوئی وزن نہیں ورنہ ہرگز ہر مقام ہر بعد پر محفوظ رہتا جاذبیت کی کمی بیشی سے صرف اس پر زیادت میں کمی بیشی ہوتی، ظاہر ہے کہ جو کچھ بھی وزن مانو اس سے زیادہ بعد پر بقدر سرب بعد گئے گا اور بعد ہیئت جدیدہ میں غیر محدود ہے تو کمی بھی غیر محدود ہے۔ پہاڑ کا وزن رائی کے دانے کا ہزارواں حصہ رہے گا پھر اس پر بھی نہ رُکے گا تو کوئی وزن کہیں محفوظ نہیں جسے اصلی ٹھہرائیے مگر اس جری بہادر طے نے اسے اور بھی کھلے لفظوں میں کہہ دیا اس کی عبارت یہ ہے جس سبب سے کہ چپیزیں زمین پر گر پڑتی ہیں اُسی سبب سے اُن میں وزن بھی پیدا ہوتا ہے یعنی کشش ثقل ان کو بھاری کرتی ہے بوجہ اشار میں موافق مقدار کشش کے ہوگا۔ یہ ہے فلسفہ جدیدہ اور اس کی تحقیقات ندیدہ کہ پہاڑ میں آپ کچھ وزن نہیں وہ اور رائی کا ایک دانہ ایک حالت میں ہیں۔

اقول حقیقت امر اور اختلاف جذب سے اُن کے دھوکے کا کشف یہ ہے کہ ہر جسم ثقل لقیثا اپنی حد ذات میں وزن رکھتا ہے۔ پہاڑ اور رائی ضرور مختلف ہیں ہشتی میں جتنا وزن ہو اس کے لائق دباؤ ڈالے گی پھر اگر اس کے ساتھ کوئی جذب بھی شریک کر دے تو دباؤ بڑھ جائے گا اور جتنا جذب بڑھے اور بڑھے گا بیسیر کا پتھر آدمی سر پر رکھے وہ دباؤ گاہ اور اس میں رستیاں باندھ کر دو آدمی نیچے کو زور کریں دباؤ بڑھے گا۔ چار آدمی چاروں طرف سے کھینچیں اور بڑھے گا لیکن جذب کی کمی بیشی اصل وزن پر کچھ اثر نہ ڈالے گی جذب کم ہو

لے ط ص ۱۲ ص ۲۹ ص ۲۹ دیکھو ص ۱۲

۲۹ **اقول** بعد دیگر ستارہ دیگر کے جذب سے اور وزن ہلکا ہوگا زمین کے خلاف جہت کھینچا اور بفرض غلط ہو بھی تو کام نہ دے گا کہ وہ بھی عارضی ہوا کلام وزن اصلی میں ہے ۱۲ منہ غفرلہ

یا زائد یا اصلاً نہ ہو وہ بدستور رہے گی، ہاں اگر اوپر کی جانب کوئی جاذب یا چاری کی طرح اُدھر سے سہارا دے یا کمائی کی لچک کی طرح اوپر اُچھالے تو ان صورتوں میں وزن کا احساس کم ہو گا یا اصلاً نہ ہو گا فی نفسہ وزن اصلی اب بھی برقرار رہے گا مگر جذب زیریں کی کمی یا نفی احساس اصلی میں بھی فرق نہیں کر سکتی کہ نیچے جذب نہ ہونا نہ اوپر کو کھینچتا ہے نہ سہارا نہ اُچھال تو اصلی وزن کا دباؤ کم ہونا محال۔ بالکلہ جذب مویہ تھا نہ کہ مولد، لیکن انھوں نے جذب کو وزن کا مولد مانا اور واقعی اُن کو اس مکار برے کی ضرورت ہے کہ وزن ذاتی میل طبعی کو ثابت کرے گا اور اس کا ثبوت جاذبیت کا خاتمہ کر دے گا کما سیاتی (جیسا کہ آئے گا۔ ت) اور اس کے ختم ہوتے ہی ساری ہیأت جدیدہ کی عمارت ڈھج جائے گی کہ اس کی بنیاد کا یہی ایک پتھر ہے تو قطعاً اس کا جذب ہی ہے جیسا کہ اُس کی تصریحات کثیرہ سے آشکار۔ نیوٹن کا قول نمبر ۲ جسے ماننا ہو پہلے ہیأت جدیدہ کا سارا دفتر اور خود نیوٹن کے قواعد جاذبیت سب دریا بُرد کر دے ظاہراً وہ نیوٹن نے ۱۶۸۷ء سے پہلے کہا ہو جب تک سیب نے گر کر جاذبیت نہ سمجھائی تھی اور اسی پر نادانستہ نمبر ۲ مبنی ہوا بہر حال کچھ ہر ہم سب ان کی ان تصریحات متناقضہ سے کام لے سکتے ہیں کہ انھیں کے اقوال میں لیکن ان کو اس نمبر ۱۵ سے کوئی مفر نہیں وہ ہیأت جدیدہ کی بنی گئی چاہیں تو اس کے ماننے پر مجبور ہیں کہ کسی جسم میں خود کو کوئی وزن نہیں بلکہ جذب سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ بات خوب یاد رکھنے کی ہے کہ آئندہ دھوکا نہ ہو ہم اس پر اُس سے زیادہ کیا کہیں جو کہ کچے کہ یہ بلاشبہ باطل ہے، ہاں وہ جو گردوں پر اختلاف وزن بتایا ہے اس سے سہل تر انھیں بتادیں۔

فاقول ہیأت جدیدہ سے کہے کیوں خط استوا سے قطب تک دوڑے یا عطار دو و آفتاب تک پھلانگتی پھرے اس کا زعم سلامت ہے تو خود اس کے گھر میں ایک ہی جگہ رکھے رکھے شے کا وزن گھٹتا بڑھتا رہے گا آج سیر بھر کی ہے کل سوا سیر ہو جائے گی پرسوں تین پاؤں رہ جائے گی پھر ڈیڑھ سیر ہو جائے گی، کوئی عاقل بھی اس کا قائل ہے وجہ یہ کہ سیارات و اقمارات و نجیات (وہ مشابہ سیارہ سوا سو سے زائد اجرام کہ مریخ و مشتری کے درمیان ابھی انیسویں صدی میں ظاہر ہوئے ہیں جن میں جو نو و وسطا و میرکس و پلاس زیادہ مشہور ہیں) اگرچہ کثافت و بُعد میں مختلف ہوں جاذبیت رکھتے ہیں اور قطعاً مجموعہ تفاعل کے برابر نہیں ہو سکتا، اب جس وقت ان کا اجتماع زمین کی جانب مقابل ہو کہ شے اُن کے اور زمین کے بیچ میں ہو تو زمین کی جاذبیت تو شے میں وزن پیدا کرے گی اور ان سب کی جاذبیت کہ جانب مخالف ہے ہلکا کرے گی، غلبہ جذب زمین کے باعث وزن بقدر تفاعل رہے گا اور جب اُن کا اجتماع زمین کے اس طرف ہو کہ شے

سے زمین اور وہ سب ایک طرف واقع ہوں تو وہ اور زمین سب کی مجموعی جاذبیت اس میں وزن پیدا کر کے بہت بھاری کر دے گی اور جب کچھ ادھر کچھ ادھر ہوں وزن بین بین ہوگا جو ہر اختلاف اوضاع پر بدلے گا اگر کہنے اختلاف وزن کیونکر معلوم ہو سکے گا۔ جس چیز سے تو لا تھا وہ بھی تو اتنی ہی بھاری یا ہلکی ہو جائے گی۔
اقول قطب و خط استوا پر اختلاف وزن کیونکر جانا، اب کہو گے ساقول سے، ہم کہیں گے یہاں بھی اُسی سے۔

(۱۶) ہر شبانہ روز میں دو بار سمندر میں مد و جزر ہوتا ہے جسے جوار بھانا کہتے ہیں۔ پانی گودوں یہاں تک کہ خلیج فونڈی میں نیز شہر ریستول کے قریب جہاں نہر سفرن سمندر میں گرتی ہے ستر فٹ تک اونچا اٹھتا پھر بیٹھ جاتا ہے اور جس وقت زمین کے اس طرف اٹھتا ہے ساتھ ہی دوسری طرف بھی یعنی قطر زمین کے دونوں کناروں پر ایک ساتھ مد ہوتا ہے یہ جذب قمر کا اثر ہے ولہذا جب قمر نصف النہار پر آتا ہے اس کے چند ساعت بعد حادث ہوتا ہے آفتاب کو بھی اس میں دخل ہے ولہذا اجتماع و مقابلہ نیروں کے ڈیڑھ دن بعد سب سے بڑا مد ہوتا ہے مگر اثر شمس بہت کم ہے، حدائق النجوم میں جذب قمر سے $\frac{3}{4}$ کہا اصول ہیئت میں $\frac{1}{5}$ یا $\frac{2}{5}$ جاڑوں میں صبح کا مد شام کے مد سے زیادہ بلند ہوتا ہے اور گرمیوں میں بالعکس چھوٹے سمندروں اور بڑی نہروں اور ان پانیوں میں جن کو خشکی محیط ہے جیسے دریائے قزبین و دریائے ارال و بحر متوسط و بحر بالطریق و جیحوں و سیحوں و گنگ و جمن وغیرہ میں نہیں ہوتا۔

اقول مد کا جذب قمر سے ہونا اگرچہ نہ ہم کو مضرت اس کا انکار ضرور، مگر بسبیل ترک ظنون و طلب تحقیق وہ بوجہ مخدوش ہے: وجہ اول: چاند تو زمین کے ایک طرف ہوگا دوسری طرف پانی کس نے کھینچا، یہ تو جذب

عہ ص ۲۶۳ میں ۲۴ گھنٹہ ۵۰ منٹ کے نیز ص ۲۶۳ و ح ص ۲۶۳ میں ۲۴ م ۸ ط ص ۱۶۱ م ۲۴ م ۲۴ م تقریبات شافیه ج ۲ ص ۲۴ م ۱۵ ج ۲۶۳ طبعی ص ۱۶۱ م ۲۴ م ۵ م بہر حال ہر یوم فستری میں دو مد میں یونہی جزر ۱۲ منہ غفرلہ۔

عہ ص ۲۶۳ ح ص ۲۶۳ ط ص ۱۶۱ م ۲۴ م

عہ ص ۲۶۳ ح ص ۲۶۳ ط ص ۱۶۱ م

عہ حدائق النجوم ص ۲۴ میں اس کی اصل مقدار تین گھنٹہ بتائی اگرچہ عوارض خارجیہ سے تفاوت ہوتا ہے۔

عہ ص ۲۶۳ شافیه جلد دوم ص ۳۹ عہ ص ۲۶۳ و عہ ص ۲۶۳ عہ ص ۲۶۳

عہ ح ص ۲۶۳ عہ ص ۲۶۳ و عہ ص ۲۶۳ ح ص ۲۶۳۔

نہ ہوا دفع ہوا۔ اصول علم الہیات وغیرہ سب میں اس کا یہ جواب دیا کہ بعید پر جذب کم ہوتا ہے سمت مواجہہ
قریں پانی قمر سے قریب اور زمین بعید ہے، لہذا اس پانی پر زمین سے زیادہ جذب ہوا اور نسبت زمین کے چاند
سے قریب تر ہو گیا یوں ارتفاع ہوا ادھر کا پانی قمر سے بعید اور زمین سے قریب ہے، لہذا زمین پر پانی سے زیادہ
جذب ہوا اور ادھر کا حصہ زمین چاند سے بہ نسبت آب قریب تر ہو گیا تو وہ پانی مرکز زمین سے دور ہو گیا اور مرکز زمین
سے دوری بلندی ہے ادھر توں ارتفاع ہوا۔

اقول اوّل جس طرح قرب و بُعد سے اثر جذب میں اختلاف ہوتا ہے یونہی مجذوب کے ثقل و غفلت
سے بھاری چیز کم کھینچے گی اور ہلکی زیادہ سمت مقابل کا پانی بہ نسبت زمین کیا ایسا بعید ہے کہ زمین سے متصل ہے
اور سمندر کی گہرائی زیادہ سے زیادہ پانچ میل بتائی گئی ہے قمر کا بُعد اوسط ۲۳۸۸۳۲ میل ہے اور زمین
کا قطر معدل ۷۹۱۳ میل تو اس جانب کے اجزائے ارضیہ کا قمر سے بُعد ۴۶۶۷۷ میل ہوا اس کثیر
بُعد پر چار پانچ میل کا اضافہ ایسا کیا فرق دے گا لیکن پانی بہ نسبت زمین بہت ہلکا ہے زمین کی کثافت پانی سے
چھ گنی کے قریب ہے یعنی ۵۶۷۷۷ تو اگر تفاوت بُعد اس کے جذب میں کچھ کمی کرے تفاوت ثقل اس کمی پر
غالب آئے گا یا نہ سہی پوری تو کر دے گا۔ اور زمین و آب پر جذب یکساں رہ کر پانی زمین سے ملا ہی رہے گا
تو مد نہ ہو گا بخلاف سمت مواجہہ قمر کہ ادھر کا پانی قریب لطافت دونوں وجہ کا جامع ہے تو اسی طرف مد ہونا چاہیے۔
ثانیاً نمبر ۱ میں آتا ہے ہوا و آب و خاک مجموعہ تمھارے نزدیک کرۂ زمین ہے اور مستمر مجموع کو
جذب کر رہا ہے تو سب ایک ساتھ اٹھیں نہ کہ ادھر کا پانی زمین کو چھوڑ جائے اور ادھر کی زمین پانی کو چھوڑ
آئے، دیکھو تمھارے زعم میں جذب شمس سے زمین گھومتی ہے تو قیمنوں جز خاک و آب و ہوا کو ایک ساتھ
یکساں متحرک مانتے ہو نہ کہ سب ایک دوسرے سے جدا ہو کر چلیں۔

۱ ص ۲۶ ط ۱ ح ۲۵ و ۲۶ ص ۵۲ اس کے اخیر میں اُسے جاہلانہ بیان کیا اور
ط میں مقیرانہ اقرار کر کے کہ اس کا بیان بہت پیچیدہ ہے اور بات صاف نہ کہہ سکا، ح کا کلام بھی مضطرب
مشتبہ ساربا، ص نے صاف بیان کیا لہذا ہم نے اُسی سے نقل کیا ۱۲ منہ غفرلہ
۲ نظارہ عالم میں براہِ جہالت اُسے یوں دکھا کہ دوسری جانب کا پانی بُعد کے باعث ساکن رہتا ہے لیکن
زمین جو اس پانی کے اندر ہے کھینچتی ہے۔

۳ جغرافیہ طبعی ص ۱۹-۱۲

۴ حدائق میں گزرا ۳ گھنٹے بعد۔

مثلاً اگر ایسا ہوتا سمیت مواجہ کی ہوا پر قمر کا جذبہ ادھر کے پانی سے بھی زائد ہوتا کہ اقرب بھی اور الطف بھی اور ادھر کی ہوا کو تمہارے زعم باطل پر ادھر کا پانی چھوڑ آتا جس طرح اس پانی کو ادھر کی زمین چھوڑ گئی تو لازم تھا کہ مد کے وقت دونوں طرف نہ سطح زمین پر پانی ہوتا نہ سطح آب پر ہوا، بلکہ ہر دو کے بیچ میں خلا ہوتا، یہ بدلتا باطل ہے، اطراف کے پانی کا آکر اس جگہ کو بھرنے کیوں یہ حرکت نہ ان پانیوں کے مقتضائے طبع ہے نہ زمین کا اثر نہ استحالة خلا کی ضرورت، نمبر ۲۵ میں آتا ہے کہ خلا تمہارے نزدیک محال نہیں، پھر بلا وجہ اور پانی کیوں چل کر آئیں گے۔

وجہ دوم، کشش قمر سے مد ہوتا تو اس وقت ہوتا جب قمر عین نصف النہار پر سیدھے خطوں میں پانی کو کھینچتا ہے لیکن پانی وہاں کا اٹھتا ہے جہاں نصف النہار سے گزرے قمر کو گھٹنے ہو چکے ہیں۔ اصول ہیأت میں اس کے دو حیلے گھڑے، یکم پانی کا سکون اسے فوراً جذب قبول نہیں کرنے دیتا انتہی یعنی جسم میں حرکت سے انکار ہے حتی الامکان محرک کی مقاومت کرے گا اس لئے پانی فوراً نہیں اٹھتا۔

اقول اولاً قمر صرف سیدھے خط پر کھینچتا ہے یا ترچھے پر بھی بر تقدیر اول کس قدر باطل صریح ہے کہ جس وقت جذب ہو رہا تھا پانی نہ ہلا، جب جذب اصلاً نہ رہا گزروں اٹھا یعنی وجود سبب وجود سبب سے نہیں ہوتا بلکہ سبب معدوم ہونے کے گھنٹوں بعد۔ بر تقدیر ثانی قمر جس وقت افق شرقی پر آیا اس وقت سے اس پانی کو کھینچ رہا تھا تو ٹھیک دوپہر کو اٹھنا فوراً اثر قبول کرنا نہ تھا بلکہ کچھ گھنٹے بعد عجب کہ دوپہر کامل جذب ہوا اور وہ بھی اس طرح کہ ہر لمحہ پر پہلے سے قوی تر ہوتا جائے یہاں تک کہ نصف النہار پر غایت قوت پر آئے اور پانی کو اصلاً خبر نہ ہو جب جذب ضعیف پڑے اور آٹا فنا زیادہ ضعیف ہوتا جائے تو گھنٹوں کے بعد اب اثر پیدا ہوا اور یہیں سے حدائق النجوم کے جواب کا رد ہو گیا کہ امتداد سبب اشتداد سبب سے زیادہ مؤثر ہے۔

اقول ہاں گرمی کے سہ پہر کو دوپہر سے زیادہ گرمی ہوتی ہے جاڑے کی سحر کو شب سے زیادہ سردی ہوتی ہے مگر زیادت کا فرق ہوتا ہے نہ یہ کہ مدت مدید تک بڑھتا ہوا اشتداد امتداد رکھے اور اثر اصلاً نہ ہو جب وقتاً فوقتاً بڑھتے ہوئے ضعف کا امتداد ہو اس وقت آغاز اثر ہو یعنی جون، جولائی کی دوپہر کو اصلاً گرمی نہ ہو تیسرے پہر کو پیدا ہو۔ دسمبر جنوری کی آدھی رات کو سردی نام کو نہ ہو سحر کے وقت خسوف ہو، ایسا الٹا اثر ہیأت جدیدہ میں ہوتا ہو گا۔

ثانیاً محرک کی قوت اگر جسم پر غالب نہ ہو اصلاً حرکت نہ کرے گا، من بھر کے پتھر میں رسی باندھ کر

ایک بچہ کھینچے کبھی نہ کھینچے گا اور اگر اس درجہ غالب ہو کہ اسے تاب مقاومت نہ ہو فوراً متحرک ہوگا مزاحمت کا اثر اصلاً
 ظاہر نہ ہوگا جیسے ایک مرد گیند کو کھینچے اور اس کی مقاومت اس کی قوت کے سامنے قیئت رکھتی ہے تو البتہ فوراً
 اثر نہ ہوگا اسے قوت بڑھانی پڑے گی زیادہ قوت کے وقت اثر ہوگا نہ یہ کہ منہا کے قوت تک زور کر کے تھک جائے
 اور نہ پہلے اب کہ ضعیف زور رہ جائے اور لحظہ بہ لحظہ گھٹتا جائے تو اس گھٹی ہوئی قوت کو مانے۔ پانی کی مقاومت
 قمر کی قوت کے آگے اول تو قسم دوم کی ہونی چاہئے جو ساری زمین کو کھینچ لے جاتا ہے اس کے سامنے اتنا پانی
 ایسا کتنے پانی میں ہے کہ گھنٹوں نام کو نہ پہلے اور نہ سہی قسم سوم ہی مانے تو انتہائے قوت کے وقت اثر ظاہر ہونا
 تھا نہ کہ تھک رہنے کے بعد مری ہوئی طاقت سے۔

ثالثاً جب پانی اتنی مقاومت کرے واجب ہے کہ زمین اس سے بدرجہا زائد مزاحم ہو تو جس
 وقت پانی اثر لے زمین اس سے بہت دیر بعد متاثر ہو، اور اس طرف کے پانی کا اٹھنا خود نہ تھا بلکہ زمین کے
 اٹھنے سے تو واجب کہ ادھر کے پانی میں جب مد ہو ادھر کے پانی میں سکون ہو ادھر کے پانی میں مدتوں بعد
 جب زمین اثر ملے مد ہو اُس وقت ادھر کے پانی میں کب کا ختم ہو چکا ہو حالانکہ دونوں طرف ایک ساتھ
 ہوتا ہے۔

سابعاً رات دن میں دو ہی مد ہوتے ہیں اب لازم کہ چار ہوں دو پانی کے اپنے اور دو جب
 زمین متاثر ہو کر اُٹھے۔

خامساً جانب مواجہ قمر میں چار مد ہوں اور طرف مقابل میں دو کہ با تباہ زمین ہیں اور اس کے
 دو ہی تھے۔ غرض یہ لوگ اپنے اوہام بنانے کے لئے جو چاہیں منہ کھول دیتے ہیں، اس سے غرض نہیں کہ
 اوندھی پڑے یا سیدھی اور پڑتی اوندھی ہی ہے۔ جیلہ دوم قعر دریا میں اور کناروں پر پانی کی حرکت بھی اثر
 جذب میں دیر کی معین ہوتی ہے۔

اقول سمندر کے قعر میں پانی کی حرکت کیسی، سمندر میں نہروں کا سا ڈھال نہیں، ولہذا دھار نہیں،
 نہ قعر میں ہوا ہے نہ اوپر کی ہوا کا اثر قعر تک پہنچتا ہے کیسی ہی آندھی ہو توفٹ کے بعد پانی بالکل ساکن
 رہتا ہے بلکہ کناروں کی حرکت ہوا سے ہے جہات اربعہ سے ایک جہت مثلاً مشرق کو حرکت قمر کی طرف حرکت
 صاعده کے لئے کیا منافی ہے کہ تاخیر اثر میں معین ہوگی دیکھو تھارے نزدیک زمین مشرق کو جاتی ہے اور اسی
 آن میں جذب شمس سے مدار پر چڑھتی ہے دونوں حرکتیں ایک ساتھ ہوتی ہیں۔

اقول یہی کہنا تھا تو وہاں کہنا چاہئے تھا کہ حیدر و مد کا کوئی مقامی سبب ہے جس کے سبب یہ قاہرہ
ایراد نہ ہوتے۔ حدائق النجوم نے اس پر دو مہل خیلے تراشے، یکم مد کے لئے اجزائے آب کا اختلاف چاہئے کہ بعض
کو قمر کہتے بعض کو نہیں تو جسے کہیں چاہو اٹھا معلوم ہو یہ پانی چھوٹے میں قمر جب ان کی سمت الرااس پر آتا ہے سارے
پانی کو ایک ساتھ کہیں چاہئے لہذا مد نہیں ہوتا۔

ثانیاً تمہارے نزدیک تو قمر سارے کُرۂ زمین کو کھینچتا ہے نہ کہ بڑے سمندر میں ایک حصہ آب کو کھینچے باقی کو نہیں۔ کچھ بھی ٹھکانے کی کہتے ہو، جیلہ دوم قمر کی قوت تاثر صرف اُس وقت ہے کہ نصف النہار پر گزرتے اور وہ مستور ٹی دیر تک ہے یہ پانی کُم پھیلے ہوئے ہیں ان کی سمت الراس سے قمر جلد گزر جاتا ہے لہذا اثر نہیں ہونے ماتا۔

وجہ چہارم: سوائے وقت اجتماع و مقابلہ پانی پر نیرین کا گزر ہر روز جدا ہوتا ہے کیا آفتاب پانی کو جذب نہیں کرتا حالانکہ وہ حرارت اور یہ رطوبت ہے اور حرارت جاذب رطوبت ہے۔ شمس اگر نسبت قمر بعید تر ہے تو دونوں کے مادے کی نسبت، تو دیکھو بعد شمس بعد قمر کا ۳۲، ۳۱، ۳۰ ہی مثل ہے اور مادہ شمس تو مادہ قمر کا تقریباً ڈھائی کروڑ گنا یا اس سے بھی زائد ہے تو اسی حساب سے جذب شمس زائد ہونا چھٹا اور رات دن میں چارہ ہوتے ہیں دو قمر دو شمس سے، حالانکہ دو ہی ہوتے ہیں، تو معلوم ہوا کہ جذب شمس نہیں

۱۵ اصولِ حیات ص ۲۹ میں ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸ اور ص ۱۵ پر ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹ کے ڈھائی کروڑ سے زائد سے ۱۲ من غول۔

تو جذب قمر بالاد لئے نہیں اس کے دو جواب دئے گئے، یکم حدائق النجوم میں اس پر صرف وہی تفاوت بُعد کا ذکر مٹا کر کہا پانی کو جذب شمس جذب قمر کا $\frac{1}{2}$ ہے۔

اقول اولاً اُس کا رد نفس تقریر سوال میں گزرا کہ بُعد کی نسبت دیکھی مادوں کی تو دیکھو۔

ثانیاً $\frac{1}{2}$ ہی سہی جب بھی چار مدوں سے کہ ہر قطر قمر سے دو بار شتر فٹ اٹھے شمس سے دو بار اکیس فٹ دوم اصول الہیۃ میں اس پر وہ مہل سامہل راگ گایا کہ تذکرہ کرتے بھی کاغذ کے حال پر رقم آئے کہ اُسے کیوں سیاہ کیا جائے۔ کہتا ہے مد تو یوں ہوتا ہے کہ زمین کی دونوں جانب جاذبیت کا اثر بیش ہو جتنا تفاوت ہوگا مد زیادہ ہوگا بالکس آفتاب کا زمین سے بعد قطر زمین کے گیارہ ہزار پانچ سو سنسٹیس مثل ہے تو دونوں جانب کے پانیوں کا آفتاب سے بُعد $\frac{1}{1153}$ کا فرق رکھے گا تو جذب دونوں طرف تقریباً برابر ہوگا لیکن قمر کا زمین سے بُعد قطر زمین کے تین ہی مثل ہے لہذا دونوں طرف کا فرق $\frac{1}{13}$ ہوگا تو جذب میں تفاوت بین ہوگا اور اسی پر مد کا توقف ہے اور بالآخر نتیجہ یہ دیا کہ قمر شمس $1:2\frac{1}{2}$ ۔

اقول اولاً موج مد کو تفاوت جذب جانیں ارض پر موقوف ماننا کیسا جہل شدید ہے جب ایک جانب جذب ہو رہا ہے ارتفاع ہوگا خواہ دوسری جانب جذب اس سے کم یا زائد یا برابر ہو یا اصلاً نہ ہو۔

ثانیاً اب بھی چار مد بدستور رہے قمر سے دو بار شتر فٹ اٹھے تو شمس سے دو بار اٹھائیس فٹ۔

وجہ پنجم: کہتے ہیں اجتماع یا مقابلہ نیرین کے وقت مد اعظم یوں ہوتا ہے کہ دونوں جذب معنا عمل کرتے ہیں۔

اقول مقابلہ میں اثر واحد مقتضائے ہر دو جاذبہ نہ ہوگا بلکہ متضاد کہ ہر ایک اپنی طرف کھینچے گا اس کی صورتوں کی تفصیل اور نتائج کی تحصیل اور یہاں جو کچھ حیات جدیدہ نے کہا اس کی تفتیح و تذیل موجب تطویل سے جانے دیجئے مگر تصریح ہے کہ مد اعظم اجتماع و استقبال کے ڈیڑھ دن بعد ہوتا ہے وہاں تو پانی نے ۹ ہی گھنٹے اثر نہ لیا تھا یہاں ۳۶ گھنٹے نذر اگر اثر اجتماع دو جذب متفاوقت اجتماع پیدا ہوتا نہ کہ بارہ پہر گزار کر۔

وجہ ششم: یوں ہی تربیع میں بھی مد اقصر $\frac{1}{13}$ گھنٹے بعد ہے۔

وجہ ہفتم: **اقول** اگر یہ جذب قمر ہوتا تو ہمیشہ دائرۃ الار ارتفاع قمر کی سطح میں رہتا تو بحرین شمالی و جنوبی میں جن کا میل قمر سے زائد ہے جب قمر افق شرقی پر ہوتا مد جانب مشرق چلتا شمالی میں جنوب کو مائل جنوبی

میں شمال کو۔ پھر جتنا قمر قفص ہوتا شمالی کا جنوب جنوبی کا شمال کو مائل ہو جاتا، جب نصف النہار پر پہنچتا شمالی کا ٹھیک جنوبی جنوبی کا ٹھیک شمالی ہو جاتا، جب مغرب کی طرف چلتا دونوں جانب مغرب متوجہ ہوتے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ مد کی حرکت مغرب سے مشرق کو مشاہدہ ہوتی ہے اس کی توجیہ یہ کی جاتی ہے کہ مد سیر قمر کا اتباع کرتا ہے۔

اقول مجذوب کو موضع جاذب کا اتباع لازم ہے اس کی طرف کھینچنے، نہ یہ کہ چال میں اس کی نقل کرے قمر اپنی سیر خاص سے جس میں رو بمشرق ہے دو گھنٹے میں کم و بیش ایک درجہ چلتا ہے اور اتنی ہی دیر میں زمیں تمھارے نزدیک ۳۰ درجے مشرق ہی کو چلتی ہے تو ہر گھنٹے پر ساڑھے چودہ درجے مغرب کو پیچھے رہتا ہے تو مد کو لازم کہ جانب جاذب یعنی مشرق سے مغرب کو جائے نہ کہ اس کی چال کی نقل اتارنے کو اسے پیچھے کر کے اپنا منہ بھی مشرق کو لے کر جتنا چلے جاذب سے دُور پڑے۔

وجہ ہشتم: اقول موسم سرما میں صبح کا مد کیوں زیادہ بلند ہوتا ہے اور گرما میں شام کا، کیا سردی میں چاند صبح کو پانی سے زیادہ قریب ہوتا ہے شام کو دور ہو جاتا ہے اور گرمی میں بالعکس۔

وجہ نہم: اقول مد کی چال تجد و امثال سے ہے نہ یہ کہ وہی پانی جو یہاں اٹھا تھا کسی طرف منہ کر کے سطح آب کی سیر کرتا ہے اثر قمر سے سب اجزائے آب پر باری باری ہے تو سب متاثر ہوں گے نہ کہ ایک ہی اثر لے کر دوڑتا پھرے باقی چمکے پڑے رہیں اس کی نظیر سایہ ہے جب آدمی چلتا ہے دیکھنے والے کو گمان ہوتا ہے کہ سایہ اُس کے ساتھ چل رہا ہے، ایسا نہیں بلکہ جب آدمی یہاں تھا آفتاب یا چراغ سے یہ جگہ عجوب تھی اس پر سایہ تھا جب اُسے بڑھایا جگہ حجاب میں نہ رہی یہ سایہ معدوم ہو گیا اب اگلی جگہ حجاب میں ہے اس پر سایہ پیدا ہوا، اسی طرح ہر جزوہ حرکت پر ایک سایہ معدوم اور دوسرا حادث ہوتا ہے، سلسلہ پے درپے بفصل ہونے سے گمان ہوتا ہے کہ وہی سایہ متحرک ہے یہی حال یہاں ہونا لازم تو اوقیانوس شمالی میں جہاں قمر پانی سے جنوب کو ہے ضرور ہے کہ پانی کا جنوبی حصہ پہلے اُٹھے پھر جو اس سے شمالی ہے کہ اقرب فالاقرب کا سلسلہ بھی یہی ہے اور ہر قریب تر پر خط جذب بھی استقامت سے قریب ہے تو مد کی چال جنوب سے شمال کو ہو اور اسی دلیل سے اوقیانوس جنوبی میں شمال سے جنوب کو، حالانکہ ہوتا عکس ہے۔ شمالی میں موج جنوب کو جاتی ہے جنوبی میں شمال کو۔

وجہ دہم: مد کی چال بحر اطلانتک یعنی اوقیانوس غربی میں فی ساعت سات سو میل ہے

جزائر غریبہ و آئرلینڈ کے درمیان ۵۰۰ میل کہیں ۶۰ میل کہیں ۳۰ میل جذب قمر میں یہ اختلاف کیوں۔ بالکل جذب قمر راست نہیں آتا رہا دوران یعنی وجود و عدم میں دو شے کی معیت ایک کے لئے دوسری کی علیت پر دلیل نہیں نہ کہ بعیدیت ہاں ان مشاہدات سے اتنا خیال جائے گا کہ علت کو ان اوقات سے کچھ خصوصیت ہے اگر کتنے علت کیا ہے اقول اوگہ ہمارے نزدیک ہر حادث کی علت محض ارادۃ اللہ جل و علا ہے سببات کو جو اسباب سے مربوط فرمایا ہے سب کا جان لینا ہمیں کیا ضرور، بلکہ قطعاً نامقدور کون بتا سکتا ہے کہ سوزن مقناطیس کا جدی الفرقہ سے کیا ارتباط ہے، ابھی گزرا کہ اصول ہیأت میں بحیرات و انہار میں مد نہ ہونا سبب مجہول کی طرف نسبت کیا اسی طرح اماکن مختلفہ سے اختلاف مدت حدوث مد کو۔

ثانیاً ہمارے یہاں تو ثابت ہی تھا کہ سمندر کے نیچے آگ ہے۔ قرآن عظیم نے فرمایا:
والبحر المسجود (اور قسم ہے سلگائے ہوئے سمندر کی۔ ت)

حدیث میں ہے :

ان تحت البحر ناراً (بیشک سمندر کے نیچے آگ ہے۔ ت)

ہیأت جدیدہ بھی اسے مانتی ہے ۱۰۵۶ء میں بحر الکابل سے دُحوان نکلتا شروع ہوا اور مادہ آتش کی قعر دریا سے نکلا تھا مجتمع و منجمد ہو کر سطح آب پر شکل جزیرہ ہو گیا اس میں سوراخ تھے جن سے ایسے شعلے نکلے کہ دس میل تک روشن کرتے۔ طوفان آب کے اسباب سے ایک سبب دریا کے اندر بخارات دُحسان پیدا ہونا ہے۔ ایسے ہی بخارات اندر سے آتے اور پانی کو اٹھاتے ہوں یہ مد ہوا جیسے جوش کرنے میں پانی اونچا ہوتا ہے اُن کے منتشر ہونے پر پانی بیٹھا ہو یہ جزر ہو، جاثروں میں صبح کا مد زیادہ ہونا بھی اس کا مؤید ہے، سرمایہ صبح کو تالابوں سے بکثرت بخارات نکلتے ہیں، کنوئیں کا پانی گرم ہوتا ہے، سطح ارض پر استیلا کے برد کے سبب حرارت باطن کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور رات بڑی اس طویل عمل حرارت سے ادھر بخارات زیادہ اُٹھتے ادھر پانی میں زیادہ بلند ہونے کی استعداد آگئی واللہ بیکل خلقتی علیم۔

۱۵ القرآن الکریم ۶/۵۲

۱۵ المستدرک للحاکم کتاب الاحوال ان البحر هو جہنم دار الفکر بیروت ۵۹۶/م

۱۵ ج ۲ ص ۱۲

جنگ سے مراد جہنمی یا جہنمی ہے۔ عبدالنعم عزیزی

۱۵ القرآن الکریم ۲۵/۲۳

۱۵ ج ۲ ص ۱۲ وغیرہ

کی قید اس لئے کہ زیادہ گرمی سے ہوا رقیق ہو کر وزن کھٹ جائے گا۔
اقول بلکہ تمہاری نافرمانی، یہ ہوا کا وزن نہیں زمین سے قریب ہوا میں اجزاء ارضیہ اجزاء بخاریہ و اجزاء آدنیہ وغیرہ مخلوط ہیں ان کا وزن ہے۔ یہ تو ان کی دلیل کا ابطال ہوا۔ دعوے کی ابطال کی کیا ضرورت ہر شخص اپنے

۱۲ ص ۶۶
۱۲ ط ۳۴
۱۲ ص ۷۹

۱۲ ط ۵۲
۱۲ ح ۵۵
۱۲ ط ۵۸

۱۲ ص ۳۸
۱۲ ط ۳۵
۱۲ ص ۳۲

اور ج ص ۲۱۶ تا ۲۱۷ میں ۱۳ $\frac{1}{2}$ پونڈ کا ۱۲ شغزلہ ۱۲ ط ۵۸

وجدان سے جانتا ہے کہ اسے اپنے سر پر ماشہ بھر بھی بوجھ نہیں معلوم ہوتا، مذکر ۳۹۲ من انسان قرآن میں بھی جان نہ تھی کہ اتنا بوجھ سہارے، اور سہارنا کیسا محسوس تک نہ ہو، اس کے دو جواب دیتے ہیں: اول یہ کہ آدمی کے اندر بھی ہوا ہے باہر کی ہوا انسان کو دباتی اور اندر کی ہوا ابھارتی ہے یوں مساوات رہتی ہے اور بوجھ محسوس نہیں ہوتا، باہر کی ہوا نہ ہوتی تو اندر کی جسم کو چاک کر کے نکل جاتی، بیرونی ہوا کے دباؤ میں ضرر کی جگہ نفع دیا۔

اقول اولاً کہاں یہ جوت بشر کی دو چار ماشہ ہوا اور کہاں وہ ۳۹۲ من بختہ کا انبار کچھ بھی عقل کی کہتے ہو، زمین کی نافریت اپنے تیرہ لاکھ گنا آفتاب کی جاذبیت پر غالب آتی ہے، سب سیارے مل کر کہ چاند سے کروڑوں حصے زیادہ قوی ہوئے اسے کھینچتے ہیں اور وہ نہیں بھرتا، چاند کا جذبہ اپنے سے مہاسنگھوں زائد جذب زمین پر غالب آکر پانی بلکہ خود سارے گڑہ زمین کو کھینچ لے جاتا ہے، دو ماشہ ہوا چار سو من ہوا کا بوجھ برابر کرتی ہے کوئی بات بھی ٹھکانے کی ہے!

ثانیاً وہ اپنی بوتل کہاں بھلاتی، جب ہوا سے خالی کر اندر کا ابھار گیا اور اوپر سے منوں کا بوجھ، بوتل ٹوٹ کیوں نہ گئی، تمہارے تولنے کو کیوں باقی رہی۔

ثالثاً اندر کی ہوا کیا بیرونی ہوا کی غیر جنس ہے اس میں دباؤ اس میں ابھارنا کیوں ہے۔
 رابعاً جب ہوا ثقیل ہے اندر کی بھی ثقیل ہے بلکہ آمیزش رطوبات سے ثقیل تر، ثقیل اپنے سے بلکہ کو ابھارتا ہے، جسم انسانی ہوا سے کہیں بھاری ہے اسے ابھارنا کیا معنی! واجب تھا کہ اندر کی ہوا بھی جذب زمین سے متاثر ہو کر نیچے کو دباتی مگر اقرار کرتے ہو کہ اوپر کو ابھارتی ہے تو معلوم ہوا کہ جذب زمین بھی باطل اور ہوا کا ثقل بھی باطل، بلکہ وہ خفیف و طالب علو ہے۔

دوم یہ کہ ہوا کا یہ بوجھ اجزائے جسم پر مساوی تقسیم ہے لہذا محسوس نہیں ہوتا۔

اقول اولاً یہ عجیب منطق ہے کہ ایک طرف سے دباؤ تو بوجھ معلوم ہوا اور سب طرف سے صدمہ من کے دباؤ میں پیوستہ رہتی بھر بھی محسوس نہ ہو! ایک گولہ کو صرف اوپر سے ہتھیلی رکھ کر دباؤ تو وہ چمک جائے گا اور مٹھی میں لے کر چاروں طرف سے دباؤ تو مٹہر مہر ہو جائے گا۔

ثانیاً مساوی تقسیم بھی غلط، ہم نے اپنے محاسبات ہندسیہ میں ثابت کیا ہے کہ ہوا جسے گڑہ بخار و عالم نسیم کہتے ہیں اس کا دل سر کی جانب صرف ۴۵ میل اور دھننے بائیں آگے چپھے چھ تسو میل کے قریب ہے

تو ایک طرف سے اگر ۳۹۲ من بوجھ ہے اور اطراف سے ۵۲۲ من ہے پھر مساوات کہاں!
ثالثاً سب اجزائے جسم پر تقسیم بھی غلط، کھڑے ہونے میں تلووں پر ہوا کا کیا بوجھ ہے اور لیٹنے میں ایک
جانب سے پاؤں تک کچھ نہیں۔

سابعاً بالفرض سہی تو ایک انسان کے سر کی سطح بالا کہ نیم سطح بیضی کے قریب ہے کم بیش اسی انچ
ہے اور تھارے نزدیک ایک انچ کی سطح پر ہوا کا بوجھ ۷.۷ سیر تو صرف سر پر ۵۱ من بوجھ ہوا یہ تو اور اجزا
پر تقسیم نہیں، کیا انسان کا سر ۱۵ من بوجھ اٹھا سکتا ہے، کیا وہ پس کر سر نہ ہو جائے گا، نہ کہ اصلاً
محسوس تک ہو۔ اس جواب دوم کو پانی کی مثال سے واضح کیا جاتا ہے کہ دیکھو دریا میں غوطہ لگاؤ تو صد با من پانی
اوپر ہے مگر بوجھ نہ معلوم ہوگا، اس کی وہی وجہ ہے کہ سب طرف سے دباؤ مساوی ہے۔

اقول ہزار ہا تھ گہرے کنویں میں غوطہ لگا کر تھہ تک پہنچے جب بھی بوجھ محسوس نہ ہوگا حالانکہ سارا پانی
سر ہی پر ہے کروٹوں پر صرف بالشت دو بالشت پاؤں پر کچھ نہیں تو وجہ یہ نہیں بلکہ وہ جس کی طرف ابھی ہم نے
اشارہ کیا کہ ثقیل اپنے چیز میں اپنے سے ہلکے کو ابھارتا ہے جس کا خود ہیأت جدیدہ کو اعتراف ہے و لہذا
غوطہ خور کو نیچے جانے میں پانی کے ساتھ زور کرنا پڑتا ہے اور اوپر سہولت اٹھاتا ہے اور جو خود ابھارے اس کا
دباؤ پڑنا کیا معنی۔ بخلاف ہوا کہ جسم انسان سے ہلکی ہے یہ اگر ثقیل ہوتی تو اس صد با من بوجھ سے ضرور انسان کو
پیس ڈالتی۔ اگر کئے زمین کے قریب ہوا میں ابھی تم نے بھی وزن تسلیم کیا پھر کچھ تو محسوس ہو۔

اقول وہ اجزائے غبار و بخار و دھان و غیرہا نہایت باریک باریک ہوا میں متفرق ہیں تو انسان
کے سر سے گنتی کے جز متصل ہوتے ہیں جن سے زیادہ گرد آؤ کر سر پر پڑنے میں ہوتے ہیں جن کا بار اصلاً محسوس
نہیں ہوتا۔ ان دونوں جواہروں کی غلطی ظاہر ہو گئی۔

اقول یہاں اور مباحث و انظار و قیقہ ہیں جن کی تفصیل موجب تطویل نہ ہم کو ضرورت نہ دلیل
ابطال کی حاجت کہ ہم ابطال دلیل کر چکے زور دعویٰ کو اسی قدر بس ہے کہ دعویٰ بے دلیل باطل و
ذلیل۔ رہا حقیقت ماننا اس کے لئے شہادت جس کافی ہے کہ کس قدر کثیر حجم کی سروں پر موجود ہے اور
بار نہیں ڈالتی بلا دلیل اس شہادت کو غلط نہیں کہہ سکتے جیسے جس بصر میں اغلاط ہوتے ہیں، مگر غلطی وہیں
مائی جاتی ہے جہاں دلیل سے خلاف ثابت ہو بلا دلیل تغلیط جس سے امان اٹھا دینا ہے تو روشن ہوا
کہ ہوا کو خفیف ہی کہا جائے گا اور اس کا ثقیل ماننا باطل۔

(۱۹) ہوائے تجارت یعنی مقامی ہوا کہ خط استوا میں ہمیشہ مشرق سے مغرب کو چلتی ہے اور عرض شمال میں شمال اور جنوبی میں جنوب سے خط استوا کی طرف مائل ہوتی ہے اور بحر احمر میں ہمیشہ سواحل عرب شریف کی موازات کا لحاظ رکھتی ہے اور تجارت کے لئے کمال تافع ہے اُس کا سبب یہ بتاتے ہیں کہ خط استوا پر حرارت شمس زیادہ ہونے کی وجہ سے وہاں کی ہوا ہلکی ہو کر اوپر چڑھتی ہے اور قطبین کی ہوا تعدیل کے لئے یہاں آتی ہے خط استوا پر حرکت زائد ہے کہ مدار بڑا ہے جتنی تیز حرکت یہاں ہے ہوا کہ طرفین سے اتنی تیز حرکت نہ کرے گی تو اس کی گردش زمین کے برابر نہ ہوگی بلکہ زمین اس کے اندر گردش کرے گی اور مشرق کو زیادہ بڑھ جائے گی ہوا مغرب کی طرف پیچھے رہ جائے گی لہذا خط استوا پر ہوا شرقی ہوگی یعنی مشرق سے مغرب کو جاتی معلوم ہوگی۔ ہوا کی قطبین سے خط استوا کی طرف تعدیل کے لئے چلی شمالی سیدھی جنوبی نہیں رہتی بلکہ جنوبی مغربی ہو جاتی ہے اور جنوبی سیدھی شمالی نہیں رہتی بلکہ شمالی مغربی کہ وہ خط استوا کے قریب اتنی تیز رفتار نہیں کر سکتی تو زمین کا وہ حصہ نکل جائے گا اور شمالی ہوا کا رخ بجائے جنوب جنوب و مغرب اور جنوب کا بجائے شمال شمال و مغرب کو ہو جائے گا۔

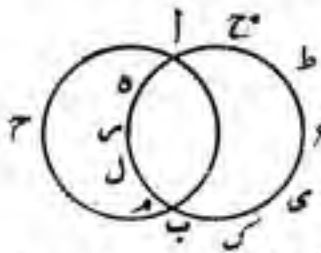
اقول تعدیل کیا واجب ہے اور خلا تمہارے نزدیک محال نہیں پھر ہوائیں کیوں اُلٹ پلٹ ہوتی ہیں۔

(۲۰) زمین کے اگر ابتدائے آفرینش میں جامد ہوتی اور اپنے محور پر گھومتی تو خط استوا پر پانی کے سبب یکساں رہتی مگر پانی سیال تھا اور خط استوا پر حرکت سب سے زیادہ تو اسی طرف پانی کا بجوم ہوتا اور قطبین جہاں حرکت نہیں پانی سے کھل جاتے لیکن ایسا نہیں تو معلوم ہوا کہ زمین ابتدا میں جامد نہ بنائی گئی۔

(۲۱) زمین خط استوا پر اونچی اور قطبین کے پاس چوٹی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اول میں سیال ہی بنائی گئی تھی تیزی حرکت کے باعث خط استوا پر اُس کے اجزا زیادہ چڑھ گئے اور قطبین کے پاس کم ہو گئے، حدائق میں ان دونوں مضمونوں کو یوں بیان کیا زمین کی محوری حرکت سے ضرور تھا کہ گرہ آب شلجی شکل ہوتا کہ حرکت مستدیرہ میں جسم لطیف مکنے متجاوز ہوگا اور جہاں تیزی حرکت ہے وہاں زیادہ جم ہو کر شلجی شکل ہو جائے گا اگر زمین ابتدا میں سخت ہوتی مواضع خط استوا غرق آب رہتے حالانکہ وہاں اکثر خشکی ہے، تو معلوم ہوا کہ زمین خود ہی شلجی ہے یعنی ابتدا میں سیال تھی حرکت محوری کے سبب یہ شکل ہو کر اُس کے بعد منجمد ہوئی اور

اسی کو شروع حدیقہ سوم میں تمام سیارات پر یوں ڈھالا کہ حرکت وضعی قطبین پر اصلاً نہیں ہوتی پھر برعکس جاتی ہے اور منطقہ پر سب سے زائد تیز ہوتی ہے اور طبعیات میں ثابت ہے کہ حرکت موجب حرارت جاذب رطوبات تو ضرور ہو کہ قطبین سے اجزا منتقل ہو کہ منطقہ پر جمع ہو جائیں اور قطر استوائی محور سے بڑا ہو اھ، یہ تقریر نافریت سے دور اور قبول سے نزدیک ہے اگر سیارات کا سیال ہونا ثابت ہوتا۔

(۲۲) دونوں نقطہ اعتدال ہر سال مغرب کو ۵۰۶۲ ہٹتے جاتے ہیں اسے مبادرت اعتدالین کہتے ہیں، یہ ہٹنا صحیح ہے جس کی وجہ حیات قدیم میں فلک البروج کا برخلاف معدل مشرق کو آنا ہے یہ نقطہ تقاطع مغرب میں رہ جاتا ہے اور اس کی جگہ دوسرا نقطہ قائم ہوتا ہے۔ لہذا نقطہ تقاطع معدل النهار سے شخصی ہے اور فلک البروج سے نوعی کہ منطقہ کی حرکت شرقی کے سبب معدل کے اُس نقطہ پر منطقہ کے مختلف نقطے آتے رہتے ہیں ا ح ب معدل النهار ۶ ب فلک البروج معدل کی حرکت کہ مشرق سے غرب کو ہے اس میں تو منطقہ بھی اُس کا تابع ہے اس سے کوئی تفاوت نہ ہوگا لیکن منطقہ اپنی ذاتی حرکت خفیفہ مغرب سے مشرق کو رکھتا ہے آج تقاطع نقطتین اب پر ہے



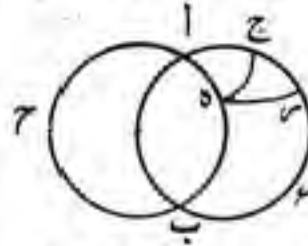
اب منطقہ کا نقطہ ا حرکت کر کے ۵ پر آیا تو ضرور نقطہ ح کہ اس سے مغرب کو تھا ا کی جگہ آئے گا اب ح پر تقاطع ہوگا جو ا سے مغرب کو تھا جب ح چل کر ۵ کی جگہ آئے گا ط کہ اس سے مغرب ہے محل تقاطع پر آئے گا یونہی جب ا محل ۵ پر آیا ضرور ہے کہ ب بڑھ کر ک کی جگہ آیا اور اب ۶ کہ اُس سے مغرب کو تھا ب کی جگہ تقاطع پر آیا جب یہ ک کی طرف بڑھا لے گا اس سے مغرب کو تھا تقاطع کیا یوں ہر روز تقاطع منطقہ کے عربی نقطوں پر منتقل رہے گا جس کی مقدار روزانہ تقریباً دسٹل ثانی بتائی گئی ہے کتنی صاف وجہ ہے جس پر عقلاً کچھ غبار نہیں لیکن ہیاۃ جدیدہ کو تو ہر چیز جاذبیت کے سر منڈھنی بنے خواہ نہ بنے اسکی دیکھ کر بتائی ہے کہ زمین خط استوا پر پھولی ہوئی ہے تو شمس و قمر کا بہ نسبت اور اجزائے زمین کے اس پھلے پر بوجہ قُرب جذب زائد ہے آفتاب اس کے ہر جز کو منطقہ البروج کی طرف کھینچتا ہے اور وہ جز زمین کی حرکت محوری سے اُسی پھلے کے ساتھ جانا چاہتا ہے، لاجرم دونوں سمتوں کے بیچ میں بڑھتا ہے اور سارا پھلا اسکی شمشک میں ہے لہذا منطقہ البروج سے تقاطع کے نقطہ اب آگے مغرب کو پڑتے ہیں اور یہ فعل مستمر رہتا ہے مگر جب آفتاب نقطتین اعتدال پر ہو جیسے مارچ ستمبر میں کچھ دیر تو اتنی دیر البتہ یہ فعل

باطل ہوگا کہ خط استوا یہاں خود ہی دائرۃ البروج سے متحد ہے تو ایک دوسرے کی طرف کھینچے گا کیا؟ اور سب سے زائد اس وقت ہوگا جب آفتاب مدارین میں ہو یعنی راس السرطان و راس الجدی پر اور اس میں بوج قرب قمر کا فعل شمس سے زائد ہے یعنی $\frac{1}{2}$ اور چند منٹ بعد کہا تقریباً $\frac{5}{8}$ مجموع جذب نیرین سے اعتدالین ام ۵۰۶ ۵۰۶ سال پٹے ہیں مگر اور سیاروں کی جاذبیت اُن کے فعل کی ضد ہے وہ مبادرت کو ۲۱ ۶۰ گھنٹا کی ہے لہذا ۵۰۶ ۲۰ رہتی مبادرت کی تصویر یہ ہے

معدل کے مثلاً نقطہ ۵ کو

محوری سے اسی دائرۃ

تقاطعوں کے تجاذب سے



کے بیچ میں ہو کر ح کی طرف بڑھے گا اور اب ا کی جگہ اور نقطہ کہ اس سے مغربی تقاطع قاطع ہو جائیگا۔

اقول یعنی ۵ کا ح کی طرف بڑھنا یوں تو نہ ہوگا کہ ۵ پھلتے سے نکل کر خط ۵ ح پر بڑھ جائے بلکہ سارا ہی پھلتا اس طرح بڑھے گا کہ ۵ اُدھر س سے قریب ہو جائے اور ادھر ح سے تو ا اپنی اس جگہ سے باہر نکل جائے گا اور اس کی جگہ اُس کے بعد کا نقطہ ح کی طرف قریب کے نقطہ سے مل کر تقاطع پیدا کرے گا ممکن نہیں کہ معدل کا وہی نقطہ ہٹ کر تقاطع کرے کہ ۵ جذب کے سبب جست کر کے اونچا ہو گیا ہے تو یہاں ۵ کے قابل فاصلہ نہ رہا، لاجرم ا آگے نکل گیا اور اس کے پیچھے کا نقطہ محل تقاطع ہوا اور اب یہ شکل ہو گی

ا پہلے نقطہ تقاطع تھا جب ۵ بڑھ کر ۵ کی جگہ آیا خط استوا کا حصہ ۵ اب حصہ ۵ آ ہوا

ا موضع تقاطع سے آگے نکل گیا اور تقاطع منطقہ کے نقطہ ۱ سے پیچھے ہٹ کر مغرب کو پڑا تو اب ط نقطہ تقاطع ہوا کہ ۲ سے بہ نسبت س پہلے تقاطع کے قریب ہے

تو اُن کے طور پر تقاطع دائرۃ البروج و معدل النہار یعنی خط استوا دونوں سے نوعی ہے اس کا نوعی ہونا تو ظاہر کہ تقاطع منطقہ کے اجزائے مغرب پر منتقل ہے اور اس کا یوں کر لے جاذبیت نے بڑھایا اور پہلے نقطہ کو قائم نہ رہنے دیا ان کے طور پر مغربیت کیوں ہوئی۔



اقول اسے ہم اپنے طریقے پر توضیح کریں اگرچہ دو نصف بالائے افق و زیر افق کے اعتبار سے مشرق و مغرب کی تعبیر بدلتی ہے۔ ہمارا مشرق امریکہ کا مغرب ہے اور ہمارا مغرب اُس کا مشرق، مگر تو الی بروج تبدیل نہیں اور وہ ہر جگہ مشرق سے مغرب کو ہے۔ محل جہاں ہو تو اس سے مشرق میں ہے کہ اُس کے بعد طالع و غارب ہوگا

اور حوت مغرب میں کہ پہلے یونہی ہر جگہ میزان سے عقرب شرقی اور سنبلہ غربی تو جو چیز توالی بروج پر انتقال کرے مثلاً حمل ت ثور میں آئے یا راس الحمل سے حمل کے دوسرے درجے میں وہ مغرب سے مشرق کو جاتی ہے اور جو چیز خلافت توالی متحرک ہو مثلاً حمل سے حوت کے ۳۰ سے ۲۹ میں وہ مشرق سے مغرب کو چلتی ہے۔ اس شکل میں اگر ا مشرق پر راس الحمل ہے تو ضرور ا طح س الخ حوت دلو، جدی الخ ہیں خواہ اس قوس بالائے افق ہو کہ یہ اُس سے پہلے طلوع کرتے ہیں یا قوس زیر افق کہ اب ا کہ ادھر کا مشرق ہی ہمارا مغرب ہے اور حوت دلو جدی الخ اُس سے پہلے غروب کرتے ہیں اور اگر مشرق پر راس میزان ہے تو ضرور بوجہ مذکور دونوں صورتوں میں ا طح س الخ سنبلہ اسد سرطان الخ ہیں اب کہ ا کی جگہ ط نقطہ تقاطع ہوا، پہلی صورت میں راس الحمل اپنی جگہ سے ہٹ کر حوت سابق کا کوئی حصہ راس الحمل ٹھہرا اور دوسری صورت میں راس میزان ہٹ کر سنبلہ سابقہ کا کوئی نقطہ راس میزان ہوا یہ حال نقطہ اعتدال خلافت توالی پر پڑھا تو مغرب کو ہٹا، وہو المقصود۔

تم سمجھے کہ یوں جاذبیت کے ہاتھوں مبادرت بن سکتی، اب ارد سننے :
فاقول اولاً ایک سہل سوال تو پہلے یہی ہے کہ شمس کا جذب صرف خط عمود پر نہیں بلکہ تمام اجزائے مقابلہ پر ہے اگرچہ موقع عمود پر زیادہ، اور ظاہر ہے کہ چھلکے کے اجزاء اگرچہ ایک سمت میں نہیں کہ قوس کے ٹکڑے ہیں مگر ان کی سمتیں قوس انتظام میں منتظم ہیں ان پر جذب کے جو خطوط آئیں گے اُن کی سمتوں کا اختلاف اور رنگ کا ہوگا اور مختلف زاویے بناتے آئیں گے ہر جز اپنے زاویے کے بیچ میں نکلے گا جو قوسی انتظام میں منتظم نہیں تو کیا وجہ کہ اجزاء متفرق ہو جائیں اس کا ثبوت تمہارے ذمہ ہے کہ ان کا نکلنا ایسے ہی تناسب پر ہوگا کہ چھلکا بدستور برقرار رہے۔

ثانیاً جب عمود منحرف کا بھی فرق اور قرب بھی مختلف، لاہرم جذب مختلف تو نافریت مختلف تو چال مختلف تو اجزاء متفرق اور چھلکا منتشر۔

ثالثاً وسط کے جز پر سب سے زیادہ جذب ہے اور دونوں پہلوؤں پر بتدریج تناقص تو واجب کہ چھلکے کا جز۔ اوسط سب سے زیادہ اپنے محل سابق سے تباہ و ذکرے اور دونوں طرف کے اجزاء اخیر تک بترتیب کم تو موضع تقاطع کے دونوں جز اپنے محل سابق سے بہت کم ہٹے ہوں اور باقی کا بُعد بڑھتا جائے یہاں تک کہ جز اوسط سب سے زیادہ اپنی پہلی جگہ سے دور ہو جائے مگر یہاں یہ ناممکن بلکہ اس کا عکس واجب کہ جب دونوں دائروں کا نقطہ تقاطع پیچھے ہٹا ہے تو خط استوا کی اب جو وضع ہوگی وہ پہلی وضع سے قطعاً وسط میں متقاطع ہوگی۔

راس الحمل ح پر ہوا تو واجب کہ
کرنے والی قوس یقیناً قوس سابق ا ب
کہ محل تقاطع کے اجزا اپنی جگہ سے
یہاں تک کہ وسط پر اصلاً نہ رہا
تھا تو جاذبیت سے مبادرت ماننا



مثلاً ا راس الحمل ب راس المیزان تعالاب
راس المیزان ۶ پر ہو ح ۶ کو وصل
سے وسط میں تقاطع کرے گی تو ثابت
بہت زیادہ ہٹے اور پھر بعد گھٹتا گیا ،
بالکل اُس کا عکس جو جاذبیت کا مقتضی
جمل محض ہے ۔

سابقاً جذب نیرین کا اثر ہمیشہ متوافق ماننا جرات ہے بلکہ کبھی متوافق ہوگا جیسے اجتماع میں اور
اُس وقت مبادرت بہت سریع ہونا چاہئے کہ دسوں حصے ایک طرف کھینچ رہے ہیں اور کبھی متخالف ہوگا کبھی
متعارض جیسے اس شکل میں
ا ب منطقہ آخ خط استوا ۶ شمس سے قمر نقطہ ۶ خط
اسے ۶ پر کھینچتا ہے تو اس کا مقتضی خط ۵ ح پر
کرتا ہے اس کا مقتضی خط ۵ ط پر جانا ہوگا ۔ اب اگر
۶ سے جو ان کے جذبول میں ہے زائد ہے قمر کا اثر
مست ہوگا برابر ہے تو دونوں اثر مساوی ہوں گے بہر حال
اس پر تین مختلف اثر ہیں بحال تعارض اگر جذب نیرین ساقط ہو سیدھا ا کا پر جائے گا مبادرت ہوگی ہی نہیں
بحال تخالف اگر مست معتدبہ نہ رہے اگر وہ اثر شمس ہے ۵ ط پر جائے اور اثر قمر تو ۵ ح پر ورنہ ان تینوں
کے سوا چوتھا خط نکالے گا بہر طور مبادرت کی چال ہرگز منتظم نہ ہوگی حالانکہ بالاتفاق ارض منتظم ہے ۔



خامساً جاذبیت دیگر سیارات کا مبادرت کو گھٹانا یونہی ہو سکتا ہے کہ نیرین اعتدالین کو جانب
غرب بڑھاتے اور یہ جانب شرق پھینکتے یا مطلقاً حرکت سے روکتے ہوں ثانی تو بدھتہ باطل کو روکنا کار جاذبیت
نہیں اور اول یعنی تقاطع کا کسی ایسے نقطہ منطقہ پر لے جانا جو پہلے نقطہ سے مشرق کو ہو اُسی حالت میں متصور
کہ وہ نصف شمالی میں خط استوا سے جنوب کو ہوں یا نصف جنوبی میں شمال کو کہ اس صورت میں سیارہ ۶
وہ آ کی طرف جانا چاہے گا اور خط
کے بدلے س پر تقاطع ہوگا جو ہمارے
آ کے آگے اور اس سے شرقی ہے
ان کا میل شمالی اور جنوبی میں جنوبی
اوقات سیارات اس میں نیرین کے



معدل کے نقطہ ۵ کو اپنی طرف کھینچے گا اور
۵ ح پر نکل کر منطقہ سے دور ہوگا اور آ
بیان سابق کے مطابق توالی بروٹ پر
سیارات میں ایسا نہیں نصف شمالی میں
ہوتا ہے اور برعکس بھی ہو تو نادر تو اکثر

موافق ہی ہوں گے نہ کہ حد نقطہ خط استوا کے آگے بڑھنے میں کچھ رکاوٹ پیدا کرنا مبادرت کو مغربی سے شرقی کرنا چاہیے کہ وہ منطقہ سے قریب ہوتا ہوا جتنا بھی بڑھے بہر حال مبادرت غریبہ ہوگی۔

سادسا فرض کیجئے کہ یہ نادر نہیں تو ہمیشہ کے لئے ہمیشہ عکس ہی لازم کہ نصف شمالی میں اُن کا میل دامن جنوبی ہوا اور جنوبی میں دامن شمالی اور یہ قطعاً باطل۔


سابعاً قرب قر سے اس کی جاذبیت اقویٰ ہونے کا رد ابجاث مد کی وجہ چہارم میں گزرا۔
ثامناً مدارین پر عمل اقویٰ ہونا عجیب ہے یعنی غایت بعد پر جذب اقویٰ اور جتنا قرب ہوتا جائے اضعف۔

تاسعاً حلقہ استوائی کا بوجہ ارتقاع اقرب ماننا بھی عجیب ہے ایسا کتنا فرق ارتقاع ہے قطب سے خط استوا تک تقریباً ۱۲ میل کا تو فرق ہے اور مدار سے خط استوا تک ۲۲ درجے ۲۷ دقیقے ہیں کہ ۲ کروڑ ۸۳ لاکھ میل سے زیادہ ہوئے شمس جب مدارین میں ہوگا قریب کے مداروں کو کھینچے گا یا پونے تین کروڑ میل سے زائد بیچ میں چھوڑ کر صرف ۱۲ میل بلندی کو جا پکڑے گا۔

عاشراً اب واجب ہے کہ جب شمس مدار صیفی میں ہو تمام مدارات کو کہ اُس سے جانب جنوب ہیں شمالی ہوں خواہ جنوبی مع خط استوا سب کو جانب شمال کھینچے اور باقی تمام مدارات یعنی قطب شمالی تک ان کے موازی داروں کو جانب جنوب۔ یوں ہی جس مدار پر منتقل ہوا سے چھوڑ کر اس سے شمالیوں کو جنوب اور جنوبیوں کو شمال کی طرف جذب کرے یہاں تک کہ خط استوا پر آئے اب اسے چھوڑ کر تمام شمالیات کو جنوب اور جیسے جنوبیات کو شمال کی طرف لئے جب اس سے جنوب کو چلے سب شمالیات و خط استوا کو جانب جنوب کشش کرے باقی کو جانب شمال، مغرض نہ خط استوا بلکہ زمین کا ہر چھلکا اس کے موازی ہے جانب شمس کھینچے مدار صیفی سے باہر جتنے چھلکے ہیں سب ہمیشہ جنوب کو بڑھیں اور مدار شستوی سے جتنے باہر ہیں سب ہمیشہ شمال کو تو زمین قطبین پر سے روز بروز خالی ہوتی جائے اور مدارین کے اندر چھلکے ہیں وہ ہمیشہ برومات میں رہیں کبھی جنوب کو ہٹیں کبھی شمال کو، دیکھو کیا اچھی مبادرت اعتدالین بنی۔

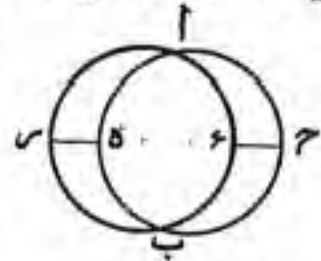
حادی عشر خط استوا پر فعل باطل ہونے کے کیا معنی، اب منطقہ کی طرف نہ کھینچے اپنی طرف تو کھینچے گا تو لازم کہ تقاطع کا نقطہ تقاطع چھوڑ کر نہ صرف آگے بڑھے بلکہ اونچا ہو جائے۔

ثانی عشر یہ اپنی طرف کھینچتا خط استوا ہی پر نہیں بلکہ ہر مدار پر ہوگا دن کو ادھر کے نقطے کو اونچا

کرنے گزرات کو اُدھر کے نقطے کو تو لازم کہ مابین المدارین زمین بہت اونچی ہو جاتی اور قطر استوائی پر سال زیادہ ہوتا جاتا اور شکل زمین برورِ زمان یہ ہوتی  یہ ہے تمہاری جاذبیت اور اس کے ہاتھوں نظم مبادرت۔

(۲۳) میل کی ہمیشہ کم ہوتا جاتا ہے زمانہ اقلیدس میں ۲۴ درجے تھا اس لئے اُس نے مقالہ رابعہ میں دائرے میں ۱۵ ضلع کی شکل بنانے کا طریقہ لکھا اور اب ۲۷۲۳ ہے اس کی وجہ بھی وہی بتائی کہ آفتاب خط استوا کے چھتے کو منطقہ کی طرف کھینچتا ہے اصول الہیاء میں اس پر یہ طرہ بڑھایا کہ نصف چھتے کو جو آفتاب سے قریب ہے منطقہ سے نزدیک کرتا ہے اور دوسرے نصف کو دور۔ مگر اُس کی دوری اُس کی نزدیکی سے کم ہے لہذا قُرب ہی بڑھتا ہے اور پھر گھٹے گا بھی، ان نصفوں میں فاصل وہ خط ہے کہ دونوں نقطہ اعتدال میں واصل ہے وہ اس دوری کا محور ہے۔

اقول اولاً جب دو عظیم مثلاً ا س ب، ا ح ب متقاطع ہوں اور اُن کا تقاطع نہ ہوگا مگر نصف پر ہر نصف منصف پر ان میں غایت بُعد ہوگا جسے میل کی وُبعداً عظم کہتے ہیں جیسے ح ۶، ۷، ۸ اور یہ قوس اس زاویہ آ یا ب کا قیاس ہوگی اور بدایت دونوں زاویے ا ح ۶، ۷، ۸ مساوی ہیں تو وجہاً ح ۶، ۷، ۸ دونوں قوسیں برابر ہیں تو محال ہے کہ ایک نصف مثلاً ا ح ب کو ا ع ب سے قریب کرے اور دوسرے نصف ا کا ب کو ا س ب سے بعید بلکہ جتنا ایک اُدھر کے نصف سے قریب ہوگا وجہاً امتنا ہی دوسرے نصف دوسرے نصف سے قریب تر ہو جائے گا ورنہ دائرے کے ڈھکے ہو جائیں گے۔



ثانیاً اس قریب و بعید کرنے میں تفاوت کے کیا معنی !
ثالثاً چھتے کے دونوں نصف ہر روز آفتاب سے قُرب و بُعد بدلتے ہیں دن کو جو نصف قریب ہے شب کو بعید ہوگا و بالعکس تو دن کا عمل رات میں باطل، رات کا عمل دن میں باطل، اور سال بسال میل کی کمی غیر حاصل۔

سابعاً کیا دلیل ہے کہ عمل کو بدیک زمانے کے بعد منعکس ہوگا اور میل کہ گھٹتا جاتا ہے، پھر بڑھنے لگے گا یا جو منہ پر آیا دعویٰ کر ڈالا یہاں تک کہ لکھ دیا کہ ابد الابد تک یونہی کبھی گھٹتا کبھی بڑھتا رہے گا۔

خاصاً کبوتر مبادرت دونوں متلازم اور ایک علت کے معاذل میں جب کبوتر منعکس ہوگا اور میل بڑھے گا ضرور خط استوا منطقہ سے دور ہوتا جائے گا اور تقاطع غرب سے شرق کو آئے گا کبھی ایسا سنا یا قدیم و جدید میں کسی کا ایسا زعم ہوا یا حکمت بے سرو پا ہی کا نام تحقیق جدید ہے۔
(۲۴) مرکز شمس تحت حقیقی ہے جو اس سے قریب ہے نیچے ہے اور بعید اوپر۔

اقول یہ مضمون ہیأت جدیدہ سے بوجہ ثابت :
اولاً صاف تصریح کہ شمس ہی ثقیل حقیقی ہے باقی سب اضافی، ہر ایک بقدر اپنے ثقل کے مرکز شمس سے قُرب چاہتا ہے اور اُس سے زیادہ قُرب سے بھاگتا ہے مع اس اقرار کے ثقل کا کام جانب زیریں کھینچنا ہے، تو روشن ہوا کہ مرکز شمس ہی تحت حقیقی ہے۔
ثانیاً ہماری طرح یہ بھی زہرہ و عطارد کو سفلیین اور مریخ و مافوقہ کو علویات کہتے ہیں ہمارے طور پر تو اس کی وجہ صحیح و ظاہر ہے کہ مرکز زمین تحت حقیقی ہے زہرہ و عطارد اُس سے قریب ہیں اگرچہ اپنے بُعد البعد پر ہوں اور مریخ و مافوقہ بعید اگرچہ بُعد اقرب پر ہوں لیکن ان کے طور پر یہ نہیں بنتی کہ ہیأت جدیدہ کے زلم میں بار بار مریخ زمین سے قریب اور زہرہ و عطارد دور ہوتے ہیں زیجات سنویہ یعنی المکنون میں دیکھے گا کہ بجا بجا کتنے کتنے دن زمین سے بُعد مریخ کے لوگارٹم میں عدد صحیح ۹ ہے کہ کسر محض ہوتی اور زہرہ و عطارد میں صفر کہ احاد صحاح کا مرتبہ ہوا۔ سب میں زیادہ تفاوت کا مقام وہ ہے کہ دونوں شمس کے ساتھ قرآن اعلیٰ میں ہوں اور مریخ مقابلے میں اس صورت پر
قریب ہوگا اور زہرہ و عطارد دور ہیأت
عطارد کا بُعد اعظم ۱۳۵۶۳۱۰۴۹ تیرہ کروڑ میل
۱۵۹۵۵۱۴۳۶ سولہ کروڑ میل کے قریب
۲۶۳۸۸۹۸۵ کہ پونے تین کروڑ میل بھی
ہو تو لازم کہ بار بار مریخ نیچا اور زہرہ و عطارد اوپر ہوں، حالانکہ ایسا نہیں، لاجرم مرکز شمس کو تحت حقیقی لیا کہ زہرہ و عطارد ہمیشہ اس سے قریب ہیں اور مریخ بعید۔
ثالثاً صاف تصریح ہے کہ زہرہ و عطارد کا مدار مدار زمین کے اندر ہونے کے سبب ان کو سفلیین



کہتے ہیں اور مریخ وغیرہ کا مدار مدارِ ارض سے باہر ہونے کے باعث اُن کو علویات۔ ظاہر ہے کہ یہ علو و سفلی اضافی ہیں یعنی زہرہ و عطارد کا مدار اندر ہونے کے سبب تحت حقیقی سے بہ نسبت مدارِ ارض نزدیک تر ہے اور مریخ وغیرہ کا دور تر کھل گیا کہ اُن کے نزدیک مرکز شمس ہی تحت حقیقی ہے یہ ہے حیاتِ جدیدہ اور اُس کی تحقیقاتِ جدیدہ تمام عقلائے عالم کے خلاف اس نمبر کا پورا مزہ فصل سوم میں کھلے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۲۵) خلا ممکن بلکہ واقع ہے بذریعہ آلہ کسی ظرف یا مکان کو ہوا سے بالکل خالی کر لیتے ہیں۔

اقول یہ ان کا مزعوم جا بجا ہے، آلہ ایئر پیپ کا ذکر نمبر ۸ میں گزرا، فلسفہ قدیمہ خلا کو محال مانتا ہے، ہمارے نزدیک وہ ممکن ہے مگر زراقات و ستراقات وغیرہ کی شہادت سے عادتہ محال اور ہوا بہت متخلخل جسم ہے کیا دلیل ہے کہ بذریعہ آلہ بالکل بخل جاتی ہے جو قلیل متخلخل ہو کر سارے مکان کو بھر دیتا ہے جو بوجہ قلت قابلِ احساس نہیں ہوتا۔ نیوٹن نے لکھا اگر زمین کو اتنا دبائے کہ مسام بالکل نہ رہتے تو اُن کی مساحت ایک انچ مکعب سے زیادہ نہ ہوتی جب یہ عظیم گڑھ جس کی مساحت دو کرب اسٹھ ارب تینتالیس کروڑ چھیانوے لاکھ ساٹھ ہزار مربع زراقت پچکاری، ستراقہ پچوڑا۔ اس کا تنگ منہ اور نیچے باریک سوراخ پانی بھر کر اوپر اٹگوٹھے سے دبا لو پانی نیچے نہ گرے گا کہ ہوا کے جانے کی کوئی جگہ نہ ہوگی پانی گرے تو خلا لازم آئے، اٹگوٹھا اٹھا لو نواب گرے گا کہ نیچے سے جتنا پانی نکلے گا اوپر سے اتنی ہوا داخل ہوگی، ڈاٹ پچکاری کے نچھنے تک دبا کر پانی پر رکھ کر کھینچو پانی چرٹھ آئے گا کہ ڈاٹ کے نکلنے سے جگہ خالی ہوگی اس خلا کو بھرے اور جب پانی بھر جائے اور ڈاٹ سے منہ بند ہو جائے کلنے سے پانی نہ گرے گا جیسے پچوڑے سے نہ گرتا تھا کہ خلا نہ لازم آئے، مدت ہوئی میں ایک مشہور طبیب کے یہاں مدعو تھا گرمی کا موسم تھا حقہ بھر کر آیا نے خشک تھی دھواں نہ دیا میں نے اسے کہا تازہ کرو۔ اب دھواں دینے لگا۔ میں نے حکیم صاحب سے وجہ پوچھی، کچھ نہ بتائی، میں نے کہا جب نے خشک تھی مسام کھلے ہوئے تھے پینے کے جذب سے جتنی ہوائے کے اندر سے منہ میں آتی اُس کے قریب باہر کی ہوا مسام کے ذریعہ سے نے کے اندر آ جاتی جگہ بھر جاتی اور دھواں تک جذب کا اثر نہ پہنچا تازہ کرنے سے مسام بند ہو گئے اندر کی ہوا پینے سے کھینچی اور باہر کی آندھل لاجرم خلا بھرنے کو دھواں نے میں آیا ۱۲ منہ غفرلہ۔

لے ط ص ۱۲

ص ۲۶۶ میں اس سے بھی زائد بتائی دو کرب ساٹھ ارب اسٹھ کروڑ تیس لاکھ میل گرمی نے مقرراتِ جدیدہ پر حساب کیا تو اُس قدر آئی ہم نے اپنے رسالہ الہئی النہی میں ذکر کیا ہے کہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

تنبیہ لطیف : اقول اہل انصاف و کیمیں سزا رہیات جدیدہ نیوٹن نے کیسی صریح خارج از عقل بات کہی کثرۃ زمین اگر دب کر ایک انچ مکعب رہ جائے تو :

۱۱۰۵۹۲

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

نوٹ: ہمارا یہ طریقہ مختصر ہے اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے رسالہ مذکورہ میں بیان کیا کہ وہ
 لو قطر + ۱۶۸۹۵.۰۸۹۹ = لو مساحت دائرہ پھر $\frac{1}{2}$ مساحت دائرہ عظیمہ \times قطر = مساحت گزہ
 اس لئے کہ اصول الهندسہ مقالہ ۸ شکل ۱۲ میں ثابت ہوا ہے کہ ربع مسطح قطر و محیط = مساحت دائرہ ہے اور مقالہ
 ۱۰ میں ہے کہ ربع قطر و محیط دائرہ عظیمہ = مساحت ربع گزہ توسط گزہ چار مثل $\frac{1}{2}$ عظیمہ ہوتی اور اسکا مسدس \times قطر =
 مطلوب ۱۶۸۹۵.۰۸۹۹ میں ۲ کا ۳۰۱۰۳۰۰ جمع اور ۳ کا لو ۱۲۱۳۷۷۶۳ تقریبی گزہ خواہ ۳ کا لو ۰۰۰۲۰۶۰۰
 جمع اور ۶ کا لو ۱۵۱۳۷۷۶۳ = تقریبی کرو، بہر حال حاصل ۱۶۸۹۹۸۶۷۷۷۷۷ ہے ۲ لو قطر پہلے تھا اور ایک
 اب بڑھا لہذا ۳ لو قطر ہوا ۱۲ منہ غفرلہ

نثرۃ زمین ایک انچ ہوتا اسکا قطر تقریباً سو انچ ہوتا یعنی ۹۰۰ - ۶۲۴ جس میں بال کی نوک کے برابر ذرے صرف ۵۹۶۵۵۳۶۴۵ ہو سکتے پورے ساٹھ بجھے، بس یہ کائنات قطر زمین کی ہوتی اور اب ایک انچ طول کی خاک میں گن لیجئے اتنے ذرے فی الحال موجود ہیں تو باقی ۸ ہزار میل کا خط کہاں سے بنا !

ثانیاً جب قطر میں ساٹھ ہی ذرے ہوئے اور وہ ہے ۱۲۰ درجے اور زمین کا درجہ قطر یہ ۶۶ میل کے قریب ہے یعنی ۶۵۶۹۴۲۳ میل کہ نصف قطر معدل ۵۴۳۶۵۶۶۳ میل ہے تو سب اُس سمٹنے کے بعد پھیل کر حالت موجودہ پر آتی ہر ذرہ دوسرے سے ۱۳۲ میل کے فاصلے پر ہوتا تو زمین محسوس ہی نہ ہو سکتی۔
ثالثاً اگر بغرض غلط یہ منزلوں کے فاصلے پر ایک ایک ذرہ دوسرے سے جدا نظر بھی آتا تو کوئی مجنون ہی اسے جسم واحد گمان کرتا۔

سابعاً زمین پر انسان حیوان کا بسا چلنا درکار کوئی مکان تعمیر ہونا محال ہوتا کہ ہر دو ذرے کے بیچ میں ۱۳۲ میل کا خلا ہے۔

خاصاً اگر لوگ ہوا میں معلق بستے بھی تو امریکہ کے ہندوستان سے دکھائی دیتے اور ہندوستان کے امریکہ سے، اور شمس و قمر کو اکب کا طلوع غروب سب باطل ہوتا کہ منزلوں کے خلا میں متفرق ذرے کیا عجب ہوتے۔ یہ سب حالتیں زمین کی حالت موجودہ میں لازم ہیں کہ یہ وہی حالت تو ہے جو سمٹ کر پھیلنے کے بعد ہوتی۔ سمٹنے سے اجزاء کم و بیش نہیں ہو جاتے تو اب بھی قطر زمین وہی ۶۰ ذرے بھر ہے اور سارے گُرے

۱۔ اس لئے کہ حکم تکلیس لوماحت کرہ - ۶۰۹۶۳۶۴۱۳ = ۳ ÷ ۶۲۸۱۰۰۱۳۴ عدوش ۹۰۰ - ۶۲۴ یعنی ایک انچ مع کسر مذکور کہ قریب بلیج ہے۔
فائدہ : اقول یہ نہی گُرہ جس مقدار میں ایک فرض کیا جائے گا اُس کا قطر تقریباً سوایا ہوگا اور قطر جس مقدار میں ایک فرض کیا جائے کہ وہ اس سے $\frac{۱۳}{۱۵}$ یعنی $\frac{۱۳}{۱۵}$ ہوگا اور بالیقین ۶۵۲۳۵۹۸۹ کہ جب قطر ایک ہے اس کا لوگارثم اور سہ چند لوگارثم سب صفر ہوا تو لوماحت کرہ صرف ۶۰۹۶۳۶۴۱۳ رہا جس کا عدد وہی مذکور ہے اور اس ۱۳۴ سے مقدار قطر کی گُرہ پر زیادت متوہم نہو کہ قطر میں اُس مقدار کی پہلی قوت ہوگی اور گُرے میں تیسری۔ یہیں دیکھئے کہ قطر میں ۶۰ ذرے ہوئے یعنی ایک انچ میں ۸۴، اور گُرے کی ایک انچ میں ۵۹۲۰۱۱۰ کہ ۸۴ کی مکعب ہے اس کی تصدیق یوں ہو سکتی ہے کہ سو انچ قطر میں ذرے ۵۹۶۵۵۳۶۴۵ لوگارثم ۹۰۰۸۳۶۴۵۴۴۴ کی مکعب ہے اس کا $۳ \times ۵۱۳۲۴۴۲۴۹ + ۶۰۹۶۳۶۴۱۳ = ۵۲۰۴۳۴۲۳۵$ لوماحت انچ مکعب اس کا عدد وہی ۵۹۲۰۱۱۰۵۹۲ ذرات گُرہ ۱۲ منہ غفرلہ۔

میں کل جمع ۵۹۲-۱۱ ذرے۔ اگر کئے اجزائے دیمقراطیسیہ بال کی نوک سے چھوٹے ہیں تو وہ قطر میں ۶۰ نہیں بہت ہیں۔
اقول ایسے کتنے بہت ہیں ایسے کتنے چھوٹے ہیں ذہنی تقسیم میں کلام نہیں جس پر کہیں روک نہیں، ایک
 تشخیص کے دانہ پر دائرہ عظیم لے کر اس کے ۳۶۰ درجے، ہر درجے کے ۶۰ دقیقے، ہر دقیقے کے ۶۰ ثانیے۔
 یوں ہی عاشرے اور عاشرے کے عاشرے تک جتنے چاہئے حساب کر لیجئے کیا یہ جس میں متمايز ہو سکتے ہیں،
 یہ فلک کس جسے تم مدار زمین کہتے ہو جس کا محیط دائرہ ۵۸ کروڑ میل سے زائد ہے۔ ہم فصل اول میں ثابت کرینگے
 کہ اس کا عاشرہ ایک بال کی نوک کے سوا لاکھ حصوں سے ایک حصہ ہے تقسیم حتیٰ میں کلام ہے جس کا انتفا
 اجزاء۔ دیمقراطیسیہ میں لیا گیا ہے اور شک نہیں کہ بال کی نوک کا پچاسواں حصہ بھی جتنا جدا نہیں ہو سکتا تو
 جزو دیمقراطیسی زیادہ سے زیادہ ایک ذرے میں پچاس رکھ لیجئے، نہ سہی ہر بال کی نوک میں ۱۳۲ فرض
 کیجئے اب تو کوئی گلہ نہ رہا اور کاسے میں آتش بدستور جب ہر ذرہ دوسرے سے ۱۳۲ میل کے فاصلے پر تھا
 اب ہر جزو دوسرے سے میل میل بھر کے فاصلے پر ہوا، اب کیا اس کا قطر بال کی ۶۰ نوک سے بڑھ جاتا ایک نوک کے
 حصے کتنے ہی ٹکڑا لیا زمین محسوس ہو سکتی اب کیا جسم احد بھی جاتی، اب کیا اس پر کھڑا ہونا یا مکان ممکن ہو جاتا اب کیا اُدھر کی
 آبادی اُدھر نظر نہ آتی، اب کیا چاند سورج یا کوئی تارا غروب کر سکتا ہر دو جزو میں ایک میل کا فاصلہ کیا
 کم ہے، ملاحظہ ہو یہ ہیں ان کی تحقیقات جدیدہ اور یہ ہیں ان کے اتباع کی خوش اعتقادیاں کہ مقبوع کیسی
 ہی بے عقلی کا ہڈیان لکھ جائے یہ امتنا کئے کو موجود۔

انہیں پہلی گزارش تو یہ ہے کہ صحت کی تمام تر کوشش کے باوجود
 (۲۶) آسمان کچھ نہیں فضائے خالی نامحدود وغیرہ تنہا ہی ہے ایک پتھر کہ پھینکا جائے اگر جذب
 زمین و مزاحمت ہوا وغیرہ نہ روکیں تو ہمیشہ یکساں رفتار سے چلا جائے کبھی نہ ٹھہرے زمین کو کشش آفتاب
 حائل نہ ہوتی تو ہمیشہ مساوی حرکت سے سیدھی ایک طرف چلی جاتی۔ یہ اُن کی خام خیالیاں ہیں۔ آسمان پر
 ایمان ہر آسمانی کتاب ماننے والے پر لازم اور بُعد موجود قطعاً محدود لا متناہی البعاد دلائل قاطعہ سے مردود۔
 (۲۷) اگلے تو غلطی میں پڑ کر وجود فلک کے قائل ہوئے اور ہم پچھلے (یعنی) ہیأت جدیدہ والے
 اگرچہ آسمان نہیں مانتے پھر بھی حسابی غلطیوں اور ہندسی غلطوں کے رفع کے لئے ان تمام حرکات و دوائر
 کو انگوں کی طرح ایک کُرہ کے مقعر میں مانتے ہیں جو منہائے نظر باصدا پر ہے اور اس کا مرکز مرکز زمین۔

اقول ادلایہ اقرار غنیت ہے کہ بے آسمانی کُرہ مانے حساب میں غلطی اور ہندسی اعمال میں خطا پڑتی ہے مگر یہ منطقی نرالی ہے کہ وہی غلط ہے جس کے ماننے سے غلطیاں رفع ہوتی ہیں۔
 ثانیاً تمام عقلا تو ان دوائر کو آسمانی کُرہ کی محذب پر مانتے ہیں مگر یہ انھیں کیونکر راست آتا کہ فضائے نامحدود کا محذب کہاں، لہذا مقعر لیا اب اس کو بھی تجدیہ درکار، وہ انتہائے نظر را صد سے لی، تحدید تو اب بھی نہ ہوتی، را صدوں کی نظریں مختلف ہیں، اور سب سے تیز نظر کا لیا جائے تو آگے آلات ہیں اور اُن کی قوتیں مختلف، سب سے قوی قوت کا لیا جائے تو اُس کی بھی حد نہیں روز نئے آلے ایجاد ہوتے ہیں۔ نگاہ مجرود ہو یا مع آلہ اس کی اپنی انتہا اس سقف نیل پر ہے جسے ہیأت قدیم نہایت عالم نسیم کُرہ بچا رکھتی ہے اور جدیدہ ایک محض مہم جد نظر اور حقیقت میں وہ اس آسمان دنیا یعنی فلک قمر کا مقعر ہے اس کے بعد روشن اجرام نہ ہوتے تو کچھ نظر نہ آتا اور روشن اجرام زاویہ بالبصار بننے کے لائق بُعد پر کتنے ہی دور لئے جائیں نگاہ اُن تک پہنچے گی واقع میں کوئی حد نہیں، یاں یہ کہتے کہ کل جب تک یہ آلات نہ نکلے تھے جہاں تک نگاہ پہنچتی تھی اُس بُعد پر یہ مقعر و دوائر بنتے تھے آلات بن کر ان سے زائد پر ہوئے اور جو آلہ قوی تر ایجاد ہوتا گیا یہ کُرہ عالم اونچا ہوتا گیا اور آئندہ یوں ہی ہوتا رہے گا حد بندی کچھ نہیں کیونکہ حساب و ہندسہ کی غلطیاں رفع کرنے کو ایک غلط بات ماننا درکار ہے جیسی بھی ہو۔

ثالثاً سماوی کُرہ واقعی خواہ فرضی بالطبع ایسا ہونا لازم کہ تحت حقیقی سے اُس تک بُعد ہر جانب سے برابر ہوا، اس کے کوئی معنی نہیں کہ یہ مقعر ایک طرف زیادہ اونچا ہے دوسری طرف کم، تو اسے مرکز شمس پر لینا تھا کہ وہی تمہارے نزدیک تحت حقیقی ہے مگر مجبوری سب کچھ کراتی ہے وہ حسابی و ہندسی غلطیاں یونہی رفع ہوتی ہیں کہ باقیہ قدام مرکز عالم مرکز زمین پر لیا جائے۔

سابعاً مرکز زمین ہو یا مرکز شمس یا کوئی ایک مرکز معین ہیأت جدیدہ سب دوائر کو جن سے ہیأت کا نظام بنتا ہے ایک مرکز پر مان سکتی ہی نہیں جس کا بیان عنقریب آتا ہے اور بے ایک مرکز پر مانے ہیأت کا نظام سب درہم و برہم، غرض بچارے میں مشکل میں، دوائر اور ان کے مسائل سب قدام سے سیکھے اور انھیں کی طرح اُن سے بحث چاہتے ہیں مگر جدید مذہب والا بننے کو اصولی معکوس لئے اب نہ وہ بنتے ہیں نہ یہ چھوٹتے ہیں، سانپ کے منہ کی چھو نہ رہیں۔ آسمان گما کر سورج تھا کہ جاذبیت کے مثل ہاتھوں ستیاریے گھما کر چار طرف ہاتھ پاؤں مارتے ہیں اور بنتی کچھ نہیں۔ یعونہ تعالیٰ یہ سب بیان عیاں ہو جائے گا و اللہ التوفیق۔

(۲۸) زمین کے خط استوا کو جب مقعر سماوی ہمک لے جائیں تو ایک دائرہ عظیمہ پیدا ہوگا کہ

کروہ فلک کے دو حصے مساوی کر دے۔ یہ خط اعتدال یا آسمانی خط استوا یعنی مُعدل النہار ہے دائرہ عظیمہ وہ دائرہ ہے کہ کروہ کے دو برابر حصے کر دے۔

اقول اتنی قدما سے سیکھ کر ٹھیک کہی مگر ہیأت جدیدہ ہرگز اسے ٹھیک نہ رکھے گی جس کا بیان بعونہ تعالیٰ عنقریب آتا ہے۔ حدائق نے اس میں ایک مہمل اضافہ کیا کہ منطقہ حرکت یومیہ زمین کو قاطع عالم فرض کرنے سے عالم علوی میں مُعدل النہار اور زمین پر خط استوا پیدا ہوتا ہے۔

اقول خط استوا ہی تو وہ منطقہ ہے اُسے قاطع عالم ماننے سے خود اس کا پیدا ہونا عجیب ہے۔

(۲۹) تمام مباحث ہیأت کی اہمات دو دائرہ دو دائرے میں مُعدل النہار کہ گزرا، دوسرا دائرہ البروج اس کی تعیین ہیأت جدیدہ کے اضطراب دیکھے، سیکھا اسے بھی قدما سے، اور بے اس کے ہیأت کے کام احکام چل نہیں سکتے۔ ناچار اب مباحث و احکام میں بھی قدما کی تقلید کی مگر بخبر کہ ہیأت جدیدہ کے غلط اصول ان کا تحمل بڑا نہ رکھیں گے نہ تمہیں دائرہ البروج کی صحیح تعریف کرنے دیں گے۔ اصول علم الہیأت میں کہا زمین اپنے دورہ سالانہ گردش سے جو دائرہ عظیمہ بناتی ہے وہ دائرہ البروج ہے اس کی سطح مُعدل پر ۲۳ درجے ۲۷ دقیقے کھٹانے مائل ہے یہ بارہ برج مساوی تقسیم ہے جن میں چھ خط استوا سے شمال کو ہیں چھ جنوب کو، ہر برج ۳۰ درجے۔ حدائق میں کہا یہ دائرہ مدار زمین کو قاطع عالم فرض کرنے سے فضا نے علوی میں حادث ہوتا ہے۔

افول اوکلا یہ سب غلط ہے بلکہ مدارِ شمس (جسے یہ مدار زمین کہتے ہیں) مرکز عالم سے جدا مرکز پر واقع ہے تو اُس کے قطر کا ایک نقطہ مرکز عالم سے غایت بُعد پر ہے جسے اوج کہتے ہیں دوسرا غایت قُرب پر جسے خفیض، جن کی تصویر ۲۲ میں آتی ہے مرکز عالم پر اوج کی دوری سے دائرہ کھینچیں کہ منطقہ و مثل ہے اس دائرے کو قاطع عالم لیں محدب فلک الافلاک پر اس کے موازی جو دائرہ بناوہ دائرہ البروج ہے جس کا مرکز مرکز عالم ہے ہمارے بیان کا حق اور اُن کے مزعوم کا باطل ہونا ابھی خود اُن کے اقراروں سے کھلا جاتا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ثانیاً اس سے قطع نظر ہو تو طریق علمی سے مشابہ وہی ہے جو حدائق میں کہا نہ کہ نفس مدار کو دائرہ البروج ماننا جس سے اوپر ڈیڑھ سو کے قریب مدار موجود ہیں اور سب کی مبانیات اس سے لی جاتی ہے جو اسے مقعر مساوی سے اتنا نیچا لینے پر نہیں بن سکتی۔

ثالثاً مدار زمین تو بیضی مانتے ہو دائرہ البروج دائرہ کیسے ہوا اور میماز کا دامن تھا مگر کام نہ دے گا کہ میل و عرض ہما کے موازات علم شلٹ کروں پر مبنی اور وہ دوائر تمام ہی میں جاری۔

(۳۰) مُعدل النہار دو دائرہ البروج کا قاطع متناصف پر ہے یعنی نقطتین اعتدال سے دونوں کی تنصیف گروی ہے، ہیأت جدیدہ میں بھی جتنے گزے بنتے ہیں مساوی خواہ ارضی جن کو گلوب کہتے ہیں سب

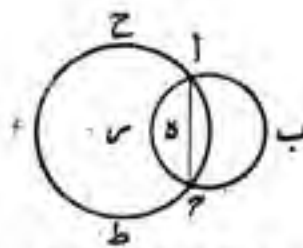
میں دیکھ لو دونوں دائرے متناصف ملیں گے اور یہ ایک ایسی بات ہے جس سے ہر جگہ آگاہ ہے جس نے قدیم خواہ جدیدہ کسی ہیئت کے دروازے میں پہلا قدم رکھا ہو۔ نیز ابھی نمبر ۲۹ میں اصول علم الہیات سے گزرا کہ ایک نقطہ اعتدال سے دوسرے تک دائرۃ البروج کے ۱۸۰ درجے ہیں یہ اس کی تنصیف ہوئی اور اور اُسی سے نمبر ۳۳ میں گزرا کہ خط استوا کے نصفین کی تحدید انھیں دو نقطہ اعتدال سے ہے، نیز اُسی کے نمبر ۵۹ میں ہے کہ یہ دونوں عظیمیے ایک دوسرے کو دو نقطہ متقابل پر قطع کرتے ہیں ظاہر ہے کہ دائرے پر متقابل نقطہ وہی ہوتے ہیں جن میں نصف دور کا فصل ہوا اور سب سے صاف تر ۱۵۱ میں کہا کہ دونوں نقطہ اعتدال میں مطالع یعنی مُعدّل کی قوس ۱۸۰ درجے ہے۔ پھر کہا یعنی دائرۃ البروج خط استوا کو دو نقطہ متقابل پر قطع کرتا ہے جن میں فصل ۱۸۰ درجے ہے۔ پھر کہا یہ برابان ہے اس پر کہ دائرۃ البروج دائرۃ عظیمہ ہی ہے کہ سوا عظیمہ کے کوئی دائرہ خط استوا یعنی مُعدّل کو اس طرح قطع نہیں کر سکتا غرض یہ ایسا مسئلہ ہے جس پر ہیئت جدیدہ و جملہ عقلائے عالم سب کا اتفاق ہے۔

اقول اب اسے تین نتیجے بدیہی طور پر لازم،

(۱) یہ دونوں دائرے مساوی ہیں۔

(ب) دونوں مرکز واحد پر ہیں۔

(ج) دونوں ایک گُرسے کے دائرۃ عظیمہ ہیں۔



ظاہر ہے کہ چھوٹے بڑے دائروں کا تناسف ممکن نہیں ورنہ جزو کل مساوی ہو جائیں دائرہ ا ح نے چھوٹے دائرہ اب ح کی نقطتین ا ح پر تنصیف کی ا ح وصل کیا ضرور ہے کہ اب ح کے مرکز سے ۵ پر گزرا اور اس کا

قطر ہوا، اب انھیں نقطوں پر دائرہ ا ح ۶ کی بھی تنصیف مانو تو اگر یہی ا ح اُس کا بھی قطر ہو تو دونوں دائرے مساوی ہو گئے اور اگر اُس کا قطر ح ط ہوا تو قوس ۶ ح بھی اُس کی نصف ہوئی اور ح ط بھی بہر حال جزو کل برابر ہو گئے۔ یونہی دو مساوی دائروں کا مرکز مختلف ہو تو ان کا تناسف محال۔

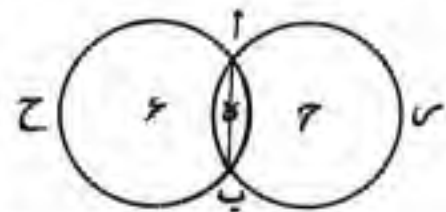
دائرہ ا س ب کا مرکز ح ہے اور ا ح ب کا ع، اور نقطتین

اب پر تناسف، اب وصل کیا ضرور ہے ہر ایک کا قطر ہوا کہ

اس کے نصفین میں فاصل ہے تو قطعاً دونوں کے مرکز پر گزرا

کہ ۵ ہے تو ہر دائرے کے دو مرکز ہو گئے اور یہ محال ہے ورنہ

جزو کل مساوی ہوں اور جب یہ دونوں عظیمیے مساوی دائرے مرکز واحد پر ہیں تو یقیناً کُرۃ واحدہ کے عظام سے



ہیں، بالجلہ یہ تینوں نتیجے متفق علیہ ہیں اور خود جگہ کُرَات ارضی و سماوی کہ اب تک ہیأت جدیدہ میں بنتے ہیں ان کی صحت پر شاہد عادل۔

فوائد : اس سطح مستوی میں کبھی دو دائرے متناصف نہیں کر سکتے کہ اس کے لئے اتحاد مرکز لازم اور وہ اس کے متقاطع دائروں میں محال (اقلیدس مقالہ ۳ شکل ۵) اب دائرة البروج کی تعریف کہ حدائق میں کی باطل ہے کہ مُعَدِّل سے مرکز بدل گیا، ج اصول الہیات کی تعریف اس سے باطل تر ہے کہ مرکز بھی مختلف اور دائرے بھی چھوٹے بڑے۔ اور حق وہ ہے جو ہم نے کہلہ ۶ جب ان کے مرکز مختلف تو دونوں عظیم کیسے ہو سکتے ہیں کہ عظیم کا مرکز نفس مرکز کُرہ ہونا لازم (دیکھو مثلث کُروی باب اول نمبر ۳) کا حدائق نے سنی سنائی یا اسی ہوشیاری سے سب دائروں کو ایک مقعر سماوی پر لیا جس کا مرکز زمین ہے مگر جھبلا کہ تمہارے نزدیک تو وہ مدار زمین ہے یا مقعر فلک پر اس کا موازی، بہر حال اس کا مرکز مرکز مدار زمین مرکز زمین ہونا کیسی صریح جنون کی بات ہے۔ دائرة البروج کو اپنے مرکز پر رکھ کر مقعر سماوی پر لیا ہے تو نہ وہ عظیم ہو سکتا ہے نہ مُعَدِّل النہار اُس کا متناصف ممکن اور اگر اُسے مرکز زمین کی طرف منتقل کر لیا تو دائرہ ہی وہ نہ رہا نہ اس کی جگہ وہ رہی نہ اب اس جدید دائرے اور مُعَدِّل کا غایت بعد کہ میل کلی کہلاتا ہے دائرة البروج کا میل ہو سکتا ہے، غرض تمام نظام ہیأت تہ و بالا ہے، تقلیدی باتیں کہتے چلے گئے اور خبر نہیں کہ ان کے اصول کی شامت لگ گئی۔

(۳۱) مُعَدِّل النہار و دائرة البروج دونوں دائرہ مشخصہ ہیں یعنی ہر ایک شخص واحد معین ہے کہ اختلاف لحاظ سے نہ اس کا محل بدلے نہ حال بخلات و دائرہ نوعیہ کہ مختلف لحاظوں سے مختلف پڑتے ہیں جیسے دائرہ نصف النہار کہ ہر طول میں جدا ہے اور دائرہ افق کہ ہر عرض و ہر طول میں نیا ہے۔

۱۔ اقلیدس نے ایک شکل یہ رکھی چھٹی یہ کہ دو متماسس دائروں کا ایک مرکز نہیں ہو سکتا اور ایک شق باقی رہی کہ دو قبائین غیر متوازی دائروں کا مرکز ایک ہو ممکن نہیں، مناسب یہ تھا کہ ایک شکل ان تینوں کو عادی رکھی جاتی کہ دو غیر متوازی دائروں کا مرکز ایک ہونا ممکن خواہ متقاطع ہوں یا متماسس کہ جب مرکز ایک ہے تو اس سے ہر دائرے تک ہر طرف بُعد مساوی ہے اور مساویوں سے مساوی ساقط کر کے مساوی رہیں گے تو دونوں دائروں کا ہر طرف فصل مساوی ہوا تو متوازی ہو گئے اور فرض کئے تھے نا متوازی ۱۲ منہ غفرلہ۔

اقول بلاشبہ یہی ہے اور خود ہیأتِ جدیدہ کے سماوی وارضی کُرے اُس پر شاہد کہ دونوں دائروں کو غیر تبدیل بناتے ہیں بخلاف اُفتی و نصف النہار کہ اُن کی تبدیل حسب موقع کا طریقہ رکھتے ہیں مگر ہیأتِ جدیدہ کا یہ اقرار اور قولاً وفعلاً اظہار بھی ترا تعلیدی ہے جس نے اُس کے اصول کا خاتمہ کر دیا علیٰ اہلہما تجسنی بواقش (براقش اپنے ہی اہل پر مصیبت لاتی ہے) دائرۃ البروج کا حال تو ابھی گزرا کہ تھا مرکز مدار پر اور لیتے ہیں مرکز زمین پر تو وہ شخص کیسا، وہ نوع ہی بدل گئی اور معدل کا حال ابھی آتا ہے۔

(۳۲) قطبین جنوبی و شمالی ساکن نہیں بلکہ قطبین دائرۃ البروج کے گرد گھومتے ہیں مبادرتِ اعتدالین کے باعث ۲۵۸۱۷ برس میں قطب بروج کے گردان کا دورہ پورا ہوتا ہے مبادرت ہر سال ۵۰۶۲ ہے اور ہر دائرے میں ۲۹۶۰۰ اٹا نیے ان کو ۵۰۶۲ پر تقسیم کئے سے ۲۵۸۱۷ حاصل ہوئے۔

اقول ہیأتِ جدیدہ کہ ہمیشہ معکوس کوئی کی عادی ہے جس کا کچھ بیان بعونہ تعالیٰ آتا ہے اس پر مجبور ہے کہ قطبین عالم کو متحرک مانے کہ زمین اُس دائرے پر حرکت کرتی ہے جس کا قطر ۹ کروڑ میل کے قریب ہے اور اس کا مدار ایک دائرہ ثابتہ ہے تو قطبین مدار تو ساکن ہیں اور قطبین جنوب و شمال کہ قطبین عالم و قطبین اعتدال ہیں اور زمین کے محور متحرک کے دونوں کناروں پر ہیں ضرور اس کی حرکت سے کروڑوں میل اوپر اٹھیں گے اور کروڑوں میل نیچے گریں گے مگر اولاً اب معدل النہار دائرۃ شخصیکہ رہا بلکہ ہر آن نیا ہے کہ ہر آن اس کے مرکز کا مقام جدا ہے۔

ثانیاً وہ فرض کئے ہوئے مقعر سماوی کو بھی دم بھر چین نہ لینے دے گا کہ اس مقعر کا مرکز بھی مرکز زمین مانا ہے ۲۷، اور وہ کروڑوں میل اُٹھنے گرنے میں ہے تو کوئی ہر آن مقعر سماوی بدلے گا اور اگر وہ بحال رہے تو دائرہ اس پر کب رہا کروڑوں میل اس کے اندر جائے گا اور دوسری طرف غلا چھوڑے گا پھر دوسری طرف کروڑوں میل اندر جائے گا، اور اُدھر غلا چھوڑے گا، اسی کو کہا تھا کہ یہ سب دوائر ایک مقعر سماوی پر لیتے ہیں۔

ثالثاً بفرض باطل دائرۃ البروج کو بھی اسی مقعر و مرکز پر لے لیا اور یہ ہر آن تبدیل ہیں دائرۃ البروج بھی ہر آن بدلے گا تو شخصیکہ رہا، یا وہ تنہا خواہ مع مقعر سماوی برقرار رکھا جائے گا کہ اُس کا مرکز ثابت ہے تو اس کی تبدیل کی وجہ نہیں تو میل اور صد ہا مسائل کا کیا ٹھکانا رہے گا، غرض بات وہی ہے کہ

الحمد للہ دارالاشاعت کراچی ص ۱۱۶۰

۲ ص ۳۳۳ و ۱۸۳ و ۱۹۰ ۱۲ ص ۵۳ و ۱۸۳ ۱۲

۳۵ یعنی ۳۳۳ ۲۵۸۱۶۷۷ باستقاط خفیف ۱۶ منہ غفرلہ

تعلیل معدل النهار و دائرة البروج کا نام سن لیا اور اُدھر اُن احکام کی تعلیل کی جو اصول قدام پر مبنی تھے اُدھر اپنے اصول کا گندہ بروز ملا یا وہ ایک مہمل معجون باطل ہو کر رہ گیا۔ یہ ہے حیات جدیدہ اور اسکی تحقیقات جدیدہ۔ (۳۳) زمین وغیرہ ہر ستارے کا اپنے محور پر گھومنا اس سبب سے ہے کہ طبعیات میں ثابت ہوا ہے کہ ہر چیز بالطبع آفتاب سے نور و حرارت لینا چاہتا ہے اگر ستارے حرکت وضعیہ نہ کریں جمیع اجزا کو نور و حرارت نہ پہنچے۔

اقول یہ وجہ موجود نہیں اولاً اجزا میں جاذب و ماسک و نافذہ کے علاوہ ایک قوت شائقہ ماننی پڑے گی اور اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

ثانیاً زمین سے ذرے اور ریگ کے دانے خفیف ٹھونک سے جدا ہو جاتے ہیں ان کا یہ شوق طبعی کیا اتنی بھی قوت نہ رکھے گا کہ زمین سے بے جدا کئے ان کو گھمائے پھر ایک ایک ذرہ اور ریتے کا دانہ آفتاب میں اپنے نفس پر حرکت مستدیرہ کیوں نہیں کرتا اُنس کا جو حصہ مقابل آفتاب ہے سو برس گزر جائیں جب تک ہٹایا نہ جائے وہی مقابل رہتا ہے دوسرا حصہ کہ آفتاب سے حجاب میں ہے کیوں نہیں طلب حرارت و نور کے لئے آگے آتا۔

ثالثاً زمین میں مسام اتنے ہیں کہ پوری دباؤیں تو ایک انچ کی رہ جائے (۲۵) تو ظاہر ہے کہ اس کا کوئی جزو دوسرے سے متصل نہیں سب ایک دوسرے سے بہت فصل پر ہیں تو ہر جزو اپنے نفس پر کیوں نہ گھوما کہ اس کے سب اطراف کو روشنی و گرمی پہنچتی صرف کُر کے محور پر گھومنے سے ہر جزو پورے انتفاع سے محروم رہا۔

سابعاً کرہ کی حرکت وضعیہ سے سطح بالا ہی کے سب اجزاء فی الجملہ مستفید ہوں گے اندر کے جملہ اجزاء اب بھی محروم مطلق رہے تو جمیع اجزا کا استفادہ کب ہوا اندر کے اجزا طلب نور و حرارت کے لئے اوپر کیوں نہیں آتے، اگر کئے اوپر کے اجزا جگہ روکے ہوئے ہیں۔

اقول اولاً غلط۔ انچ بھر کی زمین جب پونے تین کھرب میل میں پھیلی ہوئی ہے اس میں کس قدر وسیع مسام ہوں گے (نمبر ۲۵) اُن سوراخوں سے باہر کیوں نہیں آتے۔

ثانیاً اوپر کے اجزاء میں جو آفتاب سے حجاب میں اُن کی جگہ اگلے اجزاء کے ہوئے ہیں جو مقابل شمس ہیں، پھر حرکت وضعیہ کیونکر ہوتی ہے۔

ثالثاً آفتاب بھی تو اپنے محور پر گھومتا ہے وہ کس نور و حرارت کی طلب کو ہے۔ بالکل یہ وجہ یہی ہے بلکہ اصول ہیأت جدیدہ پر اس کی وجہ ہم بیان کریں :

اقول اس کا سبب بھی جاذبہ و نافذہ ہے جذب قُرب و بُعد سے مختلف ہوتا ہے و لہذا خط عمود پر سب سے زیادہ ہے کلیت سیارہ مثلاً ارض کے لئے جاذب سے متفرق کا جواب مدار پر جانے سے ہو گیا مگر اب بھی اس کے اجزاء پر جذب مختلف ہے خاص وہ اجزاء کہ مقابل شمس میں اُن پر جذب اقویٰ ہے اور اُن میں بھی جو بالخصوص زیر عمود ہے پھر جتنا قریب ہے (مثلاً یہ اجزاء اس سے بچنے کے لئے مقابلہ سے ہٹتے اور بالضرورت اپنے اگلے اجزاء کو اپنے لئے جگہ خالی کرنے کو دفع کرتے ہیں وہ اپنے اگلوں کو وہ اپنے اگلوں کو یوں محور پر دورہ پیدا ہوتا ہے اب جو اجزاء پہلے اجزاء سے مقابلہ کے کیچھے تھے مقابل آئے اب یہ مقابلہ سے بچنے کو اپنے اگلوں کو ہٹاتے ہیں اور وہی سلسلہ چلتا ہے یوں دورہ پر دورہ سمر رہتا ہے۔ اگر کئے زمین بوجہ کثرت بُعد و قلت حجم آفتاب کے آگے گویا ایک نقطہ ہے و لہذا آفتاب کا اختلاف منظرہ ثانیہ بھی نہیں تو اس کے اجزاء پر مقابلہ و حجاب کا اختلاف نہ ہوگا بلکہ گویا سب مقابل ہیں۔

اقول اولاً نظر ظاہر میں تو یہی کافی کہ ایسا ہے تو تقریباً نصف کرۂ زمین میں ہمیشہ رات کیوں رہتی ہے سب ہی روشن رہا کرے کہ سب مقابل شمس ہے۔

ثانیاً اگر کچھ نہیں تو اختلاف منظرہ کیوں، جب نصف قطر کی یہ مقدار ہے کل سطح کی اکثر و اکبر ہے۔ اسی قدر اختلاف جذب کو بس ہے۔

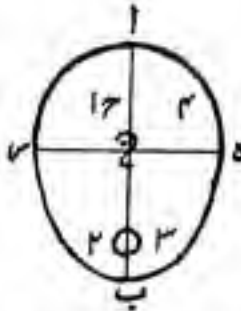
ثالثاً بالفرض سب ہی مقابل سنی عمود و منحرف کا فرق کہہ جائے گا۔ یوں بھی اختلاف حاصل، بالکل یہ تقریر اُن مقدمات پر مبنی ہے جو ضرور ہیأت جدیدہ کے اصول مقررہ ہیں تو یہی اسے واجب التسليم ہے اگرچہ حقیقتاً اعتراض سے خالی نہ یہ نہ وہ، بلکہ ہم بتوفیقہ تعالیٰ فصل سوم میں روشن کریں گے کہ دونوں وجہیں باطل محض ہیں اور کیوں نہ ہو کہ اصول باطلہ ہیأت جدیدہ پر مبنی ہیں پھر بھی یہ اس سے اسلم اور اصول جدیدہ پر تو نہایت محکم ہے۔

تنبیہ : اقول وجہ یہ ہو خواہ وہ بہر طور زمین کی حرکت مستدیرہ حقیقتہً حرکت وضعیہ یعنی

سلہ یہ وجہ شمس کو بھی شامل ہے کہ وہ بھی اور سیاروں کے جذب سے بچنے کو اپنے محور پر گھومتا ہے۔ جمع صلا ۱۲ من غفرلہ
لے اس سے ایک تہ دقیق دقیق کی طرف اشارہ ہے جسے ہم نے اپنے رسالہ صبح میں روشن کیا ۱۲ من غفرلہ

رسالہ صبح سے مراد ہے درء القبح عن درك وقت الصبح (زبان اردو فنِ تہذیب) از المصنف عبد النعم عریزی

مجموع کُرہ کی حرکت واحدہ محوریہ نہیں بلکہ کثیر متوالی حرکات ایتیہ اجزاء کا مجموعہ جبہ اولیٰ پر پچھلے اجزاء اگلے اجزاء کو خود مقابل آنے کے لئے ہٹاتے ہیں پھر اُن سے پچھلے اُن کو اُن سے پچھلے اُن کو اسی طرح آخر تک اور جبہ دوم پر اگلے اجزاء مقابلہ سے ہٹنے کے لئے اپنے اگلوں کو ہٹاتے ہیں، وہ اپنے اگلوں یہ اپنے اگلوں کو، یونہی آخر تک، بہر حال یہ حرکت خاص اجزاء سے پیدا ہو کر سب میں یکے بعد دیگرے بتدریج پھیلتی ہے نہ کہ مجموع کُرہ حرکت واحدہ سے متحرک ہو۔ جبہ اول پر تمام اجزاء کے لئے نوبت بہ نوبت طبعی بھی ہے اور قسری بھی، جو اجزاء حجاب میں ہیں ان کے لئے طبعی اور جو مقابل میں اُن کے لئے قسری کے پچھلے احسن ان کے حاصل شدہ مقتضائے طبع سے ہٹاتے ہیں جب یہ بالقسم مقابلہ سے ہٹ جائیں گے بالطبع حرکت چاہیں گے اور تازہ مقابلہ والوں کو قسر کریں گے اور جبہ دوم پر سب کے لئے قسری کہ جاذبہ سے پیدا ہوئی اگرچہ نافرہ طبعی ہو، فافہم۔

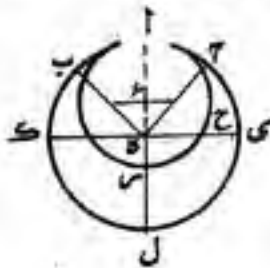


(۳۴) آس ب کا بعضی مدار زمین ہے آس، سب، ب، ۵، ۱۵ چاروں نطااق ہیں اب قطر اطول ہے اس کے دونوں کناروں پر مرکز ح سے پورا بعد ہے ۵ کا قطر اقصر۔ اس کے دونوں نقطوں پر ح سے بعد اقرب ح، ۴ دونوں فوکز یعنی مخترق ہیں جن کے اسفل پر شمس مستقر ہے آنقطہ اوچ شمس سے غایت بعد پر ہے اور ب حقیض غایت قرب پر

زمین آ پر مرکز شمس دونوں سے نہایت دوری پر ہوتی ہے یہاں سے چلتے ہی آس نفاق اول میں دونوں سے قریب ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ آس پر مرکز سے غایت قرب میں ہوتی ہے سب نفاق دوم میں مرکز سے دور ہونا شروع کرتی ہے لیکن شمس سے اب بھی قرب ہی بڑھاتی ہے یہاں تک کہ ب حقیض مرکز سے دوبارہ غایت بعد پر ہو جاتی ہے اور شمس سے نہایت قرب پر آتی ہے اس نصف حقیضی آس ب میں شمس سے قرب ہی بڑھتا اور چال بھی برابر متزاید رہتی ہے تیزی کی انتہا نقطہ ب پر ہوتی ہے پھر انھیں قدموں پر سست ہوتی جاتی ہے ب کا نفاق سوم میں زمین مرکز سے قریب اور شمس سے دور ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ آس پر دوبارہ مرکز سے کمال قرب پر آ جاتی ہے کا نفاق چہارم میں مرکز شمس دونوں سے دور ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ آس پر دونوں سے کمال بعد پاتی ہے اس

لے قرب و بعد مرکز کے سبب یہاں نفاق لئے ہمارے نزدیک خط ۵ آس منصف مابین المکزین پر لیتے ہیں کہ یہاں بعد اوسط ہے یا مرکز عالم پر کہ یہاں سیر اوسط ہے ۱۲ منہ غفرلہ

(۳۵) چال میں تیزی و سستی کا اختلاف دوسرے مرکز کے لحاظ سے ہے واقع میں اس کی چال نہ کبھی تیز ہوتی ہے نہ سست ہمیشہ یکساں رہتی ہے اور مساوی وقتوں میں مساوی توسیع قطع کرتی ہے۔ قواعد کشیدے دوسرا قاعدہ یہی ہے اقول یہ بھی مجمع علیہ ہے لہذا طویل الذیل برہان ہندسی کی حاجت نہیں۔

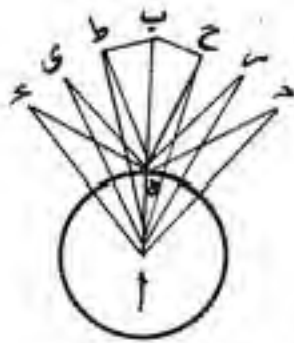


اس مدت میں اُس پر قوس آب قطع کی جو ربل سے بہت یعنی بقدر ب کے چھوٹی ہے جب ط سے س تک آیا اس ربل کے مقابل دائرۃ البروج کی قوس ب ل ہوئی جو ربل سے بہت بڑی ہے یونہی دو ربل باقی میں تو با ا ل تک ش واقع میں ہمیشہ ایک ہی چال پر ہے دائرۃ البروج کے اعتبار سے اُس کی چال تیز و سُست ہوتی ہے ط س ح کی ششما ہی میں ب ل ح قطع کرتا ہے کہ نصف سے بہت زائد ہے اور ح ا ط کی ششما ہی میں ح آب چلتا ہے کہ نصف سے بہت کم ہے لہذا تیز و سُست نظر آتا ہے حالانکہ واقع میں اُس کی چال ہمیشہ یکساں ہے یہی حال ہیأت جدیدہ کے نزدیک زمین کا ہے۔ الحمد للہ مقدمہ ختم ہوا، و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ اہل۔

فصل اول

نافریت کا رد اور اس کے بطلان حرکت میں پر بارہ دلیلیں

رد اول: اقول: ابتداً اتنا ہی بس کہ نافریت بے دلیل ہے اور دعویٰ بے دلیل باطل و علیل اور پتھر کی مثال کا حال ع میں گزرا وہی اس کے حال کی کافی مثال ہے۔



رد دوم: اقول: مرکز دائرہ سے محیط کے نقطہ پر خط قاطع اب کھینچو اور ہا ب کے دونوں طرف اس کے مساوی چھ خط جن میں ح ہ، ع ہ، مماس ہوں اور س ہ، ح ہ، ط ہ، ی ہ ان دونوں قائلوں کی برابر تقسیم کرنے والے اور سب کو اسے ملا دو۔ ظاہر ہے کہ ان میں ہر خط اپنے نظیر کے مساوی ہوگا اور اح سے اس، اس سے اح،

اح سے اب بڑا ہوگا۔ یوں ہی ای سے اط، اط سے اب اس لئے کہ مثلثات اہ ح، اہ ح، اہ ح میں مشترک۔ اور ہ ح، س، ح برابر ہیں۔ اور ہ پر کا زاویہ بڑھتا گیا ہے کہ ہر پہلا دوسرے کا جز ہے لاجرم اح، اس، اح قاعدے بڑھتے جائیں گے (اقلیس مقالہ اشکل ۲۴) اب، ح ب ملا دیا تو مثلث مساوی الساقین ح ہ ب کے دونوں زاویہ ح ب مساوی ہوئے۔ اور ظاہر ہے کہ مثلث اح ب میں زاویہ ح جس کا وتر اب ہے زاویہ ہ ح ب سے بڑا ہے تو اح کہ چھوٹے زاویہ کا وتر ہے اب سے چھوٹا ہے (شکل ۱۹) فرض ان میں سب سے زیادہ مرکز سے دوری ب کو ہے باقی جتنی مماس کی طرف آؤ مرکز سے قرب ہے کہ اب زمین نقطہ کا پر پختی اور نافریت کے سبب اس نے مرکز سے دور ہونا چاہا واجب ہے کہ خط ہ ب پر پڑے کہ اسی طرف مرکز سے بُعد محض ہے اور سب بُعد اضافی ہیں کہ ایک وجہ سے بُعد میں تو دوسری وجہ سے قرب ہیں بُعد محض چھوڑ کر ان میں سے کسی کو کیوں لیا یہ ترجیح مرجوح ہوئی پھر اس میں جس خط پر جائے دوسری طرف اس کا مساوی موجود ہے ادھر کیوں نہ گئی ترجیح بلا مرجح ہے اور دونوں باطل ہیں زمین کوئی

جاندار ذی عقل نہیں جسے ہرگز ارادے کا اختیار ہے اور جب ۵ ب پر جائے گی دورہ محال ہوگا۔ اگر نافریت غالب آئے گی ب سے قریب ہو جائے گی اور جاذبیت تو اسے اور برابر رہیں تو ۴ پر رہے گی کسی طرف نہ جانگی بہر حال دورہ نہ کرے گی۔

رَوِ سوم : اقول نہیں نہیں بلکہ واجب ہے کہ ۵ ہی پر رہے کہ تمہارے نزدیک نافریت و جاذبیت برابر ہیں (مثلاً) اور دائرہ پر حرکت میں اختلاف سرعت سے جذب و نفرت باہم کم و بیش ہوں تو ابتدائے آفرینش میں جبکہ زمین پہلے نقطہ ۵ پر ہے کہاں دائرہ اور کہاں حرکت اور کہاں اختلاف سرعت۔ لاجرم اس وقت دونوں کانٹے کی تول برابر ہیں تو واجب کی زمین جہاں اول پیدا آتش میں بنی تھی اب تک وہی ٹھہری ہوئی ہے اور وہیں ٹھہری رہے گی تو تمہاری نافریت و جاذبیت ہی نے زمین کا سکون مبرہن کر دیا۔ اللہ الحمد۔

رَوِ چہارم : اقول معلوم ہو لیا نافریت شے نہ اس کا مقتضی ہرگز بنیط ماس پر لے جانا اور بے اس کے زمین کی حرکت دوریہ گردش منظم نہیں ہو سکتی تو ضرور کوئی واقعہ ناقلہ درکار ہے کہ اسے ہر وقت خط ماس پر واقع کرے اور شمس اپنی طرف کھینچے دونوں کا اوسط دائرے پر گردش نکلے ایک دفعہ کا دفع کافی نہیں۔ زمین میں کیل گاڑ کر اس میں ڈورا اور ڈورے میں گیند باندھو اور ایک بار اسے مارو ڈورا تن جائے گا، گیند ایک ہی ضرب سے کیل کے گرد دورہ نہ کرے گی تو ہر وقت دفع و نقل کی حاجت ہے شمس کا اثر ہو نہیں سکتا کہ وہ تو اس کے خلاف جذب چاہ رہا ہے تو ضرور کوئی اور ستارہ چاہئے جو زمین کو ماس پر جذب کرے اور ہر وقت زمین کے ساتھ پھرے نہ نقل کا کام دے وہ ستارہ کہاں ہے اور بفرض ہو تو اسے کس نے گردش دی اس کے لئے اور ستارہ درکار ہوگا اور اسی طرح غیر متناہی سلسلہ چلا جائے گا اور مسلسل محال، لاجرم زمین کی گردش محض باطل خیال۔

رَوِ پنجم : اقول دو مایوں میں ایک کا اختیار کرنا عقل و ارادہ کا کام ہے نہ طبیعت غیر شاعر کا، ظاہر ہے کہ نقطہ ۵ سے ح اور ۶ دونوں طرف قائمہ اور یکساں حالت ہے، اور ظاہر ہے کہ زمین صاحب شعور و ارادہ نہیں، اب اگر بفرض باطل زمین میں نافریت ہے اور بفرض باطل نافریت ماس پر پھینکتی یعنی جاذبیت پر قائمہ بناتی ہے، مگر نافریت کا اس طرف کے ماس سے کوئی رشتہ ہے جس سے زمین کو اکب سلطان جوڑا، ثور میں جاتی تو ایک طرف کو لینا دوسری کو چھوڑنا کس بنا پر ہوا، یہ ترجیح بلا مرجح ہے اور وہ باطل، اور بالفرض ایک بار جو افا ایک سمت کی ہمیشہ اس کا التزام کس لئے، کیوں نہیں ہوتا کہ ایک بار نقطہ اوج پر آکر پھر انھیں قدموں پیچھے پلٹ جائے کہ جاذبیت و نافریت کے اقتضائوں بھی بحال ہیں بالجلہ یہ

حکرت کسی طرح نافریت کے ماتھے نہیں جاسکتی۔

رُوحِ ششم : یہ سب محض ہے دلیل ٹھان لیجئے تو نافریت قائم ہی پر تولے جائیگی (ع) حادہ پر لانا تو اور مرکز سے قریب کرنا ہے تو نفرت نہ ہوئی بلکہ رغبت لیکن ہیأت جدیدہ مدار زمین دائرہ نہیں دانتی بلکہ بیضی اور اس میں طرفین قطر کے سوا باقی سب زاویے حادے بنیں گے جس کا خود ان کو اعتراف ہے، تو نافریت باطل اور رغبت حاصل۔

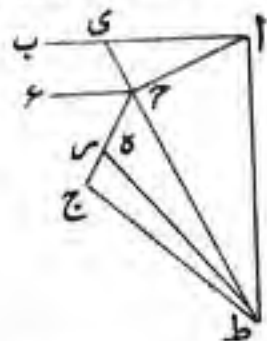
فائدہ : اس دلیل کو چاہے ابطال نافریت و ابطال حرکت زمین پر کر لو چاہے ابطال بیضیت مدار پر، اول تویوں ہیں جو ابھی مذکور ہوا کہ نافریت ہوتی تو مدار بیضی نہ ہوتا۔ لیکن وہ بیضی ہے اور نافریت باطل تو حرکت زمین باطل اور آخریوں ہوا کہ مدار اگر بیضی ہوتا تو نافریت نہ ہوتی تو دورہ نہ ہوتا اور دورہ نہ ہوتا تو مدار نہ ہوتا، نتیجہ یہ کہ مدار اگر بیضی ہوتا تو مدار نہ ہوتا شے خود اپنے نفس کی مبطّل، لہذا بیضیت باطل۔ اب ہیأت جدیدہ کو اختیار ہے جس کا بطلان چاہے قبول کرے مگر یاد رہے کہ بیضیت وہ چیز ہے کہ شروع سترھویں صدی عیسوی میں کپلر نے آٹھ سال رصد بندی کی جانکاہ محنت کی اور مدار کو دائرہ مان کر ۱۹ طریقے فنا کئے کوئی نہ بنا اس کے بعد مدار بیضی لیا اور سب حساب بن گیا اور اسی پر قواعد کپلر کی بنا ہوئی جس بیضیت اور قواعد کپلر پر تمام یورپ کا ایمان ہے اسے باطل مان لینا سہل نہ ہوگا، لہذا راہ یہی ہے کہ حرکت زمین سے ہاتھ اٹھائیں کہ ان تمام فرخشوں سے نجات پائیں۔

رُوحِ ہفتم : اقول ظاہر ہے کہ نفرت جذب سے ہے اور جذب جمیع جہات شمس سے یکساں اور جتنا جذب اتنی ہی نفرت (ع) تو واجب کہ ہر طرف نافریت یکساں ہو اور جتنی نافریت اتنا ہی بعد، تو لازم کہ سب طرف شمس سے بعد یکساں ہو آفتاب عین مرکز مدار ہو لیکن وہ مرکز سے ۲۱ لاکھ میل فاصلہ پر فوکز اسفل میں ہے تو نافریت باطل کہ وہ ایسی چیز چاہتی ہے جو امر واقع و ثابت کے خلاف ہے۔

۱۔ اگر کئے ارادۃ الہیہ نے ایک سمت معین کر دی اگرچہ اس کئے کی تم سے امید نہیں کہ طبیعات والے اسے بالکل بھولے بیٹھے ہیں، ہر بات میں طبیعت و مادہ کے بندے ہیں، یوں کہتے تو جاذبیت و نافریت کا سارا گورہ دھندہ اٹھا رکھے ارادہ الہیہ خود سب کچھ کر سکتا ہے اور جب رجوع الی اللہ کی ٹھہری تو ہیأت جدیدہ کا تھل بیڑا نہ لگا رہے گا اس کا ارادہ وہ جانے یا تم کتب الہیہ آسمانوں کا وجود بتائیں گی اور آفتاب کی حرکت جیسا کہ بعونہ تعالیٰ خاتمہ میں آتا ہے اس پر ایمان لانا ہوگا ۱۲ منہ غفرلہ۔

قریب، ششم : اقول نافریت جاذبیت سے دست و گریبان ہو کر کوئی مدار بنا ہی نہیں سکتی، نمبر ۳ میں سن چکے کہ زمین کو نصف حقیضی میں قُرب زیادہ ہوتا جاتا ہے اور نصف اوجی میں بعد اور نطاق اول و سوم میں مرکز سے قُرب بڑھتا جاتا ہے اور دوم و چہارم میں بُعد۔ یہ مسائل مسئلہ میں جن میں کسی کو مجالِ سخن نہیں لیکن نافریت و جاذبیت کا تجاذب ہرگز یہ کھیل نہ بنا رکھے گا۔

اٹھ کوئی سا قطر فرض کر لیجے اور آ اس کا کوئی سا کمرہ اور ط مرکز خواہ شمس کی جاذبیت نے زمین کو آ سے ط اور نا فریت نے ب کی طرف قائمہ پر پھینکنا چاہا اور تعاول قوتین نے کہ جاذبیت اور نا فریت کو مساوی مانا ہے (۷۰) اسے کسی طرف نہ جاتے دیا بلکہ زاویہ آ کی تنصیف کرتا ہوا خط آ ح پر ح تک لایا۔ اب آ سے زمین کا بُعد ط ح ہوا زاویہ ا ط ایک عاشرہ یا اس سے بھی خفیف تر کوئی حصہ مانے تاکہ وہ لہر دار متفرق مستقیم خطوط جن کو چھوٹے چھوٹے مستطیلوں کے قطر کہا جو ہر جزر حرکت پر جذب و نفرت سے پنج کر پنج میں پڑتے اور ایک لہر ازمنی کثیر الزوا یا شکل بناتے ہیں غایت صغر کے سبب ان کے زاویے اصلاً کسی آلے سے بھی قابل احساس نہ رہیں اور ایک منظم گولائی لئے ہوئے شبیہ بر دائرہ یا بیضی پیدا ہو مثلث ا ط ج میں آ نصف قائمہ ہوگا، اور ط وہ خفیف کا عدم زاویہ اور ح منفرجہ کہ ۱۳۵ درجے سے صرف بقدر ط چھوٹا ہے لاجرم ط ح کہ حادثہ کا وتر ہے، ا ط سے چھوٹا ہوگا یعنی ط سے زمین کا بُعد کم ہوا۔ اب ح پر وہی کشمکش ہے جاذبیت آ سے ط کی طرف کھینچتی ہے اور نا فریت ۶ کی طرف قائمہ پر پھینکتی اور تعاول قوتیں دونوں سے بچا کہ ط ح ۶ قائمہ کے نصف ح ۶ پر کا تک لانا اور پھر ح ط اور ح ط ۶ اتنا ہی خفیف بنا اور ط ۶ وتر حادثہ ط ح وتر منفرجہ سے چھوٹا ہوتا ہے یعنی ط سے اور قریب ہوئی، یونہی ۶ پر وہی معاملہ پیش آئے گا اور ط ح ط ح سے چھوٹا ہوگا ہمیشہ یہی حالت رہے گی، تو زمین کو ط سے ہر وقت قُرب ہی بڑھے گا تو اس کا کوئی مدار بنانا اصلاً ممکن نہیں دائرہ ہو تو وہ ہر طرف بُعد برابر چلے گا اور یہاں ہر وقت مختلف ہے اور مینی اُٹلیبی، شلبی کوئی شکل ہو تو ایک قطر اطول ایک اقصر رہے جس میں دو نقاط مرکز سے قریب کریں گے تو دو بعید ایک نصف شمس سے قریب کرے گا تو دوسرے البعد، حالانکہ یہاں ہر وقت قُرب ہی بڑھ رہا ہے تو زمین اگر گردش



نہ کہ کسی مدار واحد پر دائرہ ہو۔
رَوْنَم: اقول بالفرض جاذب و نافره کو مساوی مانتے سے استعفا بھی دو اور ط آح کو نصف قائمہ سے بڑا مانو تو ہم دعوی کرتے ہیں کہ وہیں تک بڑھ سکتا ہے کہ زاویہ ط سے مل کر ایک قائمہ کم رہے یعنی لازم کہ آح ط منفرد آئے کہ اگر قائمہ ہو تو ی آح بھی ط کے برابر ہوگا کہ دونوں ط آح کے تمام تا قائمہ ہیں تو نافریت کا حصہ ایک عاشہ کم پورا قائمہ رہا اور جاذبیت کا حصہ ایک ہی عاشہ جو اس کے سامنے عدم محض ہے اور اگر حادثہ ہو تو اور بھی صغیر و حقیر رہے گا۔

[illegible]

۸ حاصل ہوا یعنی اس مدار عظیم کا عاشرہ ایک بال کی نوک سوا لاکھ حصوں سے ایک حصہ ہے کیا جاذبیت اتنا ہی کھینچ سکی باقی سارا مائثر نافریت لے گئی، لاجرم واجب کہ ج ۵ ح سب منفرد آئیں اور بُعد ہمیشہ گھٹتا جائے بلکہ انصافاً اگر نصف قائلے سے فرق کرے گا بھی تو قلیل اور ح وغیرہ ۱۲۵ درجے سے کچھ ہی کم ہوں گے اور قرب میں فرق سے دائرہ بڑھتا جائے گا یہاں تک کہ زمین آفتاب سے لپٹ جائے اب مدار بنانے کی خبریں کہتے۔

رَوِّ وِہِم، اقول انہم بر علم تو یہاں بُعد کی کمی بیشی ایک ہی چیز تو نہیں بلکہ مرکز سے نطق اول کم ہوتا گیا، دوم میں زیادہ، سوم میں پھر کم، چارم میں پھر زیادہ، اور شمس سے نصف حقیقی میں کم ہوتا گیا نصف اوجی میں زیادہ (۳۴) کیا وجہ ہے کہ نافریت یہ مختلف ثمرے لاتی ہے وہ قوت شاعرہ نہیں کہ تم سے مشورے لے کہ جس نطق میں جیسا تم کہو ویسا مختلف کام کرے اور اپنے اثر بدلتی رہے۔ اگر کہتے کہ نطق اول و سوم میں نافریت ضعیف ہوتی جاتی ہے اس کا اثر کہ بعد کرنا تھا گھٹتا جاتا ہے۔ نطق دوم و چارم میں قوی ہوتی جاتی ہے اس کا عمل بڑھتا جاتا ہے۔

اقول یہ محض ہوس ہے اولاً اس کے اس اختلاف قوت وضعف کا کیا سبب ہے۔
ثانیاً کیوں انہیں نطقوں پر اس کا تعین منتظم مرتب ہے۔
ثالثاً نطق دوم میں مرکز سے بُعد بڑھتا ہے شمس سے قرب کیا وہی نافریت مرکز کے حق میں قوی ہوتی اور شمس کے حق میں ضعیف ہوتی جاتی ہے حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ چال برابر بڑھ رہی ہے جو تمہارے طور پر دلیل قوت نافریت ہے۔

سابعاً نطق سوم میں مرکز سے قرب بڑھتا ہے اور شمس سے بُعد کیا وہی نافریت اب یہاں اُلٹی ہو کر مرکز کے حق میں کمزور پڑتی اور شمس کے لئے تیز ہوتی جاتی ہے حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ چال برابر سست پڑتی جاتی ہے جو دلیل ضعف نافریت ہے مگر یہ کچھ کہ نافریت ایک ذی شعور اور سخت احمق ہے اسے مرکز و شمس دونوں سے نفرت ہے لیکن وہ اپنی حماقت سے دشمن کے گھر میں سوتی رہتی ہے اور جب سر پر آگ لگتی ہے اس وقت جاگتی ہے مگر پھر بھی غالباً ایک اسی آنکھ سے جس طرف کی زد سر پر آگ لگی دوسری آنکھ سے اس وقت بھی سوتی رہتی ہے یوں آپ کا نظام پائے گا دیکھو شکل مذکور ۱۲۲ نقطہ آ یعنی اوج پر نافریت دونوں آنکھوں سے سوتی غافل پڑی خواتے لے رہی ہے اور اس کی دشمن جاذبیت اپنا کام کر رہی ہے زمین کو چپکے چپکے مرکز و شمس دونوں سے قریب لارہی ہے سیدہ حایوں نہیں کھینچتی کہ نافریت جاگ اٹھے گی لہذا بچتی کتراتے میر بکری بحبانی لارہی ہے یہاں تک کہ نقطہ س یعنی ایک کنارہ قطر اقصیٰ

پر لے آئی جہاں مرکز سے غایت قرب ہے اب نافریت کی وہ آنکھ جو مرکز کی طرف ہے کھلی کہ اسی طرف سے
 زد آئی تھی زمین کو مرکز سے لے کر بھاگی اور دُور کرنا شروع کیا مگر شمس کی طرف والی آنکھ سے اب سو
 رہی ہے اسے خبر نہیں کہ شمس سے دُور کرتی تو مرکز سے تو قریب لا رہی ہوں یہاں تک کہ نقطہ کا پر دوبارہ مرکز
 سے غایت قرب میں آئی البتہ اب اس کی دونوں آنکھیں کھلیں اور زمین کو دونوں سے دُور لے کر بھاگی یہاں تک
 کہ نقطہ آپہنچی کھینچے تان کی محنت بہت اٹھائی تھی سال پورا دوڑتے دوڑتے ہو گیا یہاں آکر چاروں شانے
 چت دونوں آنکھوں سے ایک ساتھ سو گئی اور پھر وہی دورہ شروع ہوا، یہ فسانہ عجائب یا بوستان خیال
 تم تسلیم کرو کوئی عاقل تو بے دلیل اسے مان نہیں سکتا۔

رُویا زوہم : اقول یہاں سے ایک اور زد کا دروازہ کھلا ہر غیر مجنون جانتا ہے کہ نافریت کا اثر
 بعید کرنا ہے جیسے جاذبیت کا اثر قریب کرنا اور تم خود کہتے ہو کہ جتنی جاذبیت قوی ہوگی اتنی نافریت زور پکڑے گی
 کہ اس کی مقاومت کر سکے (۷) اتنی قرین قیاس ہے آگے کہتے ہیں کہ جتنی نافریت قوی ہوگی چال تیز
 ہوگی (۸) یہ بھی قرین قیاس تھی اگر وہ چال تیز ہوتی جو بعید کرے لیکن نافریت کی بدقسمتی سے چال وہ تیز
 ہوتی ہے جو زمین کو شمس سے قریب کرے یعنی نصف حقیضی میں اور مرکز سے تو نوناق اول رد کو حاضر کر جتنی
 چال تیز ہوتی ہے اتنا مرکز سے قرب بڑھتا ہے یہ الٹی نافریت کیسی !

رُویا زوہم : اقول جانے دو کیسی بھی چال سہی نری اوندھی مگر جاذبیت اگر کوئی شے ہو تو نصف
 حقیضی میں اس کی قوت ہر وقت بڑھنا آنکھوں دیکھ رہے ہیں کہ ہر روز آفتاب قریب سے بڑھتا جاتا
 ہے تو اگر نافریت ہوتی واجب کہ وہ بھی واقعی بڑھتی جس طرح جاذبیت فی الواقع بڑھی نہ کہ محض برائے
 گفتن اور اس کے واقعی بڑھنے کو لازم تھا کہ چال حقیقت میں تیز ہو جاتی لیکن تمام عقلا کا اتفاق
 اور تمہیں خود مسلم ہے کہ شمس کہو یا زمین اس مدار پر دورہ کرنے والے کی چال ہمیشہ متشابہ ہے کبھی نہ سست
 ہوتی ہے نہ تیز، ہمیشہ مساوی وقتوں میں مساوی قوسین قطع کرتی ہے اگرچہ دوسرے دائرے کے
 اعتبار سے دیکھنے والوں کو تیز و سست نظر آئے (دیکھو مشا) تو ثابت ہوا کہ نافریت باطل ہے کہ انتفاع
 لازم کو انتفاع ملزوم لازم ہے یعنی ترقی جاذبیت تو مشاہدہ ہے اگر نافریت واقع میں ہوتی تو اس وقت ضرور
 بڑھتی اور اس کے بڑھنے سے چال واقعی تیز ہوتی لیکن اصلاً نہ ہوتی تو نافریت موصوفہ غلط ہے تو گردش زمین باطل
 ہے کہ بے نافریت اس کا پہلہ ڈھلکے گا یا یوں کہتے کہ اس کی گردش دو پیچے ہیں نافریت و جاذبیت ایک کے گرجانے
 نے زمین کی گاڑی زمین میں گاڑی کہ ہل نہیں سکتی، واللہ الحمد۔

فصل دوم

جاذبیت کا رد اور اس کے بطلان حرکت زمین پر پچائش دلیلیں

ردِ اول : اقول اہل ہیأت جدیدہ کی ساری مہارت ریاضی و ہندسہ و ہیأت میں منہمک ہے عقلیات میں ان کی بفاعت قاصداً قریب صفر ہے وہ نہ طریق استدلال جانتے ہیں نہ داب بحث، کسی بڑے مانے ہوئے کی بے دلیل باتوں کو اصول موضوعہ ٹھہرا کر ان پر بے سرو پا تغریبات کرتے چلے جاتے ہیں اور پھر وثوق وہ کر گیا آنکھوں سے دیکھی ہیں بلکہ مشاہدہ میں غلطی ٹپسکتی ہے ان میں نہیں ان کے خلاف دلائل قہر ہوں تو سننا نہیں جانتے نہیں تو سمجھنا نہیں چاہتے، سمجھیں تو ماننا نہیں چاہتے۔ دل میں مان بھی جائیں تو اس نکیر سے پھرنا نہیں چاہتے۔ جاذبیت ان کے لئے ایسے ہی مسائل سے ہے اور وہ اس درجہ اہم ہے کہ ان کا تمام نظام کسی سارا علم ہیأت اسی پر مبنی ہے وہ باطل ہو تو سب کچھ باطل، وہ لڑکوں کے کھیل کے برابر برابر کھڑی ہوئی اینٹیں ہیں کہ ایک گراؤ سب گرجائیں، ایسی چیز کا روشن قاطع دلیل پر مبنی ہونا تھا نہ کہ محض خیال نیوٹن پر، ایک سیب ٹوٹ کر گرتا ہے وہ اس سے یہ اٹکل دوڑاتا ہے کہ زمین میں کشش ہے جس نے کھینچ کر گرایا مگر اس پر دلیل کیا ہے جواب ندارد۔

اولاً عقائد عالم افعال میں میل سفلیں مانتے ہیں کیا وہ میل اس کے گرانے کو کافی نہ تھا یا میل نجبانا یوں نہ سمجھ سکتا تھا کہ ثقل کے استقرار کو وہ محل چاہئے جو اس کا بوجھ سہارے سیب وہی ٹوٹے گا جس کا علاقہ شاخ سے ضعیف ہو جائے وہ کمزور تعلق اب اس کا بوجھ نہ سہار سکے ورنہ سبھی نہ ایک ساتھ ٹوٹ جاتیں، ادھر تو ضعیف علاقہ کے سبب شاخ سے چھوٹا ادھر اس سے نرم تر ملا۔ ہوا کا ملا۔ اسے کیا سہارتی لہذا

الحق تنبیہ : مطلقاً جاذبیت سے انکار نہیں کہ کوئی شے کو جذب نہیں کرتی مقتناطیس و کمریا کا جذب مشہور ہے بلکہ جاذبیت شمس و ارض کا رد مقصود ہے اول کا لہذا کہ اسی کی بنا پر حرکت زمین ہے اور دوم کا اس لئے کہ اسی کو دیکھ کر اس میں بلا دلیل جذب مانا ہے ۱۲ منہ غفلہ

اس سے کیفیت تر ملا۔ درکار ہو کہ زمین ہو یا پانی کیا اتنی سمجھ نہ تھی یا بطلان میل پر کوئی قطعی دلیل قائم کر لی اور جب کچھ نہیں تو جاذبیت کا خیال محض ایک احتمال ہو احتمال مشکوک بے ثبوت بات پر علوم کی بنیاد رکھنا کارِ خرد منداں نیست (عقل مندوں کا کام نہیں ہے۔ ت)

ثانیاً لطف یہ کہ یہی حیاتِ جدیدہ والے جا بجا ثقیل میں میلِ سفلی مانتے خفیف میں میلِ علوی سمجھ جاتے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ میل جاذبیت کا سا را میل کاٹ دے گا جب ثقیل اپنے میل سے گرتا سبب کا ٹوٹنا جاذبیت پر کہاں دلالت کرتا ہے یہ یقین و احتمال و طریق استدلال و منصب مدعی و سوال سے ان کی نادانگی ہے معلول کے لئے علت درکار ہے جب ایک کافی و دوائی علت موجود اور تھیں بھی مسلم ہے تو اسے چھوڑ کر دوسری بے ثبوت کی طرف اسے منسوب کرنا کون سی عقل ہے۔ بالفرض اگر علت کا غیر معلوم نہ ہوتی بلا دلیل کسی شئی کو علت بتا دینا مردود ہوتا ہے وہاں یہ کہنا تھا کہ علت ہمیں معلوم نہیں، نہ یہ کہ کافی علت موجود و مسلم ہوتے ہوئے اس سے فرار اور دوسری بے دلیل قرار جاذبیت کے رد کو ایک یہی بس ہے یہاں سے ظاہر ہوا جاذبیت پر ایمان بالیقین انہیں مجبورانہ میلِ طبعی کے انکار پر لانا ہے اگرچہ وہ نادانی سے کہیں مقرر ہوں اگرچہ وہ بے دلیل منکر ہوں (ع ۲) اور میلِ طبعی کا ثبوت بلکہ احتمال ہی جاذبیت کو باطل کرتا ہے کہ جب میل ہے جاذبیت کی کیا حاجت اور اس کے وجود پر کیا دلیل، یہ تقریر بعض دلائل آئندہ میں ملحوظ خاطر رہے۔

رَدِّ روم: اقول فرض کردم که سبب گرتن سے زمین پر جاذبیت کا آسیب آیا مگر اس سے شمس میں جاذبیت کیسے سمجھی گئی جس کے سبب گردش کا طومار باندھ دیا گیا اس پر بھی کوئی سبب گرتے دیکھا یا یہ ضرور ہے کہ جو کچھ زمین کے لئے ثابت ہو آفتاب میں بھی ہو۔ زمین بے نور ہے آفتاب سے منور ہوتی ہے آفتاب بھی بے نور ہو گا کسی اور سے روشن ہو گا یونہی یہ قیاس اس ثالث کو نہ چھوڑے گا اس کے لئے

ح ۲۷ ثقل ہمیشہ اجسام کو جانبِ اسفل کھینچتا ہے۔ ص ۲۷ اجسام کو جانبِ پائیں مائل کرتا ہے۔ ص ۲۹ اجسام بقدر ثقل مطلق سے قرب کے طالب پانی ہمیشہ بالطبع بلندی سے پستی کی طرف میل کرتا ہے ص ۲۸ بخار جتنا ہلکا ہو گا زیادہ بلند ہو گا۔ ص ۲۹ بخار ہوا سے زیادہ لطیف و خفیف لہذا میلِ علوی کرتا ہے۔

ص ۲۸ حرارت آفتاب کے سبب اجزائے آب ہلکے ہو کر قصد بالا کرتے ہیں یونہی زمین کے جلے ہوئے اجزاء حرارت و قفت کے باعث۔ ص ۲۸ برعکس ثقل یا لطافت نیچے یا اوپر حرکت کرتا ہے۔ ط ص ۱۱ منجمد اجسام کے تمام اجزاء مل کر زمین کی طرف میل کرتے ہیں اور سیال اجسام کا ہر جز چٹا میل زمین کرتا ہے ص ۱۲ ص ۲۱ ہوا گرمی سے ہلکی ہو کر بالا صعود کرتی ہے، یونہی جمع ص ۹ میں ہے ۱۲ منہ غفرلہ۔

رابع درکار ہوگا۔ اور اسی طرح غیر متناہی چلا جائے گا یا واپس آئے گا۔ مثلاً شمس ثالث سے روشن اور ثالث شمس سے وہ تسلسل تھا یہ دور ہے اور دونوں محال یہ منطق الطیر اسی ہے بضا متی کا نتیجہ ہے جو ان لوگوں کو علوم عقلیہ میں دور نہ ہر عاقل جانتا ہے کہ شاہد پر غائب کا قیاس محض ظہم اور دسوا س ہے۔

رد سوم: اقول تم جاذبیت کے لئے نافریت لازم مانتے ہو کہ وہ ہوا اور یہ نہ ہو تو کھینچ کر وصل ہو جائے اور ہم نافریت باطل کر چکے تو جاذبیت خود ہی باطل ہو گئی کہ بطلان لازم بطلان ملزوم ہے۔

رد چہارم: اقول جاذبیت کے بطلان پر پہلا شاہد عدل آفتاب ہے اس کے مدار میں جسے وہ مدار زمین سمجھتے ہیں ایک نقطہ مرکز زمین سے غایت بُعد پر ہے جسے ہم اوج کہتے ہیں اور دوسرا نہایت قرب پر جسے حقیض ان کا مشاہد ہر سال ہوتا ہے تقریباً سوم جولائی کو آفتاب زمین سے اپنے کمال بُعد پر ہوتا ہے اور سوم جنوری کو نہایت قرب پر یہ تفاوت اکتیس لاکھ میل سے زائد ہے تقشیش جدیدہ میں شمس کا بعد اوسط نو کروڑ اکتیس لاکھ میل بتایا گیا اور ہم نے حساب کیا مابین مرکزین دو درجے ۴۵ ثانیے یعنی ۲۶۵۲۱۲ ہے تو بعد البعد ۲۶۵۸۰۲۶ میل ہوا اور بعد اقرب ۹۱۳۴۱۹۴ میل تفاوت ۳۱۱۶۰۵۲ میل اگر زمین آفتاب کے گرد اپنے مدار بیضی پر گھومتی ہے جس کے فوکز اسفل میں شمس ہے جیسا کہ ہیأت جدیدہ کا زعم ہے تو اول ان کا کچھ کے لائی تھی سوال ہے کہ زمین اتنے قوی عظیم شدید متدیر ہزار سال کے متواتر جذب سے کھینچ کیوں نہ گئی۔ ہیأت جدیدہ میں آفتاب ۱۲ لاکھ ۳۵ ہزار ۱۳۰ زمینوں کے برابر اور بعض نے دنس لاکھ بعض نے چودہ لاکھ دنس ہزار لکھا اور ہم نے مقررات جدیدہ پر بنائے اصل کروی حساب کیا تو تیرہ لاکھ تیرہ ہزار دوسو چھپن زمینوں کے برابر آیا۔

۱۲ ص ۱۸۱
۲ ص ۱۸۱
۳ ص ۱۸۱
۴ ص ۱۸۱
۵ ص ۱۸۱
۶ ص ۱۸۱
۷ ص ۱۸۱
۸ ص ۱۸۱
۹ ص ۱۸۱
۱۰ ص ۱۸۱
۱۱ ص ۱۸۱
۱۲ ص ۱۸۱
۱۳ ص ۱۸۱
۱۴ ص ۱۸۱
۱۵ ص ۱۸۱
۱۶ ص ۱۸۱
۱۷ ص ۱۸۱
۱۸ ص ۱۸۱
۱۹ ص ۱۸۱
۲۰ ص ۱۸۱
۲۱ ص ۱۸۱
۲۲ ص ۱۸۱
۲۳ ص ۱۸۱
۲۴ ص ۱۸۱
۲۵ ص ۱۸۱
۲۶ ص ۱۸۱
۲۷ ص ۱۸۱
۲۸ ص ۱۸۱
۲۹ ص ۱۸۱
۳۰ ص ۱۸۱
۳۱ ص ۱۸۱
۳۲ ص ۱۸۱
۳۳ ص ۱۸۱
۳۴ ص ۱۸۱
۳۵ ص ۱۸۱
۳۶ ص ۱۸۱
۳۷ ص ۱۸۱
۳۸ ص ۱۸۱
۳۹ ص ۱۸۱
۴۰ ص ۱۸۱
۴۱ ص ۱۸۱
۴۲ ص ۱۸۱
۴۳ ص ۱۸۱
۴۴ ص ۱۸۱
۴۵ ص ۱۸۱
۴۶ ص ۱۸۱
۴۷ ص ۱۸۱
۴۸ ص ۱۸۱
۴۹ ص ۱۸۱
۵۰ ص ۱۸۱
۵۱ ص ۱۸۱
۵۲ ص ۱۸۱
۵۳ ص ۱۸۱
۵۴ ص ۱۸۱
۵۵ ص ۱۸۱
۵۶ ص ۱۸۱
۵۷ ص ۱۸۱
۵۸ ص ۱۸۱
۵۹ ص ۱۸۱
۶۰ ص ۱۸۱
۶۱ ص ۱۸۱
۶۲ ص ۱۸۱
۶۳ ص ۱۸۱
۶۴ ص ۱۸۱
۶۵ ص ۱۸۱
۶۶ ص ۱۸۱
۶۷ ص ۱۸۱
۶۸ ص ۱۸۱
۶۹ ص ۱۸۱
۷۰ ص ۱۸۱
۷۱ ص ۱۸۱
۷۲ ص ۱۸۱
۷۳ ص ۱۸۱
۷۴ ص ۱۸۱
۷۵ ص ۱۸۱
۷۶ ص ۱۸۱
۷۷ ص ۱۸۱
۷۸ ص ۱۸۱
۷۹ ص ۱۸۱
۸۰ ص ۱۸۱
۸۱ ص ۱۸۱
۸۲ ص ۱۸۱
۸۳ ص ۱۸۱
۸۴ ص ۱۸۱
۸۵ ص ۱۸۱
۸۶ ص ۱۸۱
۸۷ ص ۱۸۱
۸۸ ص ۱۸۱
۸۹ ص ۱۸۱
۹۰ ص ۱۸۱
۹۱ ص ۱۸۱
۹۲ ص ۱۸۱
۹۳ ص ۱۸۱
۹۴ ص ۱۸۱
۹۵ ص ۱۸۱
۹۶ ص ۱۸۱
۹۷ ص ۱۸۱
۹۸ ص ۱۸۱
۹۹ ص ۱۸۱
۱۰۰ ص ۱۸۱

۱۲ ص ۱۸۱
۲ ص ۱۸۱
۳ ص ۱۸۱
۴ ص ۱۸۱
۵ ص ۱۸۱
۶ ص ۱۸۱
۷ ص ۱۸۱
۸ ص ۱۸۱
۹ ص ۱۸۱
۱۰ ص ۱۸۱
۱۱ ص ۱۸۱
۱۲ ص ۱۸۱
۱۳ ص ۱۸۱
۱۴ ص ۱۸۱
۱۵ ص ۱۸۱
۱۶ ص ۱۸۱
۱۷ ص ۱۸۱
۱۸ ص ۱۸۱
۱۹ ص ۱۸۱
۲۰ ص ۱۸۱
۲۱ ص ۱۸۱
۲۲ ص ۱۸۱
۲۳ ص ۱۸۱
۲۴ ص ۱۸۱
۲۵ ص ۱۸۱
۲۶ ص ۱۸۱
۲۷ ص ۱۸۱
۲۸ ص ۱۸۱
۲۹ ص ۱۸۱
۳۰ ص ۱۸۱
۳۱ ص ۱۸۱
۳۲ ص ۱۸۱
۳۳ ص ۱۸۱
۳۴ ص ۱۸۱
۳۵ ص ۱۸۱
۳۶ ص ۱۸۱
۳۷ ص ۱۸۱
۳۸ ص ۱۸۱
۳۹ ص ۱۸۱
۴۰ ص ۱۸۱
۴۱ ص ۱۸۱
۴۲ ص ۱۸۱
۴۳ ص ۱۸۱
۴۴ ص ۱۸۱
۴۵ ص ۱۸۱
۴۶ ص ۱۸۱
۴۷ ص ۱۸۱
۴۸ ص ۱۸۱
۴۹ ص ۱۸۱
۵۰ ص ۱۸۱
۵۱ ص ۱۸۱
۵۲ ص ۱۸۱
۵۳ ص ۱۸۱
۵۴ ص ۱۸۱
۵۵ ص ۱۸۱
۵۶ ص ۱۸۱
۵۷ ص ۱۸۱
۵۸ ص ۱۸۱
۵۹ ص ۱۸۱
۶۰ ص ۱۸۱
۶۱ ص ۱۸۱
۶۲ ص ۱۸۱
۶۳ ص ۱۸۱
۶۴ ص ۱۸۱
۶۵ ص ۱۸۱
۶۶ ص ۱۸۱
۶۷ ص ۱۸۱
۶۸ ص ۱۸۱
۶۹ ص ۱۸۱
۷۰ ص ۱۸۱
۷۱ ص ۱۸۱
۷۲ ص ۱۸۱
۷۳ ص ۱۸۱
۷۴ ص ۱۸۱
۷۵ ص ۱۸۱
۷۶ ص ۱۸۱
۷۷ ص ۱۸۱
۷۸ ص ۱۸۱
۷۹ ص ۱۸۱
۸۰ ص ۱۸۱
۸۱ ص ۱۸۱
۸۲ ص ۱۸۱
۸۳ ص ۱۸۱
۸۴ ص ۱۸۱
۸۵ ص ۱۸۱
۸۶ ص ۱۸۱
۸۷ ص ۱۸۱
۸۸ ص ۱۸۱
۸۹ ص ۱۸۱
۹۰ ص ۱۸۱
۹۱ ص ۱۸۱
۹۲ ص ۱۸۱
۹۳ ص ۱۸۱
۹۴ ص ۱۸۱
۹۵ ص ۱۸۱
۹۶ ص ۱۸۱
۹۷ ص ۱۸۱
۹۸ ص ۱۸۱
۹۹ ص ۱۸۱
۱۰۰ ص ۱۸۱

۱۲ ص ۱۸۱
۲ ص ۱۸۱
۳ ص ۱۸۱
۴ ص ۱۸۱
۵ ص ۱۸۱
۶ ص ۱۸۱
۷ ص ۱۸۱
۸ ص ۱۸۱
۹ ص ۱۸۱
۱۰ ص ۱۸۱
۱۱ ص ۱۸۱
۱۲ ص ۱۸۱
۱۳ ص ۱۸۱
۱۴ ص ۱۸۱
۱۵ ص ۱۸۱
۱۶ ص ۱۸۱
۱۷ ص ۱۸۱
۱۸ ص ۱۸۱
۱۹ ص ۱۸۱
۲۰ ص ۱۸۱
۲۱ ص ۱۸۱
۲۲ ص ۱۸۱
۲۳ ص ۱۸۱
۲۴ ص ۱۸۱
۲۵ ص ۱۸۱
۲۶ ص ۱۸۱
۲۷ ص ۱۸۱
۲۸ ص ۱۸۱
۲۹ ص ۱۸۱
۳۰ ص ۱۸۱
۳۱ ص ۱۸۱
۳۲ ص ۱۸۱
۳۳ ص ۱۸۱
۳۴ ص ۱۸۱
۳۵ ص ۱۸۱
۳۶ ص ۱۸۱
۳۷ ص ۱۸۱
۳۸ ص ۱۸۱
۳۹ ص ۱۸۱
۴۰ ص ۱۸۱
۴۱ ص ۱۸۱
۴۲ ص ۱۸۱
۴۳ ص ۱۸۱
۴۴ ص ۱۸۱
۴۵ ص ۱۸۱
۴۶ ص ۱۸۱
۴۷ ص ۱۸۱
۴۸ ص ۱۸۱
۴۹ ص ۱۸۱
۵۰ ص ۱۸۱
۵۱ ص ۱۸۱
۵۲ ص ۱۸۱
۵۳ ص ۱۸۱
۵۴ ص ۱۸۱
۵۵ ص ۱۸۱
۵۶ ص ۱۸۱
۵۷ ص ۱۸۱
۵۸ ص ۱۸۱
۵۹ ص ۱۸۱
۶۰ ص ۱۸۱
۶۱ ص ۱۸۱
۶۲ ص ۱۸۱
۶۳ ص ۱۸۱
۶۴ ص ۱۸۱
۶۵ ص ۱۸۱
۶۶ ص ۱۸۱
۶۷ ص ۱۸۱
۶۸ ص ۱۸۱
۶۹ ص ۱۸۱
۷۰ ص ۱۸۱
۷۱ ص ۱۸۱
۷۲ ص ۱۸۱
۷۳ ص ۱۸۱
۷۴ ص ۱۸۱
۷۵ ص ۱۸۱
۷۶ ص ۱۸۱
۷۷ ص ۱۸۱
۷۸ ص ۱۸۱
۷۹ ص ۱۸۱
۸۰ ص ۱۸۱
۸۱ ص ۱۸۱
۸۲ ص ۱۸۱
۸۳ ص ۱۸۱
۸۴ ص ۱۸۱
۸۵ ص ۱۸۱
۸۶ ص ۱۸۱
۸۷ ص ۱۸۱
۸۸ ص ۱۸۱
۸۹ ص ۱۸۱
۹۰ ص ۱۸۱
۹۱ ص ۱۸۱
۹۲ ص ۱۸۱
۹۳ ص ۱۸۱
۹۴ ص ۱۸۱
۹۵ ص ۱۸۱
۹۶ ص ۱۸۱
۹۷ ص ۱۸۱
۹۸ ص ۱۸۱
۹۹ ص ۱۸۱
۱۰۰ ص ۱۸۱

بہر حال وہ جرم کہ اس کے ۱۲ لاکھ حصوں میں سے ایک کے بھی برابر نہیں اس کی کیا مقاومت کر سکتا ہے تو گرد و دورہ کرنا نہ تھا بلکہ پہلے ہی دن کھینچ کر اس میں مل جانا کیا ۱۲ لاکھ اشخاص مل کر ایک کو کھینچیں اور وہ دوری چاہے تو بارہ لاکھ سے کھینچ نہ سکے گا بلکہ ان کے گرد گھومے گا اور کامل علمی ردیہ ہے کہ کسی قوت کا قوی پڑ کر ضعیف ہو جانا محتاج علت ہے اگرچہ اسی قدر کہ زوال علت قوت جبکہ نصف دورے میں جاذبیت شمس غالب آکر ۳۱ لاکھ میل سے زائد زمین کو قریب کھینچ لاتی تو نصف دوم میں اسے کس نے ضعیف کر دیا کہ زمین پھر ۳۱ لاکھ میل سے زیادہ دور بھاگ گئی حالانکہ قرب موجب قوت اثر جذب ہے (غلا) تو حسیض پر لاکر جاذبیت شمس کا اثر اور قوی تر ہونا اور زمین کا وقتاً فوقتاً قریب تر ہوتا جانا لازم تھا نہ کہ نہایت قُرب پر آنکر اس کی قوت سُست پڑے اور زمین اس کے نیچے سے چھوٹ کر پھر اتنی ہی دور ہو جائے شاید جو لائی سے جنوری تک آفتاب کو راتب زیادہ ملتا ہے قوت تیز ہوتی ہے اور جنوری سے جولائی تک مجھو کا رہتا ہے کمزور پڑ جاتا ہے۔ دو جسم اگر برابر کے ہوتے تو یہ کہنا ایک ظاہری لگتی ہوئی بات ہوتی کہ نصف دورے میں یہ غالب رہتا ہے نصف میں وہ نہ کہ وہ جرم کہ زمین کے ۱۲ لاکھ امثال سے بڑا ہے اسے کھینچ کر ۳۱ لاکھ میل سے زیادہ قریب کرے اور عین شباب اثر جذب کے وقت سُست پڑ جائے اور ادھر ایک ادھر ۱۲ لاکھ سے زائد پر غلبہ و مغلوبیت کا دورہ پورا نصف نصف انقسام پائے اس پر یہ مہمل غدر پیش ہوتا ہے کہ نقطہ حسیض پر نافریت بہت بڑھ جاتی ہے وہ زمین کو آفتاب کے نیچے سے چھڑا کر پھر دور لے جاتی ہے۔

اقول یہ دُرے کا جیلہ محض بے سرو پا ہے اولاً جاذبیت و نافریت کا گھٹنا بڑھنا متلازم ہے نافریت اتنی ہی بڑھے گی جتنی جاذبیت اور بہر حال مساوی رہیں گی ۱۲، ۱۲، ۱۲ یہاں اگر نافریت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

۵۶۹۶۱۹۵۶ لوائیال محیط آ = ۳۶۳۳۴۵۲۸ لودقائق محیط = ۳۶۳۳۱۷۴۱۸ لودقیقہ محیطیہ +
 ۱۶۵۶۰۵۲۹ لودقائق قطر شمس = ۵۶۹۳۷۷۹۵۷ لوائیال قطر شمس = ۳۶۸۹۸۳۴۵۹ لوائیال قطر زمین
 = ۲۶۰۹۴۴۹۸ لونسبت قطبین ما $\times 3$ کہ کہہ : کہہ قطر : قطر مثلثہ یا لنگیر = ۶۶۱۱۸۳۴۹۴
 لونسبت کریمین عدد ۱۳۱۳۲۵۶ و هو المقصود یعنی محیط فلک شمس ۵۸ کروڑ ۳۷ لاکھ ۸ ہزار میل ہے
 اور ایک دقیقہ محیطیہ ۲۷۰۲۳۶۵ میل اور قطر شمس ۳۶۳۴۵۵۸۶ میل اور وہ قطر زمین کے ۱۰۹۶۵۰۹
 مثل ہے اور جرم شمس تیرہ لاکھ تیرہ ہزار دوسو چھپن زمینوں کے برابر اور علم حق اس کی خالق عزوجل کو ۱۲ منہ۔

بدرجہ غایت ہے کہ چال سب سے زیادہ تیز ہے تو جاذبیت بھی بحد کمال ہے کہ قریب شمس سب جگہ سے زائد ہے
نافریت جاذبیت سے چھینے تو جب کہ اس پر غالب آئے برابر سے چھین لینا کیا معنی!

ثانیاً اگر مساوی قوت دوسری پر غالب آسکتی ہے تو یہاں خاص نافریت کیوں غالب آئی جاذبیت
بھی تو مساوی تھی وہ کیوں نہ غالب ہوئی یہ ترجیح بلا مرجح ہے۔

ثالثاً اگر نافریت ہی میں کوئی ایسا طرہ ہے کہ بحال مساوات وہی غالب آئے تو اسے مساوات
تو روز اول سے تھی اور نقطوں پر کیوں نہ غالب آئی اسی نقطے کی تعیین کیوں ہوئی۔

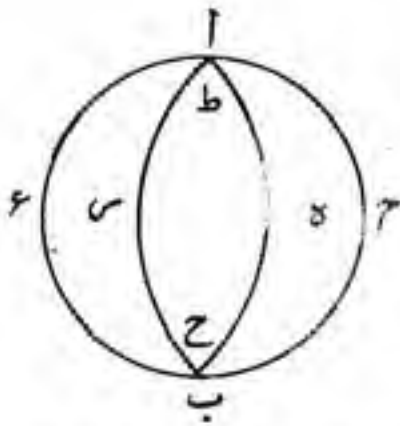
سابعاً ہمیشہ اسی کا التزام کیوں ہوا۔

خاصاً مساوات تو تم بگھار رہے ہو ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ نقطہ اوج سے نقطہ حقیض تک جاذبیت
غالب آرہی ہے قوت کا غلبہ اس کے اثر سے ظاہر ہوتا ہے جاذبیت قرب کرنا چاہتی ہے اور نافریت
دور پھینکنا مگر وہاں سے یہاں تک برابر شمس سے قرب ہی بڑھتا جاتا ہے نافریت اگرچہ بیچارے برابر کی
درجے پر متواتر چال تیز کر رہی ہے لیکن اس کی ایک نہیں چلتی اور جاذبیت ہی کا اثر علی الاتصال غالب
آ رہا ہے پھر کیا معنی کہ عین شباب غلبہ پر دفعہ مغلوب ہو جائے۔

سادساً نافریت اگر برہمی ہے تو خاص نقطہ حقیض پر، یہاں تو اُس نے زمین کو آفتاب سے بال بھر
بھی نہ پھینکا کہ غایت قرب پر ہے چھینے گی۔ آگے بڑھ کر اس نقطے سے چل کر شمس سے بُد بڑھتا جائے گا مگر
اس نقطے سے سرکتے ہی نافریت بھی تیزی پر نہ رہے گی ہر آن ضعیف ہوتی جائے گی کہ قدم قدم پر چال سست ہوگی،
عجب کہ اپنی کمال قوت پر تو نہ چھین سکی جب ضعیف پڑی چھین لی گئی۔

سابعاً طرفہ یہ کہ جتنی ضعیف ہوتی جاتی ہے اتنی ہی زیادہ چھین رہی ہے کہ جس قدر چال سست
ہوتی ہے اتنا ہی بُد بڑھتا ہے یہاں تک کہ اپر کمال سُستی کے ساتھ نہایت بُد ہے کیا عقل سلیم ان
معلوس باتوں کو قبول کر سکتی ہے، ہرگز نہیں، عاجزی سب کچھ کراتی ہے۔ اصول علم الہیاء نے اس پر
غذر گھڑا کہ مرکز شمس کے گرد مدار ہے اوج میں زمین کا راستہ اس دائرے کے اندر ہو کر ہے لہذا شمس
کی طرف آتی ہے اور حقیض میں اس دائرے سے باہر ہے لہذا انکل جاتی ہے۔

اقول اوّل کون سا دائرہ یہاں ایک دائرہ معدل المسیر لیا جاتا ہے کہ مرکز شمس کے گرد
نہیں مرکز بیضی کے گرد ہے اور دونوں نقطہ اوج و حقیض پر یکساں گزرا ہوا ہے اس شکل سے

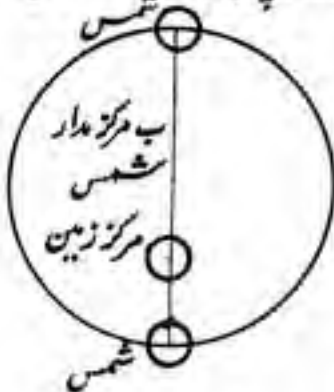


اے سب مدار یعنی ہے مرکز ط شمس اس کے نیچے نقطہ ح پر
اوج ب حسیض مرکز ط پر بعد ا ط یا ط ب سے کہ مساوی
ہیں دائرہ اب ح ۷ معدل المسیر ہے اور اگر یہ مراد کہ مرکز شمس
پر اوج کی دوری سے دائرہ کھینچیں ظاہر ہے کہ زمین اوج میں
اس دائرے پر آئے گی اور حسیض میں اس سے باہر ہوگی
یعنی اس پر نہ ہوگی اس کے اندر ہوگی تو اس کے تعین کی کیا
علت، کیوں نہ مرکز شمس پر حسیض کی دوری سے دائرہ کھینچنے کہ

زمین حسیض میں اس پر ہو اور اوج میں نہ اس پر نہ اندر حقیقتہً باہر معتبر و ملحوظ دائرہ معدل المسیر ہی کیوں
نہیں لیا جاتا کہ دونوں میں اس پر گزرتے۔

ثانیاً اس دائرے پر آنے کو شمس کی غرتہ اے اور اس سے جدائی کو شمس سے لیجانے میں کیا
دخل ہے لانا جذب ہے اور کجیب قرب ہے تو دور سے لانا اور قریب بھگانا الٹی منطق ہے شاید نقطہ اوج
میں لاسا لگا ہے کہ طائر زمین کو پچانس لاتا ہے نقطہ حسیض پر کھٹکھٹا بندھا ہے کہ بھگانا دیتا ہے۔

ثالثاً اس دائرے ہی میں کچھ وصف ہے تو زمین صرف حلول نقطہ اوج ہی کے وقت وہ ایک
آن کے لئے اس پر ہوگی یہ آدھے سال آنا اور آدھے سال بھاگنا کیوں، غرض یہ کہ بنائے نہیں بنتی،
ظاہر ہوا کہ چیلے بھانے محض اس کو لی لڑاکوں کو بھلانے کے لئے مغالطے ہیں جا ذبیت و نافریت کے ہاتھوں
ہرگز مدار بن نہیں سکتا بخلاف ہمارے اصول کے کہ زمین ساکن اور آفتاب اس کے گرد ایک ایسے
دائرے پر متحرک جس کا مرکز مرکز عالم سے اکتیس لاکھ سولہ ہزار باون میل باہر ہے اگر مرکز متحد ہوتا زمین سے
آفتاب کا بعد ہمیشہ یکساں رہتا مگر بوجہ خروج مرکز جب آفتاب نقطہ آ پر ہوگا مرکز زمین سے اس کا فصل
آح ہوگا یعنی بقدر اب نصف قطر مدار شمس ب ح مابین مرکزین اور جب نقطہ ۷ پر ہوگا اس کا فصل



۷ پر ہوگا یعنی بقدر ب ۷ نصف قطر مدار شمس مابین مرکزین دونوں
فصلوں میں دو چاند مابین مرکزین فرق ہوگا۔ یہ اصل گروی یہ
ب ح ہے لیکن وہ بعد اوسط پر لیا گیا ہے۔ ۷ مرکز مدار شمس
ب فوق اعلیٰ ح فوق اسفل جس پر زمین ہے اس میں شمس
اس مابین مرکزین ب ح مابین الفوکزین جانتے ہیں اور مابین مرکزین
۷ ح اس کا نصف کہ بعد اوسط آج متصف مابین الفوکزین پر ہے



تو بعد اوسط نصف مابین الفوکرین = بعد البعد، نصف مذکور بعد اقرب لاجرم شمس بعد مابین الفوکرین وضعف مابین المکرزین حسب یہ فرق ہوگا اور یہی نقطہ اس قرب و بعد کے لئے خود ہی متعین رہیں گے، کتنی صاف بات ہے جس میں نہ جاذبیت کا جھگڑا نہ نافریت کا بکھیرا۔

رُؤسِ شمس : جاذبیت کے بطلان پر دوسرا شاہد عدل قرعہ، اصول علم الہیاء میں خود ہیئۃ جدیدہ پر ایک سوال قائم کیا جس کی توضیح یہ کہ اگرچہ زمین قرعہ کو قرب سے کھینچتی ہے اور آفتاب دُور سے مگر جرم شمس لاکھوں درجے زمین سے بڑا ہونے کے باعث اس کی جاذبیت قرعہ زمین کی جاذبیت سے $\frac{1}{16}$ ہے یعنی زمین اگر چاند کو پانچ میل کھینچتی ہے تو آفتاب گیارہ میل، اور شک نہیں کہ یہ زیادہ تر ہزاروں برس سے مستمر ہے تو کیا وجہ ہے کہ چاند زمین کو چھوڑ کر اب تک آفتاب سے نہ جاملے، تو معلوم ہوا کہ جاذبیت باطل و جعل خیال ہے اور اس کا یہ جواب دیا کہ آفتاب زمین کو بھی تو کھینچتا ہے کبھی قرعہ کم کبھی زیادہ جیسا ان کا بعد آفتاب سے ہو تو شمس جتنا قسرت کو کھینچتا ہے زمین اپنا چاند بچانے کو اس سے پوری جاذبیت کا مقابلہ کرنے کی محتاج نہیں بلکہ صرف اتنی کا جس قدر جاذبیت مذکورہ زمین کو جاذبیت شمس سے زائد ہے اور یہ اس جاذبیت سے کم ہے جتنی زمین کو قرعہ ہے لہذا قسرت آفتاب سے نہیں ملتا۔

اقول توضیح جواب یہ ہے کہ قسرت شمس سے جاملنا اس جذب پر ہے جو قرعہ زمین سے جدا کرے، جذب شمس زمین و قمر دونوں پر ہے، تو جہاں تک وہ مساوی ہیں اس جذب کا اثر زمین سے جدائی قمر نہ ہوگی کہ وہ بھی ساتھ ساتھ بنی ہے، ہاں قمر پر جتنا جذب زمین پر جذب سے زائد ہوگا وہ موجب جدائی قمر ہوتا لیکن زمین اس قدر سے زیادہ اسے جذب کر رہی ہے تو جدائی نہ ہوگی۔ فرض کرو شمس قرعہ کو ۹۹ گز کھینچتا ہے اور زمین سے اسے ۵۴ گز جذب شمس سے $\frac{1}{11}$ ہے اور آفتاب زمین کو ۹۰ گز کھینچے تو ۹۰ گز تک تو زمین و قمر مساوی ہیں قسرت پر ۹۰ ہی گز جذب شمس زائد ہے لیکن زمین کا جذب اس پر ۵۴ گز ہے تو جذب شمس سے بچکنا ہے لہذا شمس سے ملتے نہیں پاتا۔

اقول خوب جواب دیا کہ قمر کو بڑے سفر سے بچالیا، چھوٹا ہی سفر کرنا پڑا، اب کہ جذب زمین اس پر زیادہ ہے زمین پر کیوں نہیں آگرتا، سوال کا منشا تو جذباتوں کا تفاوت تھا وہ اب کیا مثلاً قمر شمس پر نہ گرا زمین پر ہی۔

رُؤسِ شمس : اقول نطفہ یہ کہ اجتماع^{لہ} کے وقت قسرت آفتاب سے قریب ہو جاتا ہے اور

مقابلہ کے وقت دور تر حالانکہ قریب وقت اجتماع آفتاب کی جاذبیت کہ مجموع ہر دو جذب کی $\frac{1}{14}$ ہے صرف $\frac{1}{14}$ ہی عمل کرتی ہے کہ قمر شمس و ارض کے درمیان ہوتا ہے زمین اپنی طرف پانچ حصے کھینچتی ہے اور شمس اپنی طرف گیارہ حصے، تو بقدر فصل جذب شمس $\frac{1}{14}$ جانب شمس کھینچا، نہیں نہیں، بلکہ بہت ہی خفیف، جیسا کہ ابھی ردِ خمس میں واضح ہوا اور قریب وقت مقابلہ جاذبیت کے سب $\frac{1}{14}$ حصے قمر کو جانب شمس کھینچے ہیں کہ ارض شمس و قمر کے درمیان ہوتی ہے دو فوں مل کر قمر کو ایک ہی طرف کھینچتے ہیں، غرض وہاں تفاضیل کا عمل تھا یہاں مجموع کا کہ اس کے سرچند کے قریب بلکہ بدرجہائے کثیرہ زائد ہے تو واجب کہ وقت مقابلہ قمر شمس سے بہ نسبت اجتماع قریب تو آجائے حالانکہ اس کا عکس ہے تو ثابت ہوا کہ جاذبیت باطل ہے۔ اصول الہیات ۱۱ میں اس قریب و بُعد کی یوں تقریر کی کہ اجتماع کے وقت زمین قمر کو شمس سے چھین لے جاتی ہے اور وہ دور ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ مقابل شمس آتا ہے اس وقت شمس و زمین دونوں اسے ایک طرف کھینچتے ہیں تو آفتاب سے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اجتماع میں آتا رہتا ہے۔

اقول کیا زمین وقت مقابلہ سے وقت اجتماع تک نیری کے بیچ ہی میں رہتی ہے کہ وہ سلسلہ آفتاب سے قریب کرنے کا سلسلہ رہتا ہے یا زمین تو مقابلے کے بعد ایک کنارے کو گئی اور جب سے اجتماع ہونے تک جہت خلاف شمس کھینچتی رہی اور اس کا جذب جذب شمس سے بدرجہا زائد ہے جیسا کہ ابھی ردِ خمس میں گزرا، پھر بھی چاند ہے کہ شمس ہی کی طرف کھینچتا ہے شاید مقابلہ کی خفیف ساعت میں زمین نے اس کے کان میں پھونک دیا تھا کہ چاہے میں کہیں ہوں چاہے میں کسی طرف کھینچوں اور کتنے ہی غالب زور سے کھینچوں مگر تو اسی وقت کے اثر پر رہنا آفتاب ہی سے قریب ہوتا جانا میری ایک دماننا کیونکہ وہ بڑا بڑھا ہے اس کا لحاظ واجب ہے اور چاند ایسا سعادت مند کہ اسی پر کاربند جب کھینچتے وہ آفتاب کی گود کے پاس پہنچتا یعنی اجتماع میں آتا ہے اس وقت زمین اپنی نصیحت پر پریشان ہوتی ہے اور بڑھ کر وہ ہاتھ لگاتی ہے کہ شمس کی گود سے اُسے چھین کر آدھے دورے میں نہایت دوری پر لے جاتی ہے یہاں آکر پھر بھول جاتی اور وہی انچھ چاند کے کان میں پھونکتی ہے ایسی پاگل زمین ہیاتِ جدیدہ میں ہوتی ہوگی، غرض دنیا بھر کے عاقلوں کے نزدیک علت کے ساتھ معلول ہوتا ہے اور وہ علت فنا ہو کر علتِ خلافت پیدا ہو تو فوراً خلافت ہو جاتا ہے لیکن ہیاتِ جدیدہ کے نزدیک علت کو فنا ہوئے مدتیں گزریں اور خلافت کی علتیں برابر رو زائد ترقی پر ہیں مگر معلول اسی مردہ علت کا جاگ رہا ہے اور ان زندہ علتوں کا معلول فنا ہے یعنی ادھر تو علت معدوم اور معلول قائم اور ادھر علت موجود و مرقی اور معلوم معدوم۔

ردِ مہتمم، اقول پھر وہ پانچ و گیارہ کی نسبت تو مرسوم ہیاتِ جدیدہ تھی جس میں خود قاعدہ نیوٹن سے کہ جاذبیت بحسب مربع بعد بالقلب بدلتی ہے عدل تھا، اس کا ردِ نمبر ۱۴ میں گزرا یہ قاعدہ نیوٹن اگر

رُودِ ہشتم: اقول قمر کو جذبِ شمس وارض میں کچھ بھی نسبت ہو یہ تو اجتماعِ نیرین میں دیکھی جائیگی مگر شمس ایک طرف کھینچے گا اور ارض دوسری طرف، مقابلہ میں تو شمس وارض دونوں ایک طرف ہوتے ہیں اصول الہیات مضمون مذکور رُودِ ششم میں یہ خوب کہی کہ اس کے سبب قمر شمس سے قریب ہوتا ہے۔ بہت خوب زمین بھی شمس ہی کے لئے کھینچتی ہوگی عقلِ نذیرِ بیچ میں زمین ہے تو اس وقت دونوں اپنی مجموعی طاقت سے قمر کو زمین ہی کی طرف کھینچتے ہیں اب کیوں نہیں گرتا اگر کہتے اور سیارے ادھر کو کھینچتے ہیں۔

أصول علم الحياة ص ١١٣ وص ٢٩٣ ١٢

۲۷ اس کا بیان ابھی جاؤیت کے رُؤ چہارم میں گزرا۔

۳۵ اصول علم الہیاء ص ۲۶۷ ۱۴

14. $\frac{A^2}{B}$ " " " P^2

اقول ہزاروں بار ہوتا ہے کہ سب سیارے مَن زمین ایک طرف ہوتے ہیں اور تنہا قمر دوسری جانب اور ثوابت کا اثر جذب نہ مانا گیا ہے نہ ماننے کے قابل ہے کہ وہ سب طرف محیط ہیں تو داب یکساں ہو کر اثر صفر ہوا، اب قمر کیوں نہیں گرتا۔ یہ تمام عظیم باتیں جمع ہو کر اپنی پوری طاقت سے اس چھوٹی سی چڑیا کو کھینچتے کھینچتے ہٹکان ہوئے جاتے ہیں اور چڑیا ہے کہ بال بھر نہیں سرکتی اس کی تیوری پر میل تک نہیں آتا یہ کیسی جاذبیت ہے لاجرا جاذبیت محض غلط ہے۔

ردِ ششم: اقول نافریت کی گندم پہلے کاٹ چکے ہیں اور بفرض باطل ہو بھی تو یہ قرار داد ہے کہ وہ بقدر جاذبیت بڑھتی ہے اور چال بقدر نافریت (غیر) تو واجب تھا کہ جب سیارے گرد قمر متفرق ہوتے اس کی چال کم ہوتی کہ ان کی جاذبیت باہم معارض ہو کر تسمیر پراثر کم پڑ رہا ہے اور جب سیارے قمر سے ایک طرف ہوتے اس کی چال ہمیشہ سے بہت زائد ہو جاتی کہ اسے مجموع جاذبیتوں کا مقابلہ کرنا ہے لیکن ایسا کبھی نہیں ہوتا بلکہ والقمر قدس نہ منا نمل (اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کیں۔ ت) کے ذریعہ دست حکم انتظام نے اسے جس روش پر ڈال دیا ہے ہمیشہ اسی پر رہتا ہے وہ سیاروں کے اجتماع کی پرواہ کرتا ہے نہ تفرق کی، تو قطعاً ثابت ہوا کہ جاذبیت محض وہی گھڑت ہے۔

ردِ ویم: اقول ان سب سے بڑھ کر بطلان جاذبیت پر شاہد بحر اوقیانوس کا مدوجر ہے، ہر روز دوبار پانی گروں حتی کہ ۷ فٹ تک اونچا اٹھتا اور پھر بیٹھ جاتا ہے اسے جاذبیت قمر کے سر ڈالنا جاذبیت ارض کو سلام کرنا ہے اگر قمر کو اس کے بعد اقرب ۲۲۵۷۱۹ میل پر رکھتے اور زمین کی جاذبیت اس کے مرکز سے لیجئے کہ پانی کو اس سے ۳۹۵۶۶۵ میل بعد ہو تو حسب قاعدہ نیوٹن اگر زمین و قمر میں قوت جذب برابر ہوتی پانی پر دونوں کے جذب کی نسبت یہ ہوتی جذب قمر: جذب ارض :: (۳۹۵۶۶۵)^۲ = (۳۵۵۷۱۹)^۲ ثانی کو ایک فرض کریں تو موسم چہارم = جذب قمر ہوتا یعنی $\frac{15653892625}{50949066941}$ = ۰.۰۰۰۳۰۷۲۳۵۹۔ لیکن قمر میں قوت جذب قوت زمین کی ۵۷۱ ہے لہذا اسے ۶۰۵ میں ضرب دیا حاصل ۰.۰۰۰۳۶۶۶۶ یعنی پانی پر جذب قمر اگر ۲۳ ہے تو جذب زمین پانچ لاکھ یا تسمیر اگر ایک قوت سے جذب کرتا ہے تو زمین ۳۹۷۱۷ قوتوں سے پھر کیونکر ممکن پانی بال برابر بھی اٹھنے پائے،

اقول چاند کا زمین کو اونچا اٹھالینا برا ہڈیان ہے زمین کا وزن
..... ۱۶۹۹۳۲ سولہ ہزار نو سو ترانوے ماسنگھ من اور بیس سنگھ
من ہے وہ قرعے انچاس حصے بڑی ہے بلکہ اس کا جرم جرم قمر کا وزن میں ۸۱۰۵ خل ہے، کیا
چٹنکی ڈیرہ چٹانک پانچ سیر نختہ وزن پر غالب آکر اسے کھینچ لے گی یا قمر کو جو تقیل کی کوئی کل دی گئی
ہے، اس کے پاس ایک کل ہوگی تو زمین کے پاس انچاس کہ قبل اس کے کہ وہ اسے بال بھلاٹھا سکے
یہ اسے کھینچ کر گرا لے گی اور اگر بالفرض قمر زمین کو اٹھا بھی لے تو زمین چاہے سوگز نہیں سو میل

۲۰۰۰ ق ۱۲

۴۱۰ ض ۱۴

۱۔ اصول پر دو صفحہ مذکورہ ہوا

۳۵ ص ۱۹۴ ۱۲

کھینچ جائے پانی کا ذرہ بھرا ٹھٹھا ممکن نہیں زمین کے اس طرف چاند کے خلاف کوئی دوسرا حامل اقویٰ نہ تھا جس سے چاند اسے نہ چھین سکتا اور پانی کو زمین مہاسٹنکھوں زیادہ زور سے کھینچ رہی ہے چاند اسے کیونکر کھینچ سکے گا، اس کی نظیر یہ ہے کہ مثلاً سیر بھروڑن کے ایک گولے میں لوہے کا پتر نہایت مضبوط کیلوں سے جڑا ہوا ہے تم اس گولے کو ہاتھ سے کھینچ سکتے ہو لیکن اس پتر کو گولے سے جدا نہیں کر سکتے جب تک وہ کیلیں نہ نکالو یہاں پانی پر وہ کیلیں صد ہا مہاسٹنکھوں طاقت سے جذب ہے جب تک یہ معدوم نہ ہو پانی ہزاروں چاندوں کے ہلے بل نہیں سکتا لیکن ہلتا کیا گزروں اٹھتا ہے تو ضرور جذب زمین معدوم ہے وہو المقصود۔ اگر کئے ضرور اس سے زمین کی جاذبیت تو باطل ہوگی لیکن قر کی تو مستم رہی۔

اقول اولاً مقصود ابطال حرکت زمین ہے وہ جاذبیت شمس پر مبنی اور اوپر گزرا کہ زمین ہی میں جاذبیت لگان کے شمس کو اس پر بلا دلیل قیاس کیا ہے جب یہی باطل ہوگی قیاس کا دریا ہی جل گیا شمس میں کہاں سے آئے گی یا یوں کہنے کہ ہیات جدیدہ کا وہ کلیہ کہ ہر جسم میں بقدر مادہ جاذبیت ہے جس کی بنا پر شمس میں اس کے لائق جاذبیت اور اس کے سبب زمین کی حرکت مافی تھی باطل ہو گیا اور جب معلوم ہو گیا کہ بعض اجسام میں جذب ہے بعض میں نہیں تو جذب شمس پر دلیل نہ رہی ممکن کہ شمس انھیں اجسام سے ہو جن میں جذب نہیں۔

ثانیاً مد کا جذب قمر سے ہونا بھی بوجہ کشو مخدوش ہے جن کا بیان نمبر ۱۶ میں گزرا۔
ردِ یازدہم؛ اقول جو دوسری طرف کی مد کی توجیہ کی کہ زمین اٹھتی ہے اور ادھر کے پانی کو چھوڑ آتی ہے۔ جاذبیت ارض کی نفی پر دلیل روشن ہے سمت مواجہ کے پانی پر تواضع و فتمر کا تجاذب تھا یہ غلط مان لیا کہ فتمر غالب آیا، سمت دیگر کے پانی کو تو دونوں جانب زمین ہی کھینچ رہی ہے اسے زمین نے کیونکر چھوڑا فتمر کا جذب اس پر کم تو زمین کا جذب تو بقوت اتم ہے اور یہاں اس کا معارض نہیں پھر چھوڑ دینے کے کیا معنی!

ردِ دوازدہم؛ اقول یہ جو ہیات جدیدہ نے اقرار کیا کہ جذب فتمر میں پانی زمین کا ملازم نہیں رہتا قمر کی جانب مواجہ میں بوجہ لطافت و قرب آب پانی زمین سے زیادہ اٹھتا ہے اور دوسری طرف بوجہ بُعد آب زمین پانی سے زیادہ اٹھتی ہے یہ بڑے کام کی بات ہے اس نے زمین پر جاذبیت شمس کا قطعی خاتمہ کر دیا اگر وہ صحیح ہوتی تو جب جذب فتمر سے یہ حالت ہے جو انتہا درجہ صرف ۷۰ ہی فٹ اٹھا سکتا ہے تو جذب شمس کہ زمین کو ۳۱ لاکھ میل سے زیادہ کھینچ لاتا ہے واجب تھا کہ پانی پر اسی ۷۰ فٹ اور ۳۱ لاکھ ۱۶ ہزار باون میل کی نسبت سے اس شدہ اقویٰ ہوتا سامنے کے پانی زمین کو چھوڑ کر

لاکھوں میل چلے جاتے زمین نری سُکھی رہ جاتی یا قوت جذب کے سبب قوت تافریت پانی کو زمین سے بہت زیادہ جلد ترگماتی یا تو ساری زمین پانی میں ڈوب جاتی اگر پانی پھیلتا یا ہر سال سارے جنگل اور شہر غرقاب ہو کر سمندر ہو جاتے اور تمام سمندر چھیل زمین ہو جایا کرتے اگر پانی اتنی ہی مساحت پر رہتا۔

رَقِ سیزدہم: اقول ہوا تو پانی سے بھی لطیف تر ہے اور بہ نسبت آب آفتاب سے قریب بھی زیادہ تو اس پر جذب شمس اور بھی اقوی ہوتا اور روئے زمین پر ہوا کا نام و نشان نہ رہتا یا تافریت آڑے آتی تو ہوا کو زمین سے بہت زیادہ گماتی اب اگر ہوا بھی مثل زمین مشرق کو جاتی تو تمہارے طور پر لازم تھا کہ پتھر جو سیدھا اوپر پھینکا جاتا بہت دور مشرق میں جا کر گرنا کہ ہوا کی تیزی زمین سے دو چنڈ ہی ہوتی اور پتھر مثلاً ۲ سیکنڈ میں ۶ فٹ اوپر چڑھتا اور ایک سیکنڈ میں نیچے اترتا تو اس تین سیکنڈ میں زمین ۱۵۱۹۶۲ گز چلتی لیکن ہوا کہ ان سیکنڈوں میں پتھر جس کا تابع رہا ۳۰۳۸۶ گز جاتی تو پتھر ۱۵۱۹ گز دور جا کر اترتا حالانکہ جہاں سے پھینکا تھا وہیں اترتا ہے اور اگر ہوا غرب کو جاتی تو پتھر ۴۵۵۸ گز دور غرب میں گرنا کہ تین سیکنڈ میں زمین کا وہ موضع جہاں سے پتھر پھینکا تھا ۱۵۱۹۶۲ گز مشرق کو چلا اور پتھر باقیاب ہوا وہاں سے ۳۰۳۸۶ گز غرب کو گیا مجموعہ ۴۵۵۸ گز ڈھائی میل سے زیادہ کا فاصلہ ہو گیا لیکن وہاں کا وہیں گرنا ہے تو یقیناً جذب شمس و حرکت زمین دونوں باطل۔

رَقِ چارودہم: اقول کتنی واضح و فیصلہ کن بات ہے کاغذ کا تختہ دو برابر حصے کر کے ایک دوسرا ہی پھیلا ہوا ایک پلے میں رکھو اور دوسرا گولی بنا کر کہ پھلے سے مساحت میں دسواں حصہ رہ جائے اگر جاذبیت ہے واجب کہ اس کا وزن گولی سے دس گنا ہو جائے کہ جذب بحسب مادہ جاذب بدلے گا (مثلاً) اور مادہ مجذب و بعد یہاں واحد ہیں اور اول کے مقابل زمین کے دس حصے ہیں تو اس پر دس جذب ہیں اور گولی پر ایک اور وزن جذب سے پیدا ہوتا ہے (مثلاً) تو واجب کہ اس کا وزن گولی وہ گنا ہو حالانکہ براہتہ باطل ہے تو جذب قطعاً باطل بلکہ ان کا جھکنا اپنے میل طبعی سے ہے اور نوع واحد میں میل بحسب مادہ ہے اور یہاں مادہ مساوی لہذا میل برابر لہذا وزن یکساں۔

فائدہ: اقول یہاں سے ظاہر ہوا کہ وہ جو مختلف گروں پر شیشی کا وزن مختلف ہو جانا بتایا تھا (۱۵) سب محض تراشیدہ خیال باطل تھے ورنہ جیسے وہاں جذب شمس وارض میں ۲۸ و ۱ کی نسبت تھی یہاں بھی دونوں حصے زمین میں اور ۱۰ کی نسبت ہے اور ۲۸ و ۱ اور ۱۰ و ۱ کی ہو سکتی ہے۔

رَقِ پانزدہم: اقول واجب کہ وہ تختہ اور گولی دونوں ایک مسافت سے ایک وقت میں

زمین پر اتریں کہ اگر تختہ پر ہوا کی مزاحمت وہ چند ہے تو اس پر زمین کا جذب بھی تو وہ چند ہے۔ بہر حال مانع و مقضیٰ کی نسبت دونوں جگہ برابر ہے تو اترنے میں مساوات لازم حالانکہ قطعاً تختہ دیر میں اترے گا تو ثابت ہو کہ مقضیٰ جذب نہیں بلکہ ان کا طبعی میل کہ دونوں میں برابر ہے تو مقضیٰ مساوی ایک پر مانع وہ چند لاجرم دیر کرے گا۔

رَوِ شَانِ زِدْہِم : اقول ملا جتنا کثیف تر جاذبیت بیشتر (غل) تو وزن اکثر (عشا) تو پانی میں یہ نسبت ہوا وزن بڑھنا چاہئے حالانکہ عکس ہے اسناد ابوریحان بیرونی نے سو مشقال سونا ہوا میں تول کر سونے کا پتہ پانی میں رکھا اور باٹ کا ہوا میں، ۳۰ ۹۴ مشقال رہ گیا۔ بیسویں حصے سے زیادہ گھٹ گیا۔ ہم نے سونے کے کڑے کہ ہوا میں ایک چھٹانک چار روپے ایک چوٹی ڈیڑھ ماشے بھر سونا تھے پانی میں تولے سونے کا پتہ سطح آب سے ملتے ہی ہلکا پڑا وزن کا پتہ ہوا میں جھکا جب سونے کا پتہ پانی کے اندر پہنچا وزن صرف ایک چھٹانک تین روپے بھر رہ گیا دسویں حصے سے زیادہ گھٹ گیا، یہ کمی اختلاف آب و ہوا و موسم سے بدلے گی۔ ابوریحان نے حیون کا پانی لیا اور غوا و زم میں فصل خرغیت میں تولاد اور ہم نے کنویں کا پانی اپنے شہر میں موسم سرما میں میل طبعی پر، اس کی وجہ ظاہر ہے میل بقدر وزن جھکاتا ہے اور جس ملا میں جم ہے وہ بقدر کثافت مزاحمت کرتا ہے وزن دونوں پلوں کا برابر ہے ہوا میں دونوں کا مزاحم بھی برابر تھا برابر ہے جب ایک پانی سے ملا جھکنے کا مقضیٰ کہ میل ہے اب بھی بدستور برابر ہے مگر جھکنے کا مزاحم اس پتے پر بہت قوی ہے کہ پانی ہوا سے بدرجہا کثیف تر ہے لاجرم یہ کم جھکا اور ہوا کا پتہ زیادہ، فافہم و تاویل لیکن برتنے جاذبیت یہ اصلانہ بن سکے گا کہ جس کثافت آب نے مزاحمت بڑھاتی ہے اسی کثافت نے اسی نسبت پر وزن بھی بڑھایا ہے تو مانع و مقضیٰ برابر ہو کر حالت بدستور رہنی لازم تھی اور ایسا نہیں تو ضرور جاذبیت باطل ہے اصول طبعی میں کہا سبب اس کا یہ ہے کہ پانی اوپر کی طرف زور کرتا ہے لہذا سونے کو سہارا دے کر وزن کم کرتا ہے۔

اقول اگر اس سے صرف نیچے جانے کی مزاحمت مراد تو ضرور صحیح ہے اور اس کا جواب بھی سن چکے اور اگر یہ مقصود کہ پانی سونے کو اوپر پھینکتا ہے جیسا کہ اوپر کی طرف زور کرنے سے ظاہر تو عجیب جمل شدید ہے پانی اپنے سے ہلکی چیز کو اوپر پھینکتا ہے کہ خود اس سے زیادہ اسفل کو چاہتا ہے اپنے سے بھاری کو سہارا دے تو لوہا بلکہ کوئی چیز پانی میں نہ ڈوبے۔

ثانیاً ایسا ہو تو یہ جذب زمین پر تازہ رد ہو گا جب پانی اپنے سے ہلکی بھاری ہر چیز کو پھینکتا ہے تو معلوم ہوا کہ اس کی طبیعت میں وضع ہے اور دفع ضد جذب ہے تو اس کی طبیعت میں جذب نہیں اور وہ زمین ہی کا جز ہے تو زمین میں نہیں تو شمس میں کس دلیل سے آئے گا اور حرکت زمین کا انتظام کدھر جائے گا۔

رَدِّ ہمدھم : اقول ایک بڑی مشک اور ایک مشکیزہ ہوا سے خوب بھر کر مہنہ باندھ کر پانی میں بٹھانا چاہو تو مشک زیادہ طاقت مانگے گی اور دیر میں بیٹھے گی اور بٹھا کر چھوڑ دو تو مشکیزہ سے جلد اوپر آئے گی اور ایک بڑا پتھر اور ایک چھوٹا اوپر جدا جدا تک پھینکو تو بڑا زیادہ طاقت چاہے گا اور دیر میں جائے گا اور چھوٹے سے جلد اتر آئے گا، پانی کا دباؤ اگر مشکوں کو اٹھاتا اور زمین کا جذب پتھروں کو گراتا تو قسرا قوی پر ضعف ہوتا ہے اور اضعف پر اقوی چھوٹا پتھر اور مشکیزہ جلد آتا ہے، اور بڑا پتھر اور مشک دیر میں۔ ہاں ہاں یہ کہتے کہ بڑے کا دفع بڑا ہے زیادہ دفع کرے گا تو وہ مدفع بھی تو بڑا ہے کم دفع ہوگا تو غایت یہ کہ نسبت برابر ہے دونوں برابر انھیں مشک پر زیادہ کیوں، یونہی جذب میں اگر کئے مشک اور بڑے پتھر نے یوں جلدی کی کہ بیچ میں جو ملا حائل ہے بڑی چیز اس کے چیرنے پر زیادہ قادر ہے تو او لا بڑے کا حائل بھی بڑا ہے تو نسبت برابر رہی۔ یہ وجہ کہ بڑی چیز اثر قسرا کم قبول کرتی ہے تو پانی کے دباؤ سے مشک کیوں جلد اٹھی اور زمین کے جذب سے بڑا پتھر کیوں جلد آیا، اگر کئے جذب بکب مادہ ہے بڑے پتھر میں مادہ زائد تھا اس پر جذب زمین زیادہ تھا لہذا دیر میں اوپر گیا اور جلد نیچے آیا۔

اقول ادلاً یہ مردود ہے دیکھو ۱۱۔

ثانیاً خود اس قول کو تفاوت اثر سے انکار ہے (۱۲)
ثالثاً یہ وہی بات ہے کہ جاذبیت کا قتل پڑا لگا رکھے گی تمہارے یہاں وہی اجزائے دمیقر اطمیسیہ ثقیل بالطبع ہیں (۱۳) تو جذب کیوں ہو وہ اپنی طبیعت سے طالب سفلی ہوں گے۔
سابعاً بڑی مشک کی ہوا میں بھی مادہ زیادہ ہے اور ہیأت جدیدہ میں ہوا بھی ثقیل مانی گئی ہے (۱۴) تو بلاشبہ بڑی مشک پر جذب زمین زائدہ ہے پھر یہ دیر میں نیچے کیوں بیٹھی اور جلد اوپر کیوں آئی، اگر کئے پانی اس سے زیادہ ثقیل ہے لہذا زمین اسے زیادہ جذب کرتی ہے اس لئے یہ اوپر منفع ہوتی ہے۔

اقول ادلاً یہ وہی قول مردود ہے کہ جذب بکب مجذوب ہے۔

ثانیاً دفع بکب نسبت ثقل ہو گا پانی اس مشک سے اقل ہے اور مشک یہ مشکیزہ سے تو مشک پر جذب زمینی مشکیزہ سے زائد ہوا اور دفع مشکیزہ سے

کم تو واجبہ کہ مشک جلد بیٹھے اور شکیزہ جلد اٹھے حالانکہ امر بالعکس ہے یا بدستور بلحاظ نسبت تساوی رہے۔ مغز
کوئی کل ٹھیک نہیں بیٹھتی اور اگر جذب کو چھوڑ کر میل طبعی مانو تو سب موجہ ہیں ہوا کا میل فوق اور حجر کا تحت ہے
مشک پر باد کا بیٹھنا اور پتھر کا اوپر جانا خلاف طبع تھا، اس لئے اکبر نے زیادہ مقادیر کی اور دیر ہوئی اور
مشک کا اٹھنا اور پتھر کا گرنا مقتضائے طبع تھا لہذا اکبر نے جلدی کی۔

رد ہیز دہم : اقول شے واحد پر بعد واحد سے جاذب واحد کا جذب مختلف ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔
تنبیہ : بعد (علا) محقر مایٹر کا پارہ ہوا سے معتدل میں ایک جگہ پر قائم ہے اس پر جذب زمین
کی ایک مقدار معین محدود ہے جو ان کے مادوں اور اس کے بعد معین کا تقاضا ہے اب اگر ہوا گرم ہوئی
پارہ اوپر چڑھے گا کیا جذب زمین کم پڑے گا، کیوں کم ہوا، اس وقت بھی تو زمین و زیتنی انہیں مادوں پر
تھے وہی بعد تھا، گرمی نے زمین یا پارے میں سے کچھ کتر نہ لیا یہاں آکر پارہ ٹھہرے گا جب تک اسی گرمی
پر ہے، اب ہوا سرد پڑی پارہ نیچے اترے گا اور خط اعتدال پر بھی نہ ٹھہرے گا۔ کیا جذب زمین بڑھے گا
کیوں، اب بھی توازن و سیما کے وہی مادے وہی بعد تھا سردی نے زمین یا پارے میں کوئی پیوند
جوڑ نہ دیا یہ اختلاف ہوا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا کہ پارہ ہوا سے ہمیشہ اٹھل ہے۔ گرمی ہوانے
اگر اس میں کچھ خفت پیدا کی تو اس سے پہلے ہوا میں اس سے زیادہ پیدا ہو چکی بلکہ لطافت و کثافت
ہوا کا عکس ہے، لا جرم جذب غلط ہے بلکہ بروقت موجب ثقل ہے، اور ثقل طالب سفلی، اور حرارت
موجب خفت ہے، اور خفت طالب علوی۔

رد نو ز دہم : اقول بخارات پیدا ہوتے ہی اوپر جاتے ہیں ان کا مرکب اجزائے مائید و ہوائیہ
سے ہے اور ان کے نزدیک ہوا بھی ثقیل ہے (علا) اور پانی اٹھل کہ ہوا سے سات سو شتر یا آٹھ سو
گنا یا آٹھ سو انیس مثل بھاری ہے اور ظاہر ہے کہ جو ثقیل و اٹھل سے ایسا مرکب ہو وہ اس ثقیل سے
اٹھل ہو گا تو بخار ہوا سے بھاری ہے تو یہاں وہ غدر نہیں چلتا جو پانی کے تیل کو پھینکنے میں ہوتا کہ بھاری
چیز ہلکی کو پھینکتی ہے کہ ہلکی بھاری کو، پھر ان کے جانے کی کیا وجہ ہے، زمین اگر انہیں جذب کرتی تو کون
چیز انہیں زمین سے پھین کر اوپر لے جاتی، کیا کوئی سیارہ تو شب کا وہ وقت لیجئے کہ کوئی سیارہ

لے تعریات شافیہ جز ثانی ص ۱۲
۱۲ ط ص ۱۳
۱۲ ح ص ۲۱
۱۲ یعنی جس میں مزاج و استحکام ترکیب نہیں در نہ نسبت اجزاء کا تحفظ ضرور رہے گا جیسے سونا کہ
زیتنی و کبریت سے مرکب ہے ۱۲ منہ مغزلہ۔

نصف النہار بلکہ افق پر اصلاً نہ ہو جیسے وہ زمانہ کہ ستیارات و قمر نور سے سنبھلے ہم ہوں اور طالع راس الحمل یا ثوابت تو مہاسنکھوں میل دُور سے اجزائے زمین کو خاص اس کی گود سے اپک لیتے، تو چاہتے کہ تمام دنیا کے ریگستانوں میں ریت کا ٹیلہ نہ رہا ہوتا سب کو ثوابت اڑا لے گئے ہوتے زمین کہ ان کو جذب کر رہی ہے محال ہے کہ وہی دفع کرتی کہ وہ ضدین مقتضائے طبع نہیں ہو سکتیں، تو ثابت ہوا کہ جذب زمین غلط ہے بلکہ ہوا خفیف ہے اور ان میں جو اجزائے ہوائیہ ہیں گرمی کے سبب اور لطیف ہو گئے اور اجزائے مائیکہ ان میں مجوس ہیں ان میں بوجہ حرارت خفت آگئی بوش دینے میں پانی کے اجزاء اوپر اٹھتے ہیں لہذا اجزائے ہوائیہ انھیں اڑا لے گئے کہ حقیقت طالب علو ہے تو بالضرورة تعقیل طالب سفلی ہے کہ الضد بالضد یہی میل طبعی ہے تو جاذبیت مہمل، یہ اسی دلیل میں دوسری وجہ سے رد جاذبیت ہوا، اگر کہتے اس حقیقت نے ہیں کیوں نہ فائدہ دیا، حرارت نے اجزائے آب و ہوا کو ہلکا کیا لہذا ان پر جذب کم ہوا اور برابر کی ہوا نے جس جذب زائد سے ان کو اوپر چھینکا جیسے پانی نے تیل کو۔

اقول ادکلا کیا بخار اسی وقت اٹھتا ہے جب مثلاً پانی جہاں گرم ہوا تھا وہاں سے ہٹا کر ٹھنڈی جگہ لے جاؤ جہاں کہ ہوا کو اثر گرمی نہ پہنچا حاشا بلکہ وہ پیدا ہوتے ہی مٹا اٹھتا وہ حرارت کہ اس ہوا کو گرم کر لگی کیا اس کے برابر والی کو گرم نہ کرے گی خصوصاً تیز شمس کے پانی سے بخار اٹھنا کہ آفتاب نے قطعی برابر والی ہوا کو بھی اتنا ہی گرم کیا جتنا اسے پھر اس میں اجزائے مائیکہ ہونے سے وزن زائد۔

ثانیاً بالکل الٹی کمی تمہارے نزدیک تو جتنا جذب کم اتنا وزن کم (۵۱) تو خفت قلت جذب سے پیدا ہوتی ہے نہ کہ قلت جذب خفت سے۔

ثالثاً وہی جو اوپر گزرا کہ مادہ بدستور بعد بدستور پھر حرارت سے جذب میں کیوں فتور، کیا سبب کہ اگر گرمی نے ہلکا کر دیا، اگر کہتے کہ حرارت بالطبع طالب علو ہے، ولہذا نار و ہوا اوپر جاتی ہیں اور بروقت بالطبع طالب سفلی ہے ولہذا آب و خاک نیچے جھکتے ہیں تو ضرور حرارت سے خفت پیدا ہوگی مگر یہ میل طبعی کا اقرار اور جاذبیت پر تلوار ہوگا۔

رَوِیَ سَم : جو ۱۱ کے رابع میں گزرا کہ جذب زمین ہے تو اندر کی ہوا کا اوپر کو ابھارنا کیا معنی اور وہ اس قوت سے کہ صد ہامن کے بوجھ کو سہارا دے نہیں نہیں فنا کر دے کہ محسوس ہی نہ ہو۔

رَوِیَ سَم وَیَم : اقول ہر عاقل جانتا ہے کہ راتی کا دانہ پہاڑ کے کمر وڑویں جتنے کے بھی ہم وزن نہیں ہو سکتا نہ کہ سارے پہاڑ سے کانٹے کی تول برابر، مگر مسئلہ جاذبیت صحیح ہے تو یہ ہو کر رہے گا، بلکہ راتی کا دانہ پہاڑ سے بھی زیادہ وزنی ہوگا۔ ظاہر ہے کہ پتے کا جھکنا اثر جذب ہے، جس پر

ثانیاً اگر پہاڑ خود وزنی ہے تو کیا اس کا اور رائی کے دانے کا اتنا ہی فرق ہے کہ اس کا پڑا ٹھکے نہیں، نہیں یہ یقیناً اپنے وزن ہی سے زمین پر پہنچے گا، اور جس طرح وہاں جھکنے میں جذب کا محتاج نہ تھا زمین تک آنے بھی جذب کا محتاج نہ ہوگا بلکہ اس کے اپنے ذاتی وزن کی نسبت ہے اُسے زمین پر لائیگی تو ثابت ہوا کہ جذب باطل ہے ورنہ رائی کا دانہ پہاڑ سے بھاری ہوا، یہ جاذبیت کی خوبی ہے اور میل لیجئے تو چاہے رائی اور پہاڑ کو آسمان ہفتم پر رکھ دیجئے ہمیشہ اُن میں وہی نسبت رہے گی جو زمین پر ہے کہ ان کا میل ذاتی نہ بدلے گا۔

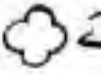
ردِ بستی دوم: اقول دونوں ہی باتوں کے اتفاق سے اعتدالین کی مغرب کو حرکت منتظم ہے اور ہم نمبر ۲۲ میں دلائل قاطعہ سے روشن کر چکے کہ وہ جاذبیت سے بن سکنا درکنار جاذبیت ہو تو ہرگز منتظم نہ رہے گی۔

ردِ بستی سوم: اقول میل کی ہر سال منتظم روش پر ردِ بستی ہے اسے بھی جاذبیت منتقل کر دے گی۔ (۲۳)

ردِ بستی و چہارم: اقول جاذبیت ہو تو زمین کے چھلوں کا نظام منتقل ہو جائے اور ہر سال قطبین پر زمین زیادہ خالی ہوتی جائے۔

ردِ بستی و پنجم: اقول تقاطع اعتدالین کا نقطہ تقاطع چھوڑ کر اونچا ہو جائے۔

ردِ بستی و ششم: اقول ہر سال قطر استوائی بڑھے۔

ردِ بستی و ہفتم: اقول زمین کی یہ شکل ہو جائے  یہ سب مطالب نمبر ۲۲ میں واضح ہوئے۔

دلائل نیوٹن ساز جاذبیت گداز

ردِ بستی و ہشتم: جب ترکیب اجسام اجزائے ثقیلہ باطبع سے ہے اور اس کی تصریح خود نیوٹن ساز نے کی (۲۴) تو قطعاً جسم ثقیل بلا جذب جاذب خود اپنی ذات میں ثقیل ہے اور ثقیل نہیں مگر وہ کہ جانب ثقل جھکنا چاہے دو چیزوں میں جو زیادہ ٹھکے اُسے دوسری سے ثقیل تر کہیں گے، تو ثابت ہوا کہ یہ اجسام بذاتِ خود بے جذب جاذب ثقل ہے، اس سے زیادہ میل طبعی کا ثبوت اور جاذبیت کا ابطال کیا درکار ہے جس کا خود مختار جاذبیت نیوٹن کو اقرار ہے۔

ردِ بستی و نهم: اقول ظاہر ہے کہ جذب زمین اگر ہو تو وہ نہیں مگر ایک تحریک قسری اور

ہر جسم میں قوتِ ماسکہ ہے جسے حرکت سے ابا ہے اور اس کا منشا جسم کا ثقل وزن ہے (عکس) تو زمین جسے جذب کرے گی اُس کا وزن جذب کی مقاومت کرے گا تو ضرور وزن ذاتِ جسم میں ہے اور وزن ہی وہ شے ہے جس سے پلا اٹھتا ہے تو میل ثقلِ طبیعت کا تقاضا ہے تو جذب لغو و بے معنی ہے، و عبارتِ آخری پدائش معلوم کہ اجسام اپنے جذب کو مختلف قوت چاہتے ہیں، پہاڑ اس قوت سے نہیں کھینچ سکتا جس سے رائی کا دانہ، یہ اختلاف ان کی ثقل کا ہے، جسم جتنا بھاری ہے اس کے جذب کو اتنی ہی قوت درکار ہے (عکس) کہ ثقل خود جسم میں ہے قوتِ جذب سے پیدا نہیں بلکہ قوتِ جذب کا اختلاف اس پر متفرع ہے، یہی میلِ طبعی ہے۔

دلائل بر بنائے اتحاد و اثر جذب

نمبر ۱۲ میں گزرا کہ چھوٹے بڑے، ہلکے بھاری تمام اقسامِ اجسام پر اثر جذب یکساں ہے، اگر موافقت ہو نہ ہوتی تو سب جسم ایک ہی رفتار سے اترتے اور ہیئتِ جدیدہ کو اُس پر اتنا وثوق ہے کہ اسے مشاہدہ سے ثابت بتاتی ہے، مشاہدہ سے زیادہ اور کیا چاہئے، یہ دلائل اسی نمبر کی بنا پر ہیں۔

رُقسیم : اقول اجسام کا نیچے آنا جذب سے ہو اور اس کا اثر سب پر یکساں ہو، اور وزن اسی سے پیدا ہوتا ہے (عکس) تو لازم ہے کہ تمام اجسام کا وزن برابر ہو، رائی اور پہاڑ ہم وزن ہوں۔ کانٹے، ترازو، باٹ سب آلاتِ وزن چھوٹے ہو جائیں، بازاروں کا نظام درہم برہم ہو جائے۔ اگر کئے وزن جذب سے پیدا ہوتا ہے اور جذب بحسب مادہ مجذوب ہے (عکس) تو جس میں مادہ زیادہ اُس پر جذب زیادہ اور جس پر جذب زیادہ اس کا وزن زیادہ۔

اقول اذکلا عکس مردود محض ہے کما تقدم۔

ثانیاً و اسی وزنوں سے کام نہیں چلتا۔ وزن زیادہ ہونے کی حقیقت یہ ہے کہ نیچے زیادہ ٹھکے جو زیادہ نہ ٹھکے جسم میں کتنا ہی بڑا ہو وزن میں زیادہ نہیں ہو سکتا، جیسے لوہے کا پشیر اور پان سیر روٹی کے گالے۔ اور زیادہ ٹھکنا تیزی رفتار کو مستلزم۔ ظاہر ہے کہ مثلاً دس گز مسافت سے نیچے اترنے والی دو چیزوں میں جو زیادہ ٹھکے گی اس مسافت کو زیادہ طے کرے گی کہ یہ مسافت ٹھکے ہی سے قطع ہوتی ہے جس کا ٹھکنا زیادہ اس کا قطع زیادہ، تو اسی کی رفتار زیادہ اور ہیئتِ جدیدہ کہ چکی کہ جذب پر چھوٹے بڑے ہلکے بھاری میں مساوی رفتار پیدا کرتا ہے کہ خارج سے روک نہ ہو تو باقی قضاے جذب سب برابر اتریں تو جذب سب کو یکساں جھکاتا ہے اور یہی عامل وزن تھا تو روشن ہو کہ جذب سب میں یکساں وزن

21

21

پیدا کرتا ہے اور وزن نہیں مگر جذب سے، تو قطعاً تمام اجسام رانی اور پہاڑ ہم وزن ہوئے اس سے بڑھ کر اور کیا مفصلہ ہے۔ لاجرم جذب باطل بلکہ اجسام میں خود وزن ہے اور وہ اپنے میل سے آتے ہیں جو بڑے ہیں چھوٹے سے زائد، لہذا اُس کی رفتار زائد۔

رَدّی و یکم : اقول ہر عاقل جانتا ہے کہ نیچے اترنے والے جسم کا ہوا کو زیادہ چیرنا زیادہ جھکنے کی بنا پر ہوگا، اگر اصلاً نہ جھکے اصلاً نہ چیرے گا کہ جھکے کم شق کرے گا زیادہ تو زیادہ لیکن ثابت ہو چکا کہ جذب سب اجسام کو برابر جھکاتا ہے تو سب ہوا کو برابر شق کریں گے پھر ہوا سے اختلاف کرنا دھوکا ہے تو واجب کہ رانی اور پہاڑ ایک ہی چال سے اتریں، اور یہ جنون ہے۔ ہلکا بیماری کہنا محض مغالطہ ہے۔ بیماری وہ زیادہ جھکے، جب کوئی آپ نہیں جھکتا سب کو جذب جھکاتا ہے اور وہ سب کو برابر جھکاتا ہے۔ تو نہ کوئی ہلکا ہے کہ ہوا پر کم دباؤ ڈالے نہ بیماری کہ زیادہ۔

رَدّی و دوم : ہر عاقل جانتا ہے کہ مزاحمت طلب خلافت سے ہوتی ہے جو چیز نیچے جھکنا چاہے اور تم اُسے اوپر اٹھاؤ کہ مزاحمت کرے گی اور جو جتنا زیادہ جھکے گی زیادہ مزاحم ہوگی، اور دو چیزیں کہ برابر جھکیں مزاحمت میں بھی برابر ہوں گی کہ مخالف مساوی ہے اور ابھی ثابت ہو چکا کہ نیچے جھکنے میں تمام اجسام برابر ہیں تو کسی میں دوسرے سے زائد مزاحمت نہیں تو جس طاقت سے تم ایک پتھر اٹھا لیتے ہو اسی خفیف زار سے پہاڑ کیوں نہ اٹھاؤ، اور اگر پہاڑ نہیں اٹھتا تو کنکری کیسے اٹھا لیتے ہو، اُس پر بھی تو جذب زمین کا ویسا ہی اثر ہے جیسا پہاڑ پر، یہاں تو ہوا کی روک کا بھی کوئی جھگڑا نہیں اور وزن کی گند اوپر کٹ چکی کہ اس میں وزن کے سوا کچھ باقی نہیں۔

رَدّی و سوم : اقول گلاس میں تیل، ہوا اور پانی ڈالو تیل کیوں اوپر آتا ہے اور جذب کا اثر تو دونوں پر ایک سا ہے، اگر دھار کے صدمہ سے ایسا ہوتا ہے تو پانی پر تیل ڈالنے سے پانی کیوں نہیں اوپر آجاتا۔

رَدّی و چہارم : اقول کنکری ڈوبتی ہے، لکڑی تیرتی ہے۔ یہ کس لئے؟ اثر تو یکساں ہے۔

رَدّی و پنجم : اقول اب بخار جاذبیت سے بخار نکالے گا اور دھواں اُس کے دھوئیں بکھرے گا یہ اوپر کیوں اُٹھتے ہیں، ہوا انہیں دباتی ہے یہ ہوا کیوں نہیں دباتے، اثر تو سب پر برابر ہے۔ واجب کہ بخار و دھواں زمین سے لپٹے رہیں بال بھر نہ اٹھیں۔

رَدّی و ششم : اقول پہاڑ گرے تو دور تک زمین کو توڑتا اس کے اندر گھس جائیگا

یہ پہاڑ کی نہ اپنی طاقت ہے کہ اُس میں میل نہیں نہ اپنا وزن کہ وزن تو جذب سے ہوا، جذب کا اثر جیسا اُس پر ویسا ہی تم پر، تم اوپر سے گر کر زمین میں کیوں نہیں دھنس جاتے۔ اگر کئے اس کا سبب صدمہ ہے کہ پہاڑ سے زیادہ پہنچتا ہے۔

اقول صدمہ کو دو چیزیں درکار، شدت ثقل و قوت رفتار۔ اثر جذب کی مساوات دونوں کو اس میں برابر کر چکی کما عرفت (جیسا کہ توجان چکا ہے۔ ت) پھر تفاوت کیا معنی! بالکل ہزاروں استعمالے ہیں۔

یہ ہیں تحقیقات جدیدہ اور ان کے مشاہدات چشم دیدہ۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

دلائل بر بناء جذب کُلّی

ہم نمبر ۱۰ و ۱۱ میں روشن کر آئے کہ جاذب طبیعی پر مجذب کو اپنی پوری قوت سے جذب کرتا ہے اور یہ کہ قوت غیر شاعرہ کا جذب بحسب زیادت کافی کہ مجذب زائد ہونا محض جہالت سفسطہ ہے اور ہیأت جدیدہ کے نزدیک ہر جسم میں اس کے مادے کے لائق ماسکہ ہے جس کو حرکت سے ابا ہے وہ اسی قدر محرک کی مزاحمت کرتا ہے۔ دلائل آئندہ کی انھیں روشن مقدمات پر بنا ہے اور وہیں ان کی آسانی کو تسلیم کر لیا ہے کہ ہر شے کو کُل کرہ جاذب نہیں بلکہ مرکز تک اُس کا جتنا حصہ سطح مجذب کے مقابل ہو کر ساری زمین اپنی پوری قوت سے ہر شے کو جذب کرے تو اُن پر اور بھی مشکل ہو، ولہذا التساوی قوت جذب کیلئے مجذوبات کی سطح مواجہ زمین کی مساوات لی۔

رقسی و مفتم: اقول بابت معلوم اور ہیأت جدیدہ کو بھی اقرار کہ ہوا اور پانی اُن میں اترنے والی چیزوں کی ان کے لائق مزاحمت کرتے ہیں، پر اور کاغذ کی زائد اور لوہے اور پتھر کی کم۔ یہ دلیل قاطع ہے کہ ان کا اترنا اپنا فعل ہے یعنی میل طبیعی سے نہ فعل زمین کے اس کے جذب سے، اس لئے کسی فعل میں مزاحمت جس پر فعل ہو رہا ہے اُس کی مخالفت نہیں، بلکہ جو فعل کر رہا ہے اس کے مقابلہ ہے۔ اب چار صورتیں ہیں۔

مزام اگر فاعل سے قوی ہو اور فعل غلات پیا ہے فعل واقع کرے گا اور صرف روک چاہے یا فاعل سے قوت میں مساوی ہو تو فعل ہونے نہ دے گا اور تخفیف ہوا مگر معتد بہ تو دیر لگائے گا یعنی فعل توجہ خواہش فاعل ہو مگر بدیر اور معتد بہ کو اصلاً اثر مزاحمت ظاہر نہ ہوگا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ زمین سے گز بھراؤچی ہوا آدھا گز بلکہ انگل بھر ہی اونچا پانی اجسام کی مزاحمت کرتے ہیں۔ کہاں ان کی ہستی اور کہاں ان کے مقابل

چار ہزار میل تک زمین جس کا ایک ٹکڑا کہ ان کے برابر کا ہوان سے کثافت و طاقت میں درجوں زائد ہے نہ کہ وہ پورا حصہ، یقیناً یہ اس کے سامنے محض کا عدم ہیں۔ ہرگز اس کے فعل میں نام کو مزاحم نہیں ہو سکتے تو روشن ہوا کہ اجسام کا اترنا زمین کا فعل نہیں بلکہ خود ان کا جن کی نسبت سے ہوا اور پانی چاروں قسم کے ہو سکتے ہیں۔

ردسی و ششم : اقول مقناطیس کی ذرا سی بٹیا اور کھربا کا چھوٹا سا داند لوہے اور تنکے کو کھینچ لیتے ہیں اگر جذب زمین ہوتی تو ان سے مقابل چار ہزار میل پر جو حصہ زمین ہے یہ خود ان جاذبوں کو اور ان سے ہزاروں حصے زائد کو یہ نہایت آسانی سے کھینچ لے جاتے۔ اس کے سامنے ان کی کیا حقیقت تھی کہ یہ اس سے چھین کر اپنے سے ملا لیتے۔ لاجرم قطعاً یہ زمین سے اتصال لوہے اور تنکے کا اپنا فعل تھا جس پر مقناطیس و کھربا کی قوت غالب آگئی۔

ردسی و ہفتم : اقول پتھاسیب ٹپک پڑتا ہے اور کچا اگرچہ حجم میں اس سے زائد ہو نہیں سکتا، اور شک نہیں کہ لوہے کا ستون جس کی سطح راجہ اس سیب کے برابر ہو اگرچہ دس ہزار من کا ہو زمین اُسے کھینچ لے گی، یہاں جس طاقت سے دس ہزار من لوہے کا ستون با آسانی کھینچ آئے گا کچے سیب کا شاخ سے تعلق نہ چھوٹ سکے گا تو واجب کہ کچے پتے پھل سب یکساں ٹوٹ پڑیں، لیکن ایسا نہیں ہوتا، تو یقیناً جذب زمین باطل، بلکہ سب اپنے میل سے آتا ہے۔ پتے کا میل اس کے ضعیف تعلق پر غالب آیا ٹوٹ پڑا کچے کا اس کے قوی تعلق پر غالب نہ آسکا آویزاں رہا۔

رد چہلم : اقول آدمی کے پاؤں کی اتنی سطح ہے اُس مسافت کا ستون آہنی دس ہزار گز ارتفاع کا آدمی کیا باقی کی قوت سے بھی نہ ہل سکے گا اور بوج مساوات سطح مواجہ آدمی پر بھی جذب زمین اتنا ہی قوی ہے، تو واجب کہ انسان کو قدم اٹھانا محال ہو دوڑنا تو بڑی بات۔ یونہی ہر جانور کا چلنا، پرند کا اڑنا سب ناممکن ہوا لیکن واقع ہیں تو جذب باطل۔

رد چہل و یکم : پانی اور تیل ہوزن لے کر گلاس میں تیل ڈالو اوپر سے پانی کی دھار، پانی نیچے آجائیگا۔ خود ہیأت جدیدہ کو مسلم کہ اس کی وجہ پانی کا وزن ہونا ہے۔ یہ کلمہ حق ہے کہ بے سمجھے کہہ دیا اور جاذبیت کا خاتمہ کر لیا بربنائے جاذبیت ہرگز یہ پانی تیل سے وزنی نہیں، وزن جذب سے ہوتا ہے تو وزنی جس پر جذب زیادہ ہو وہ اس پانی پر کم ہے کہ ایک کو وہ نسبت روغن زمین سے دور جسے تم نے نمبر ۱۶ میں کہا تھا کہ ادھر کا پانی اگرچہ زمین سے متصل ہے نسبت زمین قمر سے دور ہے دوسری دھار کی مساحت اس گلاس میں

پھیلے ہوئے تیل سے کم تو اس کا جاذب چھوٹا کثرت مادہ سے وزنی بتاتے اس کا علاج ہوزن لینے سے کر دیا بلکہ وہ پورا پانی پرنے سے بھی نہ پائیکا تو تیل کو اچھال دے گا تو ہر طرح پانی ہی کم وزنی ہے اور تیل پہلے پہنچا تو اس پر واجب تھا کہ پانی اوپر ہی رہتا مگر جاذبیت ابطال کو نیچے ہی جاتا ہے۔ اب کوئی سبیل نہ رہی کہ سوا اس کے کہ اپنے مزعوم نمبر یعنی اتحاد ثقل و وزن کو استغناء دو اور کہو کہ اگرچہ پانی ہم وزن بلکہ کم وزن ہو ثقل طبعی میں تیل سے زائد ہے۔ لہذا اُس سے اسفل کا طالب ہے اور اُسے اعلیٰ کی طرف دافع اب ٹھکانے سے آگے اور ثابت ہوا کہ جاذب باطل و مہمل اور میل طبعی مستحل۔

رد چیل و دوم؛ اقول جذب زمین ہو تو واجب کہ جسم میں جتنا مادہ کم ہو اسی قدر وزن زائد ہو اور جتنا زائد اسی قدر کم مثلاً گز بھر مربع کاغذ کے تختے سے گز بھر مکعب لوہے کی سِل بہت ہلکی ہو اور وہ سِل جس کی سطح مواجہ ایک گز مربع اور ارتفاع سو گز ہے اور زیادہ خفیف ہو اور جتنا ارتفاع زائد اور لوہا کثیر ہوتا جائے اتنا ہی وزن ہلکا ہوتا جائے یہاں تک کہ کاغذ کا تختہ اگر تولہ بھر کا تھا تو وہ عظیم لوہے کی سِل رتی بھر بھی نہ ہو نہ رتی کا ہزار واں لاکھواں حصہ ہو، وجہ سبب جسم میں جتنا مادہ زیادہ ماسکے زیادہ اور جتنی ماسکے زیادہ جاذب کی مزاحمت زیادہ اور جتنی مزاحمت زیادہ اتنا ہی جذب کم اتنا ہی وزن کم کہ وزن تو جذب ہی سے پیدا ہوتا ہے جو کم کھینچے گا کم جھکے گا اور کم جھکنا ہی وزن میں کمی ہونا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جتنا مادہ زیادہ اتنا ہی وزن کم۔ بالکل ہر عاقل جانتا ہے کہ قوی پر اثر ضعیف ہوتا ہے اور ضعیف پر قوی، جب دو چیزوں کے جاذب مساوی ہوں اُن کی قوتیں مادی ہوں گی اور مساوی قوتوں کا اثر اختلاف مادہ مجذوب سے بالقلب مد لے گا یعنی مجذوب میں جتنا مادہ زائد اتنا اُس پر جذب کم ہوگا لا جرم اتنا ہی وزن کم ہوگا اس سے بڑھ کر اور کیا استحالہ درکار ہے۔ بقیہ کلام رد چو الیس میں آتا ہے۔

رد چیل و سوم؛ اقول جذب جس طرح اوپر سے نیچے لانے کا سبب ہوتا ہے نیچے سے اوپر اٹھانے کا مزاحم ہوتا ہے کہ جاذب کے خلاف پر حرکت دینا ہے۔ پہلوان اور لڑکے کی مثال رد اڑتالیس میں آتی ہے۔ اور ثابت ہو چکا کہ جتنا مادہ کم اتنا ہی جذب قوی تو واجب کہ ہزار گز ارتفاع والی ٹہے کی سِل ایک چٹکی سے اُٹھ آئے، جیسے کاغذ کا تختہ، اور کاغذ کا تختہ سو پہلوانوں کے ہلاتے نہ ہلے۔ جیسے وہ لوہے کی سِل بغرض جاذبیت سلامت ہے تو زمین و آسمان نہ وبالا ہو کر رہیں گے، تمام نظام عالم منقلب ہو جائے گا۔

رد چیل و چہارم؛ اقول واجب کہ وہ کاغذ کا تختہ اُس ہزار گز ارتفاع والی لوہے کی سِل سے بہت جلد اترے کہ جتنا مادہ کم اتنا ہی جذب زائد اتنا ہی جھکنا زائد، اور جتنا جھکنا زائد اتنا ہی اترنا جلد

حالانکہ قطعاً اس کا عکس ہے۔ تو واضح ہوا کہ اثرنا جذب سے نہیں بلکہ ان کی اپنی طاقت سے جس میں مادہ زائد میل زائد تو جھکنا زائد تو اثرنا جلد رہا مزاحمت ہوا کا عذر (۱۲) اقول اولاً ابھی ہم ثابت کر چکے کہ ہوا میں اصلاً تاب مزاحمت نہیں۔

ثانیاً بالفرض ہو تو وہ باعتبار سطح مقابل ہوگی جس کا ہیئت جدیدہ کو اعتراف ہے اور سطح مقابل مساوی دونوں پر مزاحمت ہوا یکساں اور کاغذ پر جذب اُس سل سے ہزاروں حصے زائد تو اُس کا حبلہ اترنا واجب، اگر کہتے جذب سے وزن بحسب مادہ پیدا ہوتا ہے جس میں جتنا مادہ زائد اُسی قدر اس میں وزن زیادہ پیدا ہوگا اُسی قدر زیادہ جھکے گا کہ وزن موجب تسفل ہوگا۔ یہاں سے نمبر ۴۲ تا ۴۴ کا جواب ہو گیا۔ اقول یہ محض ہوس خام ہے، اولاً کہ وزن جذب سے پیدا ہوگا اس کی خفیف نہیں، مگر جھکنا

کہ بلا واسطہ جذب کا اثر ہے نہ یہ کہ جذب مادہ میں کوئی صفت جدیدہ پیدا کرے جس کا نام وزن ہو اور حسب مادہ پیدا ہو اور اب وہ صفت جھکنے کا اقتضا کرے، وہاں صرف چار چیزیں ہیں مادہ اور اس کے ماسکے اور اس کے موافقی مزاحمت اور چوتھی چیز مطاوعت یعنی اثر جذب سے متاثر ہو کر جھکنا۔ پہلی تین چیزیں جذب سے نہیں صرف یہ چارم اثر جذب ہے اور بلاشبہ خود جذب ہی کا اثر ہے نہ کہ جذب نے تو نہ جھکایا بلکہ اس سے کوئی اور پانچویں چیز پیدا ہوئی وہ جھکنے کی مقدی ہوئی ایسا ہوتا اور وہ پانچویں جسے اب وزن کہتے ہو اثر جذب سے بحسب مادہ پیدا ہوتی تو یہاں دو سلسلے قائم ہوتے،

اول جتنا مادہ زائد ماسکے زائد تو مقاومت زائد تو اثر جذب کم ان میں کوئی جملہ ایسا نہیں جس میں کسی عاقل کو تامل ہو سکے، اور اب یہ بٹھرا جتنا مادہ زائد وزن زائد تو جھکنا زائد۔

دوم جتنا مادہ کم ماسکے کم تو مقاومت کم تو اثر جذب زائد، اور اب یہ ہوا کہ جتنا مادہ کم وزن کم تو جھکنا کم۔

نتیجہ یہ ہوا کہ جتنا مادہ زائد اثر جذب کم اور جھکنا زیادہ، اور جتنا مادہ کم اثر جذب زائد اور جھکنا کم، تو جھکنا اثر جذب کا مخالف ہوا کہ اس کے گھٹنے سے بڑھتا اور بڑھنے سے گھٹتا ہے۔ کوئی عاقل اسے قبول کر سکتا ہے اثر جذب جھکنے کے سوا اور کس جانور کا نام تھا۔ اُس کا اثر ششی کو اپنی طرف لانا اور قریب کرنا ہے تو زیادہ قرب اس کی زیادہ ہے۔ اور کمی اور جب مجذوب اوپر ہو تو قرب نہ ہو گا مگر جھکنے سے

لے طصلاً ہوا اجسام کو اترتے وقت موافقی انداز سے ان کی مقدار کا مقابلہ کرتی ہے نہ کہ موافقی ان کے وزن کے مزاحمت ایک قد کی گیند چمڑے کی یا لوسہ کی ہو برابر ہوگی ۱۲

تو زیادہ جھکنا ہی اُس کی زیادت ہے۔ اور کم جھکنا بھی اس کی کمی نہ کہ عکس کہ بدابہت باطل ہے۔

ثانیاً فرض غلط ایسی بدیہی بات باطل مان لی جائے تو اب بھی اُن تینوں نمبروں سے رہائی نہیں، اب نمبر ۲۴ کی یہ تقریر ہوگی کہ کاغذ کا تختہ اور وہ دس ہزار گز ارتفاع والی لوہے کی سِل (تول کاٹنے کی) ہموزن ہوں۔

اقول وجہ یہ کہ جذب اختلاف مادہ مجذوب سے بالقلب بدلے گا، یعنی جتنا مادہ زائد جذب کم، کہا تقدم، اور وزن جذب سے پیدا ہوتا ہے (۱۵) اور مادہ جسم سے بالاستقامت بدلے گا یعنی جتنا مادہ زائد وزن زائد، جذب وزن کا سبب ہے۔ سبب جتنا ضعیف ہوگا مستتب کم اور مادہ وزن کا محل ہے، محل جتنا وسیع ہوگا حال زیادہ۔ تو بحال اتحاد جاذب پر دو جسم میں وزن برابر ہے گا اگرچہ ماقے کتنے ہی مختلف ہوں۔ لوہے کی سِل میں بتقاضائے کثرت مادہ جتنا وزن بڑھنا چاہئے بتقاضائے ضعف جذب اتنا ہی گھٹنا لازم اور کاغذ کے تختے میں بوجہ قلت مادہ جتنا وزن گھٹنا چاہئے بوجہ قوت جذب اتنا ہی بڑھنا لازم کہ یہ ضعف و قوت اور وہ کثرت و قلت دونوں یکساں مادہ ہیں۔ اسے دو رنگتوں سے سمجھو کہ ایک دوسرے سے دس گنا گہری ہے۔ گہری میں ایک گز کپڑا ڈلو یا اس پر دس گنا رنگ آیا ہلکی میں دس گز کپڑا ڈالا اس پر گہرا رنگ آیا لیکن ہر گز پر ایک حصہ ہے تو مجموع پر دس حصے ہوا کہ اول کے برابر ہے۔ یونہی فرض کرو ایک حصہ جذب سے ایک حصہ مادہ میں ایک اس پر وزن پیدا ہوتا ہے تو دس حصے جذب سے ایک حصہ مادہ میں دس سیر ہوگا اور ایک حصہ جذب سے دس حصے مادہ میں بھی دس سیر کہ حصہ جذب سے ہر حصہ مادہ میں ایک سیر ہے تو ایک حصہ مادہ میں دس جذب اور دس حصے مادہ میں ایک جذب سے حاصل دونوں میں دس سیر وزن ہوگا اور نمبر ۲۴ میں یہ کہا جائے گا کہ جس آسانی سے کاغذ کے تختے کو زمین سے اٹھا لیتے ہو اُس ہزاروں گز ارتفاع والی آہنی سِل کو بھی اُسی آسانی سے اٹھا سکو جس طرح وہ سِل ہزار آدمیوں سے چل بھی نہیں سکتی کاغذ کا تختہ بھی جنبش رکھ سکے گا کہ دونوں کا وزن برابر ہے اور نمبر ۲۴ میں یہ کہ کاغذ اور وہ آہنی سِل دونوں برابر اتریں اور لوازم سب باطل ہیں، لہذا جاذبیت باطل۔ فرض یہاں دو نظریے ہوئے، ایک حقیقت بر بنائے جاذبیت کہ جسم میں جتنا مادہ زائد اتنا ہی وزن کم۔ دوسرے اُس باطل کے فرض پر یہ کہ جب جاذب مساوی ہوں تو سب چھوٹے بڑے اجسام ہموزن ہوں گے اور دونوں صریح باطل ہیں تو جاذبیت باطل۔

ردِ چیل و پچم؛ اقول مساوی سطح کی تین لکڑیاں بلند می سے تالاب میں گرتی ہیں، ایک دُورے آب پر رہ جاتی ہے دوسری جیسے عود غرق تہ نشین ہوتی ہے، تیسری پانی کے نصعت غرق تک ڈوب کر پھر اوپر آتی اور تیرتی رہتی ہے، یہ اختلاف کیوں؟ اس کا جواب کچھ نہ ہوگا مگر یہ کہ ان کے مادوں کا اختلاف

جس میں مادہ سب سے زائد تھا نہ نشین ہوئی، جس میں سب سے کم تھا روئے آب پر رہی، اور متوسط متوسط مگر بننا سے جاذبیت اس جواب کی طرف راہ نہیں، حق خفیف پر تو عکس لازم تھا کہ جس میں مادہ زائد اس پر جذب کم اور اسی کا وزن کم تو اس کو روئے آب پر رہنا چاہئے تھا اور جس میں مادہ سب سے کم اُس کا نہ نشین ہونا اور اُس فرض باطل پر کہا جائے گا کہ مختلف مادوں پر مادی جذب کوئی پیدا کرے گا پھر اختلاف کیوں؟

رد چہل و ششم: اقول تیسری لکڑی کا نصف عقی سے آگے نہ بڑھنا کیوں؟ زمین جس قوت سے اُسے کھینچ کر لاتی تھی اب بھی اُسی قوت سے کھینچ رہی ہے کہ ہنوز فضا تک وصول نہ ہوا ملا آب کی مقاومت رد سیم میں باطل ہو چکی اور ہو بھی تو وہ سطح آب سے ملے ہی تھی، جب جاذب واحد مقاوم واحد بلکہ اب جذب اقویٰ ہے کہ زمین سے قرب بڑھ گیا اور مقاومت کم ہے کہ ملا آب ادھارہ گیا تو آگے شق نہ کرنا کیا معنی۔ اگر کئے اسکا پانی کے اندر جانا جذب زمین سے نہ تھا بلکہ اُس صدمہ کا اثر جو اس کے گرنے سے پانی کو پہنچا پہلی لکڑی نے پانی کو اتنا صدمہ نہ دیا کہ اسے شق کرتی۔ دوسرے نے پورا صدمہ دیا اور تہ تک پہنچی۔ تیسری متوسط تھی متوسط رہی۔

اقول اوکا جذب مان کر جانب اسفل حرکت کو جذب سے نہ ماننا سخت عجب ہے۔ صدمہ اس حرکت ہی نے تو دیا کہ زمین اُسے بقوت کھینچ کر لاتی تھی اُسی قوت نے نصف پانی شق کیا آگے کیوں تھک رہی۔ اگر زمین میں ہیں تک لانے کی قوت تھی تو دوسری لکڑی کو کیسے تہ تک لے گئی۔

ثانیاً صدمہ کے لئے دو چیزیں درکار شدت ثقل متصادم اور اس کی قوت رفتار اپنے کو کتنی ہی قوت سے زمین پر مارو یا کیسے ہی بھاری گولے کو زمین پر آہستہ سے رکھ دو صدمہ نہ دے گا لیکن اگر گولے کو قوت سے زمین پر پشکو صدمہ پہنچائے گا اور اس میں قوت رفتار کو شدت ثقل سے زیادہ دخل ہے بندوق کی گولی جو کام دے گی اُس سے دس گنا سیسا ہاتھ سے پھینک کر مارو وہ کام نہیں دے سکتا۔

صورت مذکورہ میں جاذبیت کی بلصیبی سے قوت رفتار و شدت ثقل دونوں میل طبعی کے ہاتھ بکے ہوئے ہیں۔ جب اجسام اپنی ذات میں ثقل رکھتے اور اپنی قوت سے نیچے آتے ہیں اور وہ مختلف ہیں تو جس میں ثقل زائد اس میں میل زائد اُسی کی رفتار تیز، اسی کا صدمہ قوی، اور کم میں کم، اوسط میں اوسط، اور بربٹلے جاذبیت حق حقیقت لیجئے تو پہلی میں مادہ سب سے کم تو اس پر جذب سب سے زائد، تو اسی کی رفتار قوی، اور وہی زیادہ بھاری، تو اس سے صدمہ سب سے پہلے اقویٰ پہنچا تھا اور دوسری میں مادہ سب سے زائد تو جذب سب سے کم تو رفتار سب سے ضعیف اور وزن سب سے ہلکا تو اُسی سے صدمہ نہ پہنچا تھا اور اُس فرض باطل پر سب پر اثر برابر بھیہ اختلاف صدمہ یعنی چہ۔

ردِ چیل و مفہم: اقول تو اس تیسری لکڑی کا ڈوب کر اچھلنا کیوں؟ اس میں خود اوپر آنے کی میل نہیں (۲) ورنہ لکڑیاں اُڑتی پھرتیں نہ یہ زمین کا دفع ہے کہ وہ توجذب کر رہی ہے نہ کسی کو کب کا جذب کہ وہ ہوتا توجیب اس سے قریب اور زمین سے دُور تھی اور اس وقت گرنے نہ دیتا نہ کہ اُسی وقت خاموش بیٹھا رہا جب زمین کھینچ کر اسے نصف آب تک لے گئی اور جا ذبیت ارض بوجہ قرب زیادہ ہو گئی اس وقت جاگا اور اپنی مغلوب جا ذبیت سے اوپر لے گیا اور ایسا ہی تھا تو پہلی لکڑی اوپر کیوں نہیں اٹھالیتا۔ پانی کے چہرے سے ہوا کا چہرنا آسان ہے، غرض کہ کوئی صورت نہیں سوا اس کے کہ پانی نے اسے اچھالا اور اپنے محل سے دفع کر کے اوپر لا ڈالا۔ پانی نہ ہوتا تو زمین تینوں کو کھینچ کر اپنے سے ملا لیتی۔ اب سوال یہ ہے کہ پانی بھی تو زمین ہی کا جرنہ (مثلاً) تو وہ بھی جاذب ہوتا نہ کہ دفع، اگر کہتے یہ دفع صدر کا جواب ہے۔ جسم کا قاعدہ ہے کہ دوسرا جسم جب اس سے مقاومت کرتا ہے یہ اس کو اتنی ہی طاقت سے دفع کرتا ہے جتنے زور کا صدر تھا۔ یہ دفع زمین میں بھی ہے۔ گیند جتنے زور سے اُس پر مارو اتنے ہی زور سے اوپر اُٹھے گی۔

اقول اولاً صدر کا خاتمہ اوپر ہو چکا کہ حق حقیقت پر بالکل عکس ہوتا تھا اور فرض باطل پر مساوی، اور یہ کہ اس کا ماننا میل طبعی پر ایمان لانا اور جا ذبیت کو رخصت کرنا ہے اور جب صدر نہیں جواب کلسے گا۔ ثانیاً دوسری لکڑی نے تو اسٹا صدر دیا کہ نہ تک شے گئی اتنی ہی قوت سے اُسے کیوں نہ دفع کیا۔ ثالثاً پانی جو آب دفع چاہتا اور زمین جذب کر رہی ہے۔ یہ پانی اُس کی کیا مزاحمت کر سکتا نہ کہ اُس پر غالب آجائے اُس سے چھین کر اوپر لے جائے۔

سابعاً پانی کو صدر تو اُس وقت پہنچا جب لکڑی اس کی سطح سے ملے اُس وقت جواب کیوں نہ دیا؟ اگر کہتے پانی لطیف ہے اس وقت تک گرنے والی لکڑی کی طاقت باقی تھی پانی شے کرتا مگر جب اس کی طاقت پوری ہوئی اس وقت پانی نے جواب دیا۔

اقول لکڑی کی طاقت جذب زمین سے ہوتی تو نصف پانی تک جا کر تھک نہ رہتی ضرور جذب نہیں بلکہ لکڑی اپنی طاقت سے آتی جو اُس کی ہستی ہے پھر نصف پانی چہر کی پھر پانی نے پلٹا دیا۔ بالکل اس سوال کا کوئی جواب نہیں سوا اس کے کہ یہ لکڑی پہلی لکڑی سے بھاری ہے۔ اس نے اپنی متوسط قوت سے نصف آب تک مدخلت کی مگر پانی سے ہلکی ہے اور ہر بھاری چیز اسفل سے اپنا اتصال چاہتی ہے اُس سے ہلکی چیز اگر پہلے پہنچی ہوتی ہے اور یہ قدرت پائے تو اُسے اوپر پھینک کر خود وہاں مستقر ہوتی ہے جیسے گلاس کے تیل اور پانی کی مثال میں گزرا۔ لہذا دوسری لکڑی کو نہ پھینکا کہ وہ پانی سے بھاری تھی اسفل اسی کا محل ہے، تو ثابت ہوا کہ ثقیل طالب اسفل ہے اور اقل طالب اسفل، اُسی کا نام

میل طبعی ہے تو جاذبیت باطل و مہمل، یہ دو باتوں سے رد جاذبیت ہوا، ایک تو یہی دوسری یہ کہ ان میں خود وزن ہے جو جانب اسفل جھکتا ہے جس پر اس اختلاف کی بناء ہے۔ پھر جاذبیت کے لئے اختصاراً قصر مسافت کیجئے تو وہی جملہ کافی ہے کہ بڑا ہتھ معلوم کہ پہلی کا اوپر پھرنے اور تیسری کا نصف آب تک جا کر پلٹنا دونوں باتیں قطعاً خلاف اصل مقتضے ہیں اور یہ نہیں مگر مزاحمت آب سے پانی نہ ہوتا تو یقیناً تینوں لکڑیاں نہ تک پہنچتیں اور بلاشبہ اُس سے ہزار حصے زائد پانی فصل زمین کا مزاحمت نہ ہو سکتا تھا تو قطعاً یہ اقتضائے زمین نہیں بلکہ خود ان لکڑیوں کی مختلف قوت، تو جاذبیت باطل و مہمل اور میل طبعی مسجل۔ والحمد للہ العلی العظیم الاجل فضل اللہ تعالیٰ سیدنا مولانا محمدناوالہ وصحبہ وسلم و بجل امین!

دلائل تدریجہ

بفضلہ تعالیٰ رد تافریت میں وہ بارہ اور رد جاذبیت میں سینتالیس فیض قدیر سے قلب فقیر پر فائز ہیں۔ تافریت پر تو کسی کتاب میں بحث اصلاً نظر سے نہ گزری۔ جاذبیت پر بعض کلام دیکھا گیا وہ صرف ایک دلیل جس کی ہم توجیہ بھی کریں اور طرز بیان سے ایک کو تین کر دیں۔
رد چہل و ہشتم: زمین میں جذب نہ ہو تو چاہئے کہ زمین کا کوئی جز اس سے جدا نہ کر سکیں کہ قوت زمین کا مقابلہ کون کرے (مفتاح الرصد)

اقول اسی جذب کلی پر مبنی ہے کہ بر تقدیر جذب وہی قرینہ عقل تھا اور ہماری تقریرات سابقہ سے واضح کہ جتنا پارہ زمین لیا جائے اس میں اتنی قوت جذب ہے جس کا انسان مقابلہ نہیں کر سکتا کہ وہ اپنے مقابل کو اگرچہ ہزاروں من کا ہو بے تکلف کھینچ لے گا اور وہی پوری طاقت پر مقابل پر مصروف ہے تو نہ صرف جہو زمین بلکہ کسی پتے کا زمین سے اٹھانا ناممکن ہے قلت مادہ کے سبب وزن نہ ہے تو جذب کی قوت تو ہے تو دیکھو جس کا مقابلہ کرنا ہوگا، ٹین کی ہلکی ششتری کو دو برس کا بچہ سہل سے اٹھا سکتا ہے لیکن اگر کوئی پہلوان دونوں ہاتھ سے اُسے مضبوط تھامے اپنے سینے سے ملائے ہے اب بچہ کیا کمزور مرد بھی ہرگز اُسے نہیں ہلا سکتا۔

رد چہل و اہم: زمین میں جذب ہو تو اس کے اجزاء میں بھی ہو کہ طبیعت متحدہ ہے تو چاہئے کہ بڑے ڈھیلے کے نیچے چوٹا ملا دیں اس سے پھٹ جائے بلکہ بڑا خود ہی چھوٹے کو کھینچ لے (مفتاح الرصد)
اقول اس کا ظاہر جواب یہ ہے کہ ایسا ہی ہوتا اگر زمین اُسے نہ کھینچتی۔ جذب زمین کے مقابل بڑے ڈھیلے کا جذب کیا ظاہر ہوگا مگر مقناطیس و کھربارہ اس جواب کو قائم نہ رکھے گا۔ جذب زمین کے مقابل اُس کا جذب کیسے ظاہر ہوتا ہے، یوں ہی بڑے ڈھیلے کا ظاہر ہوتا اگر اس میں جذب ہوتا لیکن وہ

ہرگز جذب نہیں کرتا تو زمین بھی جذب نہیں کرتی کہ طبیعت متحدہ ہے۔ فافہم۔
 ردّ نیچا ہم، زمین تا فریت کر کے پنج جاتی ہے، یہ حقیر چیزیں تو نہ بچ سکتیں۔ اگر کئے آفتاب ضرور ان کو جذب کرتا
 ہے مگر زمین بھی تو کھینچتی ہے اور یہ اس سے متصل اور آفتاب سے کروڑوں میل دور، لہذا جذب زمین غالب آتا
 اور آفتاب انہیں نہیں اٹھا سکتا۔ ہم کہیں گے زمین کا اپنے اجزاء کو جذب ثبات ہے دیکھو ابھی دو دلیل سابق (مفتاح الرصد)
تذیل؛ کلام قدما میں ایک اور دلیل مذکور کہ جذب ہوتا تو چھوٹا پتھر جلد آتا (شرح تذکرہ و طوسی
 للعلامة الخضری) یعنی ظاہر ہے کہ جاذب کا جذب اضعف پر اقویٰ ہوگا تو چھوٹا پتھر جلد کھینچے حالانکہ عکس ہے
 جس سے ظاہر کہ وہ اپنی میل طبعی سے گرتے ہیں جو بڑے میں زائد ہیں۔

اقول اضعف پر اقویٰ ہونا مساوی قوتوں میں ہے اور یہاں چھوٹے کا جاذب بھی چھوٹا ہے تو
 اتنے ضمیمہ کی حاجت ہے کہ دونوں کی سطح مواجہہ زمین مساوی ہو۔ اب حق حقیقت پر یہ بعینہ ردّ چوالیس ہوگا
 اور اس فرض باطل پر اتنا بھی کافی نہ ہوگا کہ چھوٹا اب بھی جلد نہ آئے گا بلکہ برابر، کما صر۔ اب یہ صورت لینی
 ہوگی کہ بڑا ارتفاع ہیں ہزار گنا اور سطح مواجہہ میں مثلاً آدھا ہے، اب یہ اعتراض پورا ہوگا کہ چھوٹے کا جاذب
 بڑا ہے۔ فرض کرو بڑے میں دس حصے مادہ ہے اور چھوٹے میں ایک حصہ، اگر سطح مواجہہ برابر ہوتی دونوں
 میں دس دس سیروزن ہوتا جس کی تقریر گزری۔ لیکن چھوٹے کی سطح مواجہہ دو چند ہے تو بڑے میں دس سیروزن
 ہوگا اور چھوٹے میں بیس سیر، لہذا اسی کا جلد آنا لازم۔ حالانکہ قطعاً اس کا نصف ہے تو جاذبیت باطل
 جزا ف ہے اور میل طبعی کا میدان ہموار صاف ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

فصل سوم

حرکتِ مین کے ابطال پر اور ۴۲ و ۴۳ دلائل

بارہ ردّ تناقضیت اور پچاس جاذبیت پر سب حرکتِ زمین کے ردّ تھے کہ اُس کرگڑی بے ان دو پہلوئوں کے نہیں چل سکتی تو یہاں تک ۴۲ دلائل مذکور ہوتیں۔

دلیل ۴۳: اقول تمام عقلائے عالم اور ہیأتِ جدیدہ کا اجماع ہے کہ معدل النهار و منطقة البروج دونوں مساوی دائرے ہیں۔ نتیجہ (۲۷) جتنے سماوی وارضی کُرے ہیئتِ قدیمہ و جدیدہ میں بنتے ہیں سب اس پر شاہد ہیں لیکن منطقة کو مدارِ زمین مان کر یہ مرکز ممکن نہیں، معدل تو بالاجماع مقعر سماوی پچھے (۲۸) اگر منطقة نفس مدار پر رکھو جیسا اصول الہیئت کا زعم ہے (۲۹) جب تو ظاہر کہاں یہ صرف انیس کروڑ میل کا ذرا سا قطر اور کہاں مقعر سماوی کا قطر اربوں میل سے زائد جو آج تک اندازہ ہی نہیں ہو سکا اور اگر حسبِ بیان حدائق مدار کو مقعر سماوی پر لے جاؤ یعنی اس کا موازی دیاں بنا کر اُس کا نام منطقة رکھو جب بھی تساوی محال کہ اس مقعر کا مرکز مرکزِ زمین ہے (۳۰) اور یہی مرکز معدل (۲۷) تو معدلِ عظیم ہے لیکن مرکز مدار کا مرکز زمین سے اتحاد محال تو منطقة ضرورۃً دائرہ صغیرہ ہے کہ عظیم ہوتا تو اس کا مرکز مرکز مقعر ہوتا۔ (فائدہ ۳۱) اور صغیرہ عظیمہ کی مساوات محال تو منطقة کو مدارِ زمین ماننا قطعاً باطل خیال۔

دلیل ۴۴: تمام عقلائے عالم اور ہیأتِ جدیدہ کا اجماع ہے کہ معدل و منطقة کا مرکز ایک ہے (نتیجہ ۲۸ نمبر ۳۰) جتنے سماوی وارضی کُرے ہیأتِ قدیمہ و جدیدہ میں بنتے ہیں سب اس پر شاہد ہیں لیکن مدار پر دو زمین مان کر یہ بدابہت محال کہ مرکز منطقة تو مرکز مدار ہے۔ اور اب مرکز معدل کہ مرکز زمین ہے محیط مدار پر ہوگا، دائرہ مرکز و محیط کا انطباق کیسا جملِ شدید ہے۔

دلیل ۴۵: اقول تمام عقلائے عالم اور ہیأتِ جدیدہ کا اجماع ہے کہ معدل و منطقة کا تقاطع تناسف پر ہے (۳۱) جتنے سماوی وارضی کُرے ہیأتِ قدیمہ و جدیدہ میں بنتے ہیں سب اس پر شاہد ہیں

لیکن زمین دائرہ ہو تو تناصف محال کہ مرکز ایک نہ رہے گا، لاجرم دائرہ زمین باطل۔

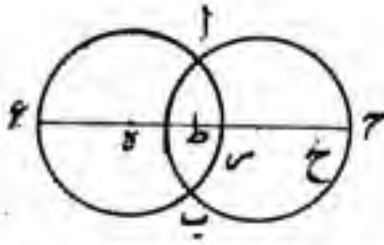
دلیل ۶۶: اقول ان سب سے خاص تر عقلائے عالم اور ہیأتِ جدیدہ کا اجماع ہے کہ معدل و منطقہ دونوں کُرے سماوی حقیقی یا مقدر کے دائرہ عظیمہ میں (نمبر ۲، ۲۹، ۳۰) جتنے سماوی وارضی کُرے ہیأتِ قدیمہ و جدیدہ میں بنتے ہیں سب ہیئتِ قدیمہ و جدیدہ میں بنتے ہیں سب اس پر شاہد ہیں لیکن دورہ زمین پر یہ بوجہ ناممکن کہ نہ تساوی نہ اتحاد مرکز نہ تناصف تو دورہ زمین قطعاً باطل۔

دلیل ۶۷: اقول تمام عقلائے عالم اور ہیأتِ جدیدہ کا اجماع ہے کہ معدل و منطقہ دائرہ شخصیت (۳۱) جتنے سماوی وارضی کُرے ہیأتِ قدیمہ و جدیدہ میں بنتے ہیں سب اس پر شاہد ہیں لیکن زمین دائرہ ہو تو ان میں کوئی شخص نہ رہے گا (دیکھو ۳۲، ۳۱) تو زمین کا دورہ باطل۔

دلیل ۶۸: اقول تمام عقلائے عالم اور ہیأتِ جدیدہ کا اجماع ہے کہ بارہ بُرجِ تساوی ہیں۔ ہر برج تیس درجے (۲۹) جتنے سماوی کُرے ہیئتِ قدیمہ و جدیدہ میں بنتے ہیں سب اس پر شاہد ہیں لیکن منطقہ کو مدار زمین مان کر ۶ بُرج ۳۰، ۳۰ درجے کے ہو جائیں گے اور ۶ صرف ۲۰، ۲۰ کے رہیں گے۔ اس کا بیان دو مقدموں میں واضح ہے :

مقدمہ ۱: اقول دو تساوی دائروں میں جب ایک دوسرے کے مرکز پر گزرا ہو واجب کہ وہ دوسرا بھی اس کے مرکز پر گزرے۔

لے اقول تساوی و اتحاد مرکز میں عموم و خصوص من وجہ ہے۔ مدارین تساوی ہیں اور اتحاد مرکز نہیں اور سطح معدل و خط استوا متحدہ المركز ہیں اور تساوی نہیں ہر کُرہ کے عظیمتین تساوی بھی نہیں اور متحدہ المركز بھی اور یہ دونوں تناصف سے عام مطلقاً ہیں۔ جب تناصف ہو گا تساوی و اتحاد مرکز ضرور ہوں گے کہ چھوٹے بڑے یا مختلف المركز دائرے تناصف نہیں ہو سکتے اور تساوی یا اتحاد مرکز ہو تو تناصف درکنار قطعاً بھی ضرور نہیں، جیسے مدارین یا معدل و خط استوا۔ ہاں تساوی و اتحاد مرکز کا اجماع دائرہ کُرہ میں تناصف کا مساوی ہے، جب دو مساوی دائرے مرکز واحد پر ہوں گے ضرور تناصف ہوں گے و بالعکس یہ تینوں ایک کُرہ کے دائرہ عظام ہونے سے عام مطلقاً ہیں۔ ایک کُرہ کے دو عظیمے قطعاً تساوی بھی ہوں گے اور متحدہ المركز بھی اور تناصف بھی اور کُرہ میں مرکز واحد پر دو تساوی دائرے تناصف ہونگے اور عظیم نہیں۔ ان دلائل میں عام سے خاص کی طرف ترقی ہے کہ ہیأتِ جدیدہ نے بھی معدل و منطقہ کی تساوی مانی ہے اور اس سے دورہ زمین باطل بلکہ اس سے بھی بڑا خاص تر اتحاد مرکز مانا ہے بلکہ ان سے بھی خاص تر تناصف بلکہ سب سے خاص تر عظام ہونا ۱۲ منظر



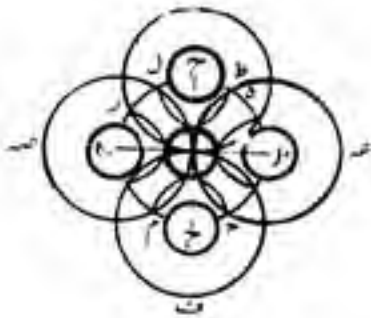
ا ب ح کے ا ب کہ مرکزہ پر گزرا ہے۔ ضرور
اس کا مرکز س ہے جس پر ا ب گزرا ہے ورنہ اگر ط ہو
تو اس کا نصف قطر ط ا یا ح ہو تو ح نصف قطر
ا ب یعنی س ح کے مساوی ہو۔ بہر حال جسے شکل برابر ہوں۔

مقدمہ ۲، اقول جب مساوی دائرے ایک دوسرے کے مرکز پر گزرے ہوں ان کا تقاطع
تثلیث ہوگا، یعنی ہر ایک کی قوس کہ دوسرے کے اندر پڑے گی ٹکٹ دائرہ ہوگی اور جتنی باہر رہے گی دو ٹکٹ
مرکزین ط، ہر نقطتین تقاطع ا، ب تک خطوط ملائیے کہ سب نصف قطر اور ہم مساوی
قوتوں ا ط، ط ب، اس، س ب کہ اگر ۲۴۰ لاجرم ہر قوس ۶۰ درجے رہے
کہ نصف قطر و تر نہیں مگر سدس درجہ کا، تو ا ط ب، اس ب ہر ایک ۱۲۰ درجے
ہے، اور ا ح ب، ا ب ہر ایک ۲۴۰ درجے ہے۔ یہاں پہلا دائرہ معدل
ہے دوسرا منطقہ، راس الحمل ب راس المیزان ط سرطان ط جدی تو حمل سے سنبند تک ۶ برج کہ قوس
ا ب میں ہے ۴۰، ۴۰ درجے کے ہوئے اور میزان سے حوت تک ۶ برج کہ قوس ا ط ب میں ہیں
۲۰، ۲۰ درجے کے۔ اس کا قائل نہ ہوگا مگر مجنون، تو دورہ زمین ثمرہ جنون۔ کو پرنکیس کی تقسید سے
مان بیٹھے اور آگاہ کیا کچھ نہ دیکھا کہ وہ تمام ہیئت کا دفتر الٹ دے گا۔

دلیل ۶۹: اقول تمام عقلائے عالم اور ہیئت جدیدہ کا اجماع ہے کہ مبادرت اعتدالین
ایک بہت خفیف حرکت ہے کہ ایک سال کامل میں پورا ایک دقیقہ بھی نہیں ۵۰۶۲ ہے (۲۲)
پچیس ہزار آٹھ سو ستتر برس میں دورہ پورا ہوتا ہے (۳۲) لیکن اگر زمین منطقہ پر دائرہ ہے تو واجب
کہ ہر سال دورہ پورا ہو جایا کرے تقاطع کا نقطہ ہر سماہی میں تین برج طے کر لیا کرے وہ حرکت کہ اکثر
برس میں بھی ایک درجہ نہیں چل سکتی ہر روز ایک درجہ اڑے۔

ا ب ج ط منطقہ البروج ہے۔ مرکز ط پر حیب زمین نقطہ آ پر تھی معدل دائرہ س ط ہوا جتنے
منطقہ کوہ راس الحمل س راس المیزان پر قطع کیا۔

(برصفا آئندہ)



جب زمین نقطہ ب پر آتی معدل دائرہ عہ
ہوا اور ح راس الحمل، ط راس المیزان جب
زمین ح پر آتی معدل دائرہ ق ہو اور سی راس الحمل
ک راس المیزان۔ جب ع پر آتی معدل حصہ ہوا
اور ل راس الحمل م راس المیزان۔ ان چاروں
دائرہوں نے منطقہ کو بارہ مساوی حصوں پر تقسیم کیا۔
مثلاً منطقہ کی قوس اب ربع دور ہے اور ہر یک مقدمہ
ثمانیہ تقاطع دائرہ عہ سے قوس ۱۵-۶۰ درجے تو

ب ۱۵-۳۰ درجے، یوں ہی تقاطع دائرہ عہ سے ب ط ۶۰ درجے تو ا ط ۳۰ درجے۔ لاجرم بیچ میں ۱۵-۴۵
بھی ۳۰ درجے۔ اسی طرح ہر رابع میں پس بالضرورة چاروں بار کے راس الحمل ۱۵-۴۵-۶۰-۹۰ درجے
کا فاصلہ، تو ہر سال راس الحمل تمام منطقہ پر دورہ کر آیا اور ہر سہ ماہی میں تین برج چلا ہر روز ایک درجہ بڑھ کر
اس سے جہالت اور کیا ہوگی تو دورہ زمین قطعاً باطل۔

دلیل ۷۰: اقول تمام عقلائے عالم اور ہیئت جدیدہ کا اجماع ہے کہ اس مدار پر دورہ کرنے والا
(شمس ہو یا زمین) سال بھر میں تمام بروج میں ہوا آتا ہے لیکن اگر یہ مدار زمین کا ہے تو ایک برج کیا
ایک درجہ کیا ایک دقیق چال چلنا محال۔ جب زمین آ پر تھی راس الحمل ۱۵ تھا تو آ کہ ۶۰ درجے اس سے
پیچھے ہے راس الدلو تھا جب زمین ب پر آتی اب راس الحمل ح ہے یہ بھی ب سے ۶۰ ہی درجے آگے
ہے تو ضرور ب راس الدلو ہے یوں ہی زمین جہاں ہوگی راس الحمل اس سے ۶۰ درجے آگے رہے گا اور
زمین ہمیشہ اس الدلو ہی پر رہے گی تو بروج میں انتقال نہ ہونا درکنار۔

اوپر تو جاذبیت و نافریت اسباب وزن نے سکون زمین ثابت کیا تھا یہاں خود دورہ زمین نے سکون
زمین مبرہن کر دیا، ثابت ہوا کہ ابتدائے آفرینش میں جہاں تھی وہیں اب بھی ہے اور جب تک باقی ہے
وہیں رہے گی، اس سے زیادہ قاهر دلیل اور کیا ہوگی کہ دورہ ماننا ہی ساکن منوا چھوڑے۔ اہل ہیئت جدیدہ
تقلید کو پریشانی کے نشے میں ان عظیم خرابیوں سے غافل رہے تو رہے عجب کہ آج تک ان کے رد کرنے والوں
کو بھی یہ آفتاب سے زیادہ روشن دلائل خیال میں نہ آئے دور کی باتیں بلکہ دور از کار باتیں بھی لکھا کے قرعین
کا اس طرٹ خیال ہی نہ گیا کہ منطقہ کو مدار زمین مانتے ہی تمام ہیئت کا پٹا الٹ جائے گا۔

دلیل ۷۱: اقول جب ۱۵ راس الحمل اور زمین ط راس الدلو پر ہے تو ضرور ط راس الحمل

جب زمین طے پر آئی اور راس الحمل ہمیشہ ۶۰ درجے اس سے آگے ہوگا تو راس الحوت راس الحمل کے بیچ ایک اور برج ہوا۔

دلیل ۷۲: جب طے پر آئی کہ راس الحمل تھا تو راس الحمل سے راس الحمل ۶۰ درجے آگے ہوا۔
دلیل ۷۳: جب طے پر آئی کہ راس الثور تھا حمل کہ اس سے ۳۰ درجے پیچھے تھا ۶۰ درجے آگے ہو گیا و علیٰ هذا القیاس۔

دلیل ۷۴: ہر برج راس الحمل سے کبھی آگے ہوگا کبھی پیچھے کہ راس الحمل سال میں ۱۲ برج پر دورہ کرے گا تو برج شمالی و جنوبی کی کوئی تعیین نہ رہی سب شمالی اور سب جنوبی اور ہر برج ایک وقت شمالی و جنوبی جبکہ راس الحمل اسی پر ہو۔

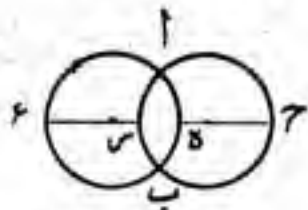
دلیل ۷۵: چاروں فصلوں کی تعیین باطل ہو گئی۔

دلیل ۷۶: جب زمین طے پر آئی کہ راس الحوت اور راس الحمل اس سے ۶۰ درجے آگے ہے اور شک نہیں کہ اس سے ۳۰ درجے آگے راس الحمل ہے تو دو راس الحمل ہوئے تو دو راس المیزان ہوئے تو دو دائروں کا تقاطع چار جگہ ہوا اور یہ محال ہے، دائرے دو جگہ سے زیادہ تقاطع نہیں کر سکتے (اقییدس مقالہ ۳ شکل ۱۰) بالجمہ صدا استعمال ہیں، دیکھو دورۂ زمین ماننے نے کیا کیا آفت جوتی تمام ہیئت دریا برد و گاؤں خورد کردی۔

دلیل ۷۷: اقول تمام عقلائے عالم وہیئت جدیدہ کا اجتماع ہے کہ معدل سے منطقہ کا میل کھلی بتائے والا دائرہ جسے دائرۂ میل کہتے ہیں ایک متعین دائرہ ہے جس کی قوس کہ ان کے منصف محل تقاطع پر گزرتی ہے خود ایک مقدار متعین رکھی ہے نہ یہ کہ چھوٹی بڑی قوسیں تحمل ہوں جن سے میل کی تحدید نہ ہو سکے لیکن اگر منطقہ مدار زمین ہے تو ایسا ہی ہوگا اور تحدید میل ناممکن ہوگی اس تحدید کے لئے ضروری ہے کہ وہ دونوں دائرے برابر ہوں کہ تیسرا ان کا مساوی ان کے اقطاب پر گزارا جائے اور وہ میل بتائے اگر تقاطع دائرے چھوٹے بڑے ہوں تو میل کی تعیین کہاں سے آئے گی۔ چھوٹے کے برابر تو بڑے کے برابر کیوں نہ لو و بالعکس اور دونوں سے مختلف لو تو کیا وجہ، اور پھر کتنا مختلف لو اور پھر صغر کی طرف یا بکر کی جانب کوئی تعیین نہیں اور شک نہیں کہ ان سب محتمل دائروں کی قوسیں مختلف ہو گئیں اور ان میں جو ایک لو اس کی قوس کی قیمت چھوٹے کے لحاظ سے اور بڑے کے لحاظ سے اور ہوگی۔ فرض تحدید میل کی طرف کوئی راہ نہ رہے گی اور ہم دلیل ۷۵ میں ثابت کر چکے کہ منطقہ کو مدار زمین مان کر معدل و منطقہ کی مساوات محال تو تحدید میل محال مگر وہ قطعاً یعنی اجماعی ہے، لاجرم دورۂ زمین باطل۔

دلیل ۷۸: اقول بغرض غلط مساوات بھی لے لو مثلاً خود اپنی ہیئت جدیدہ کے اقراءات تصریحاً

و عملیات سب پر خاک ڈال کر ہمیں کاہیں مدار زمین کے برابر ایک دائرہ موازی خط استوا لے کر اس کا نام معدل رکھ لو، اور اب میل کا حساب راست آئے گا۔ تمام عقلا کے عالم و ہیأت جدیدہ کا اجماع ہے کہ میل کلی ہزاروں برس سے ۲۴،۲۳ درجے کے اندر ہے (۲۹، ۲۳) لیکن زمین دورہ کرتی ہے تو اب میل کلی پورا ۶۰ درجے آئے گا اور مساوی دائرے کہ ہر ایک دوسرے کے مرکز پر گزرا ہو (مقدمہ ۱) اُن کا بُعد ہمیشہ اُن کے نصف قطر کے برابر ہوگا۔



۱ ح ب مرکزہ پر اور ۲ ح ب مرکزہ پر تو ۳ یا ۴ یا ۵ یا ۶ بُعد ہے کہ ہر ایک نصف قطر ہے، یہ سطح مستوی میں تقاض میں نصف قطر یعنی ۶۰ درجہ قطریہ کی قیمت درجات محیطیہ سے ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱ ہے لیکن گُرے پر بُعد دائرے سے لیا جاتا ہے تو اُن کا مساوی دائرہ میلہ کہ نقطتین ۳ یا ۴ یا ۵ یا ۶ پر گزرے گا یہ نصف قطر اس کا وتر ہوگا تو دائرۃ البروج کا میل ۲۴، ۲۳ کی جگہ کامل ۶۰ درجے آئے گا اور یہ سب کے نزدیک باطل، تو دورۃ زمین قطعاً وہم باطل۔

دلیل ۲: اقول جتنے مسائل کُرۃ سماوی پر بذریعہ علم مثلث کروی حل کئے جاتے ہیں جن کے مثلث میں ایک قوس دائرۃ البروج کی ہو، خصوصاً جبکہ دوسری قوس معدل کی ہو، جیسے کوکب کے میل و مطالع قرے اُس کے

لہ خاص اس مسئلہ میں ہمارا ایک رسالہ ہے البرهان القویہ علی الارض والتقویہ، جس میں اٹھارہ صورتیں قائم کر کے انھیں ۶ کی طرف راجع کیا، پھر ہر ایک میں جتنی شقیں متحمل ہیں جن کا مجموعہ ۳۵ ہے سب کو سب کی اور اُن پر توامرات بیان کئے کہ ہر صورت میں کیونکر میل الطالع سے تقویم و عرض نکالیں دونوں کے جدا جدا نکالنے کے بھی طریقے بتائے پھر تقویم سے عرض اور عرض سے تقویم معلوم کرنے کے پھر جگہ طرق پر براہین ہندسیہ کل شمسی و ظلی سے قائم کیں۔ یہ سب بیان تو اس رسالہ پر محمول۔

اصول علم الہیات ۹ میں بھی چند سطر کے اس توامر کے ذکر میں لکھیں جن میں عجیب خطائے فاحش کی شکل یہ بنائی۔



ی قی خط استوا یعنی (معدل النهار قی) اس کا قطب،
ی قی دائرۃ البروج، سما اس کا قطب، ص موضع کوکب، ف ص
یعنی (میلہ) اور ص ص یعنی (عرضیہ) بنائے ف ص پر ب ص
عمود کرایا۔ ف ص تمام میل ہے اور ص ق یعنی مابین القطبین

(باقی بر صفحہ آئندہ)

عرض و تقویم کا استخراج منطقہ کو مدار زمین ماننے سے سب باطل ہو گئے کہ اس کا مبنی گڑھ مساوی پر منطقہ کا عظیمہ ہوتا ہے۔ بالخصوص اس کا مبنی یہ ہے کہ منطقہ و معدل دونوں مساوی دائرہ ہیں اور دونوں کا مرکز ایک ہو اور دونوں کا تقاطع تناسب پر ہو منجملہ دونوں ایک گڑھ کے عظیمہ ہوں، اور ہم ثابت کر چکے کہ منطقہ مدار زمین ہو کہ یہ سب محال، لاجرم دورۂ زمین باطل خیال۔

دلیل ۸۰: اقول یہاں چند مقدمات نافعہ ہیں، دوشی میں اضافی، متقابل، متضاد نسبتیں کہ شے واحد میں دوسری کے لحاظ سے باعتبار واحد جمع نہ ہو سکیں دو قسمیں ہیں،

اول اعتباری محض جس کے لئے کوئی منشا واقع میں متعین نہیں۔ لحاظ و اعتبار سے تعین ہوتا ہے تو ہر شے اُسی دوسری کے اعتبار سے اُن دونوں ضدوں سے متصف ہو سکتی ہے جیسے اشیاء کی گنتی میں ادھر سے گنوں تو یہ اول وہ دوم ہے، ادھر سے گنوں تو عکس ہے کہ اُن کے اول و ثانی ہونے کیلئے واقع میں کوئی منشا متعین نہیں تمہارے لحاظ کا تاثر ہے۔ جدھر سے گنتی شروع کرو وہی اول ہے۔

دوہر واقعی جس کے لئے نفس الامر میں منشا متعین یہاں دو شے میں ایک کے لئے ایک ضد متعین ہوگی دوسری کے لئے دوسری۔ ہم کسی دوسرے لحاظ سے اُن میں تبدیل نہیں کر سکتے کہ اُن کا منشا ہمارے لحاظ کا تابع نہیں، جیسے تقدم و تاخر زمانی مثلاً یہ یقیناً سلسلہ سے پہلے ہے۔ اسی طرح نہیں کہہ سکتے کہ سلسلہ پہلے ہوا بعد ایک آیا۔

(۲) ان واقعات میں شے واحد کو دو کے لحاظ سے دونوں ضدیں عارض ہو سکتی ہیں، یہ تغیر نسبت نہ ہو بلکہ تغیر متبیین مگر ایک ہی شے کے لحاظ سے ممکن نہیں کہ تغیر نسبت ہے مثلاً

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

یہ سی میل کلی کہ آراس محل، زاویہ صفت تمام مطالع، زاویہ ص سراس تمام تقویم، سراس تمام عرض ہے یہاں تک مستدیر تھی آگے مثلث ص ب قائم الزاویہ سے ف ب پھر اس سے میل کلی ص ق ملا کر سراس معلوم کیا اور اس سے زاویہ سراس تمام تقویم ہے۔ یوں تقویم معلوم ہوئی۔ اب عرض معلوم کرنے کو مثلث سراس ب قائم الزاویہ لیا جس کی سراس زاویہ سراس معلوم ہوئے ہیں ان سے سراس تمام عرض جان کر عرض معلوم کیا یہ بدہتہ باطل ہے جب ف ص ب قائم ہے سراس ب کیونکہ قائمہ ہو سکتا ہے، مجز وکل برابر، خیر ہمیں اس سے عرض نہیں واقف فن جانتا ہے کہ اسی شکل میں کتنی جگہ سے منطقہ کا مدار زمین ہونا باطل ہوا۔ ۱۲ منہ غفرلہ

سلسلہ سے پہلے ہے سلسلہ سے بعد، لیکن اُن میں ایک کی نظر سے دونوں نہیں ہو سکتے۔ زید بن عمرو بن بکر میں عمرو بیٹا بھی ہے اور باپ بھی مگر وہ شخص کے لئے عمرو ایک کا باپ ہو اور اسی کا بیٹا بھی، یہ محال ہے۔

(۳) ان واقعی نسبتوں میں بعض وہ ہیں کہ شے کو بالعرض بھی عارض ہوتی ہے اگرچہ بالعرض میں بنظر ذات ایک ہی شے کے اعتبار سے دونوں ضدوں کی قابلیت ہوتی ہے مگر یہ اس میں بھی محال ہے کہ وقت واحد میں دو اعتبار مختلف سے دونوں ضدیں مان سکیں ورنہ نسبت اعتباریہ مثلاً زید سلسلہ میں پیدا ہوا عمرو سے کہ سلسلہ میں ہوا عمر میں بڑا ہے اب یہ نہیں کہہ سکتے کہ کسی دوسرے اعتبار سے عمرو زید سے عمر میں بڑا ہے اگرچہ ان کی ذات کی نظر سے یہ محال نہ تھا کہ عمرو سلسلہ میں پیدا ہوتا اور زید سلسلہ میں۔ عمر میں بڑا چھوٹا ہونا منعکس ہو جاتا۔

(۴) فرق و تحت اُن ہی نسبت واقعیہ سے ہیں۔ چھت اور پر ہے اور صحن نیچے۔ تم جب زمین پر کھڑے ہو تمہارا سر اوپر ہے اور پاؤں نیچے۔ کوئی عاقل ہرگز نہ کہے گا کہ یہ زیر و بالا واقعی نہیں اعتباری ہے۔ کسی دوسرے لحاظ سے چھت نیچے ہے اور صحن اوپر، تمہارا سر نیچے اور ٹانگیں اوپر یعنی واقع میں نہ چھت اور سر اوپر ہیں اور نہ پاؤں اور صحن نیچے، بلکہ عندیہ کی طرح ہمارے اعتبار کے تابع ہیں ہم چاہیں تو سر اور چھت کو اونچا سمجھ لیں چاہے پاؤں اور صحن کو کیا مجنوں کے سوا کوئی ایسا کہہ دے گا۔ (۵) جب یہ نسبت واقعیہ ہے تو اس کے لئے نفس الامر میں ضرور کوئی منشاء متعین ہے جو کسی کے لحاظ و اعتبار کا تابع نہیں، وہ فوق کے لئے تمہارا سر یا چھت خواہ تحت کے لئے تمہارے پاؤں یا صحن نہیں اگر تمہیں الٹا کھڑا کیا جائے تو سر نیچا ہو جائے گا اور پاؤں اوپر۔ یوں ہی اگر شہر لوٹیاں کی طرح معاذ اللہ مکان الٹ جائے تو صحن اوپر ہو گا چھت نیچے، تو معلوم ہوا کہ ان کو یہ نسبتیں بالذات عارض نہیں بلکہ بالعرض و منشاء کچھ اور ہے جسے ان کا عرض بالذات ہے اور اس کے واسطے سے چھت اور سر کو۔

(۶) نسب متقابلہ واقعیہ میں کبھی دونوں جانب تحدید یعنی حد بندی ہوتی ہے۔ مثلاً زید کا والد اول و ولد اخیر نہ اول سے پہلے اس کا کوئی ولد ہو سکتا ہے ورنہ یہ اول نہ ہو گا نہ آخر کے بعد ورنہ آخر نہ ہو گا اور کبھی صرف ایک طرف تحدید ہوتی ہے دوسری جانب اس کے مقابلے پر غیر محدود و مسلسل رہتی ہے جیسے کسی شے سے اتصال و انفصال، اتصال محدود ہے اس میں کمی و بیشی کی راہ محدود مگر انفصال کے لئے کوئی حد نہیں جتنا بھی فاصلہ ہو گا انفصال ہی رہے گا یا نسبت اعتباریہ

میں کسی طرف تحدید ضرور نہیں کہ وہ تابع اعتبار میں۔ فوق و تحت نسبت واقعہ سے ہیں تو ضرور ان میں تو ایک جانب تحدید ضرور ہے ورنہ اعتبار محض رہ جائیں گے ہر تحت سے تحت اور ہر فوق سے فوق مقصور، تو کسی کا کوئی منشاء متعین نہیں، جسے چاہو تحت فرض کر لو، تو باقی سب فوق ٹھہریں گے پھر فوق کو تحت فرض کر دو تو یہ سب فوق ہو جائیں گے اور وہ فوق تحت ملا جو ان کی تحدید میں تین صورتوں سے ایک لازم، یا تو وہ متقابل چیزیں بالذات فوق و تحت ہوں کہ نہ فوق بالذات اور نہ ممکن ہے نہ تحت بالذات کیجئے۔ باقی اشیاء کہ ان کے اندر ہیں جو فوق سے قریب ہو فوق بالعرض ہے جو تحت سے قریب ہو تحت بالعرض اور ان میں ہر شے دو چیز اقرب والبعید کے لحاظ سے فوق و تحت دونوں یہ صورت دونوں طرف تحدید کی ہوگی یا فوق بالذات متعین ہو کہ اس سے تفوق محال اور اس کے مقابل غیر محدود جتنے چلے جائے سب تحت ہے اور ہر اسفل سے اسفل تک ممکن یا تحت بالذات متعین ہو کہ اس سے تسفل ممکن اور اس سے محاذی یا متنائی جتنے بڑھو سب فوق ہے اور ہر بالا سے بالا تر مقصور تینوں صورتیں اپنی ذات میں تحت و فوق کے نسبت واقعہ ہونے کو کس ہیں۔

(۷) اب تمام عقلائے عالم کے اتفاق سے تحت محدود ہے۔ فوق کی تحدید کہ ہر ایک شے پر جا کر فوقیت بنتی ہو جائے اور اس سے فوق ناممکن ہو بالضرورت واقعیت پر نہیں سکتی کہ وہ تو حاصل ہو چکی اور خارج سے اس پر کوئی دلیل نہیں تو اس کا ماننا جزا ہے۔

فلسفہ قدیمہ کا رد بعونہ تعالیٰ تذیل جلیل میں آتا ہے۔ یہاں اس کی حاجت نہیں اور ہیأت جدیدہ کا اتفاق ہے کہ فوق محدود نہیں مسئلہ تنافی البعد ہم پر وارد نہیں کہ ہمارے نزدیک فضا کے خالی بعد مہوم ہے کہ انقطاع و ہم سے منقطع ہو جائے گا جب پھر تو ہم کر دو گے اور آگے بڑھے گا اور کسی حد پر غنتی نہ ہوگا کہ اس کے اوپر متوہم نہ ہو سکے ترشش ثالث متعین ہوئی یعنی تحت بالذات متعین ہے اس کے سوا کوئی تحت اس سے جو قریب ہے وہ تحت اضافی ہے، جو بعید ہے وہ فوق تاخیر نہایت ہے۔

..... کہ تحت کے سب اطراف یکساں ہیں۔ ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں کہ ایک طرف بعد زائد دوسری طرف کم بلکہ جو سب طرف لا متناہی ہے سب طرف برابر ہے کہ دو نامنتہی کہ ایک مبتدئ سے شروع ہوں اور امتداد میں کم و بیش نہیں ہو سکے ورنہ جو کم رہا متناہی ہو گیا، تو لازم کہ تحت حقیقی تمام امتدادوں کی وسعت میں ایک شے موجود متعین ہو جس کے ہر طرف فوق ہو اور تحت کا اشارہ ہر جانب سے اُسی پر غنتی ہو، امتداد جو آگے بڑھے فوق کی طرف چلے۔

(۸) یہیں سے ظاہر ہے کہ تحت بالذات کا ایک نقطہ غیر متجزیہ ہونا لازم ورنہ جسم یا سطح یا خط میں نقاط کثیرہ فرض ہو سکتے ہیں جن کی طرف اشارہ جتسہ جدا جدا ہوگا اور ایک دوسرے سے بعید تر ہوگا تو خود ان میں فوق و تحت

ہوں گے اور تحت حقیقی ایک نقطہ ہی رہے گا۔

(۹) یہ نقطہ متعینہ جس کے جمیع جہات سے وسط جملہ امتدادات ہونے نے اُسے مرکز کرہ بنایا، ضرور ہے کہ کسی کرہ موجود کا مرکز ہو جو بالذات تحت ہونے کے لئے متعین ہو نہ یہ کہ کسی اعتبار و اصطلاح پر ہو ورنہ نسبت واقعہ نہ رہے گی۔ فضا کے خالی میں کوئی نقطہ اصلاً تمیز ہی نہیں رکھتا۔ ہمارے اعتبار سے تمیز ہو گا نہ کہ تحت ہونے کے لئے بالذات متعین۔

(۱۰) ضرور ہے کہ اس مرکز کو حرکت اینیہ نہ ہو ورنہ دو چیزیں کہ اُن میں ایک فوق اور دوسری تحت تھی۔ ایک ہی جگہ رکھے رکھے بدل جائیں۔ حرکت اینیہ سے ممکن کہ وہ مرکز فوق کے قریب آجائے اور تحت سے بعید ہو جائے تو باوصف اپنی اپنی جگہ ثابت رہنے کے لئے فوق تحت ہو جائے اور تحت فوق اور اسے کوئی عاقل قبول نہ کرے گا۔ مثلاً ایک مکان کسی دوسرے مقام پر ہے جس کا صحن اُس تحت فاتی سے قریب ہے اور سقف دُور۔ اب وہ مرکز متحرک ہو کر اوپر آجائے تو چھت اُس سے قریب ہو جائے گی اور صحن دُور۔ اب کہنا پڑے گا کہ بیٹھے بٹھائے سیدھے مکان کی چھت نیچے ہو گئی اور صحن اوپر۔ پول ہی وہاں جو آدمی کھڑا ہو بچارہ بدستور کھڑا ہے مگر سر نیچے ہو گیا اور ٹانگیں اوپر، جب یہ مقدمات مہمہ ہوئے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ جب تم زمین پر سیدھے کھڑے ہو تمہارے سر کی جانب جہت فوق تا دُور چلی گئی ہے تو بلکہ مقدّم ششم ضرور ہے کہ پاؤں کی جانب جہت تحت کسی حد کی جانب ختم ہو جائے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ وہ اس کرہ زمین میں ہے یا اُس کے بعد، لیکن ہدایت معلوم اور ہر عاقل کو معقول کہ جس طرح تم اس طرف زمین کے اوپر ہو اور تمہارا سر اونچا پاؤں نیچے، یونہی امریکہ میں یا تمام سطح زمین میں کسی جگہ کوئی کھڑا ہو اس کی بھی حالت ہوگی۔ امریکہ والوں کو یہ نہ کہنا چائے گا وہ زمین پر نہیں بلکہ زمین اوپر ہے یا اُن کا سر اوپر نہیں، بلکہ ٹانگیں اوپر ہیں تو روشن ہو کہ وہ حد زمین ہی کے اندر ہے اور اس کا مرکز تحت حقیقی ہے تو بلکہ مقدّم عاشرہ کرہ زمین ساکن ہو اور اس کی حرکت اینیہ باطل۔

دلیل ۸۱: اقول وہ کرہ موجود جس کا مرکز تحت حقیقی ہے، فلک ہے یا شمس، یا ارض، یا اور کوئی سیارہ یا ثابتہ یا قمر۔

اول تو ہیأت جدیدہ مان نہیں سکتی کہ وہ وجود افلاک ہی کے قائل نہیں۔

دوم ضرور اُس کا مدعا ہے کہ شمس کو ساکن فی الوسط مانتی ہے۔ ضرور کہ اہل ہیأت جدیدہ جب دُور کو زمین پر سیدھے کھڑے ہوں تو سر نیچے ہو اور ٹانگیں اوپر، اس لئے کہ سر تحت حقیقی سے قریب ہے اور پاؤں دُور۔ جب زمین کی حرکت مستدیر قریب مغرب اس حالت پر لائے کہ سر اور پاؤں کا فعل مرکز شمس برابر رہ جائے تو اب نہ سر اوپر نہ پاؤں۔ بال آدمی رات کو آؤیت پر آئیں کہ سر اوپر ہو جائے کہ تحت سے

بید ہے اور پاؤں نیچے کر قریب ہیں۔ جب بعد طلوع پھر وہی حالت تساوی ہو سر اور پاؤں دوبارہ برابر ہو جائیں، جب دوپہر ہو پھر سر نیچے اور ٹانگیں اوپر ہو جائیں، ہمیشہ بے جنبش کئے یونہی قلابا زیاں کھائیں۔ یہی حال ہر روز صحن و سقف کا ہو کہ کبھی صحن اوپر اور چھت نیچے کبھی بالکس۔ یہی حال زمین میں قائم درختوں کا کہ آدھی رات کو جڑ نیچے ہے اور شاخیں اوپر۔ دوپہر ہوتے ہی پڑید ستور رہے گر شاخیں نیچے ہو گئیں اور جڑ اوپر۔ دوپہر کے وقت جو بخار یا دھواں اُٹھے کہو کہ نیچے گرا آج پھر گرے کہو کہ اوپر اڑا۔ یوں ہی بے شمار استمالے ہیں۔ دیگر سیارہ و اقمار و ثوابت کا بھی یہی حال ہے کہ اُن میں جس کسی کا بھی مرکز لوگے ایسے ہی استمالے ہوں گے۔ لاجرم مرکز زمین ہی وہ مرکز ساکن ہے اور زمین کی حرکت اینیہ باطل۔

دلیل ۸۲ : اقول ہر عاقل جانتا ہے کہ جہات ستہ میں چپ و راست پس و پیش پہلو بدلنے سے بدل جاتے ہیں۔ مشرق کو منہ کر دو مشرق آگے، مغرب پیچھے، جنوب داہنے، شمال بائیں ہے اور مغرب کی طرف متوجہ ہو تو سب بدل جاتیں گے کہ اُن میں تمہارے اعضاء منہ اور پیٹ اور بازوؤں کا اعتبار ہے، یہ جس طرف ہوں گے وہ سمت پیش و پس و راست و چپ ہوگی مگر زیر و بالا میں تمہارے سرو پا کا اعتبار نہیں کہ جدھر سیدھے وہ اوپر ہے اور جدھر پاؤں وہ نیچے، بلکہ وہ جہتیں خود متعین ہیں۔ سیدھے کھڑے ہونے میں جو جانب فوق اور دوسری طرف تحت ہے، اُلٹے ہو جاؤ جب بھی فوق و تحت وہی رہیں گے۔ اب یہ نہ ہوگا کہ سر کی طرف اوپر اور پاؤں کی طرف نیچے، بلکہ یہ ہوگا کہ اب تمہارا سر نیچے اور پاؤں اوپر ہیں۔ اگر مرکز شمس جیسا کہ ہیئت جدیدہ کا گمان ہے وہ مرکز ساکن و تحت حقیقی ہو زیر و بالا کی بھی وہی حالت ہو جائے گی جو اُن چاروں جہات کی تھی۔ جب آفتاب طلوع سے ایک خفیف دوپہر کے بعد یا غروب سے ایک خفیف دوپہر پہلے افقِ حسی کی محاذات میں آئے تو اگر اُس کی طرف پاؤں کر کے لیٹو تو سر اوپر ہے اور پاؤں نیچے کہ مرکز شمس سے قریب تر ہیں اور اُسی وقت سر جانب شمس کر کے لیٹ جاؤ تمہارا سر نیچا ہو گیا اور ٹانگیں اوپر کہ اب سر مرکز شمس سے قریب ہے۔ اسی طرح جو سیارہ یا ثوابت یا قمر لوہی حالت ہوگی سولے زمین کے کہ اس کا مرکز تحت حقیقی ماننے سے سب شکلیں ٹھیک رہتی ہیں۔ لاجرم وہ مرکز ساکن ہے اور حرکت زمین باطل۔

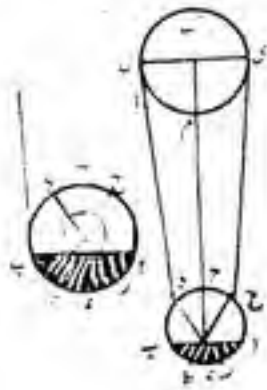
دلیل ۸۳ : اقول ہر عاقل جانتا ہے کہ حرکت موجب سخونت و حرارت ہے۔ عاقل درکنس ہر جاہل بلکہ ہر مجنون کی طبیعت غیر مشاعرہ اس مسئلہ سے واقف ہے، لہذا جاڑے میں بدنِ بشدت کا نپٹے لگتا ہے کہ حرکت سے حرکت پیدا کرے بھیگے ہوئے کپڑوں کو ہلاتے ہیں کہ خشک ہو جائیں یا خود بھی ہونے کے علاوہ ہیئت جدیدہ کو بھی تسلیم۔ بعض اوقات آسمان سے کچھ سخت اجسام نہایت سوز و نوح و مشتعل گرتے ہیں

جن کا حدوث بعض کے نزدیک یوں ہے کہ مقرر پتھر کے آتشی پہاڑوں سے آتے ہیں کہ شدت اشتعال کے سبب جاذبیت قمر کے قابو سے نکل کر جاذبیت ارض کے دائرے میں آکر گر جاتے ہیں۔ اس پر اعتراض ہوا کہ زمین پر گرنے کے بعد تھوڑی ہی دیر میں سرد ہو جاتے ہیں۔ یہ لاکھوں میل کا فاصلہ طے کرنے میں کیوں نہ ٹھنڈے ہو گئے؟ اس کا جواب یہی دیا جاتا ہے کہ اگر وہ نرے سرد ہی چلتے یا راہ میں سرد ہو جاتے جب بھی اس تیز حرکت کے سبب آگ ہو جاتے کہ حرکت موجب حرارت اور اس کا افراط باعث اشتعال ہے۔ اب حرکت زمین کی شدت اور اس کے اشتعال وحدت کا اندازہ کیجئے۔ یہ مدار جس کا قطر اٹھارہ کروڑ اٹھاون لاکھ میل ہے اور اس کا دورہ ہر سال تقریباً تین سو پینسٹھ دن پانچ گھنٹے اڑتالیس منٹ میں تمام ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ اگر یہ حرکت حرکت زمین ہوتی یعنی ہر گھنٹے میں اڑسٹھ ہزار میل کہ کوئی تیز سے تیز ریل اس کے ہزارویں حصے کو نہیں پہنچتی پھر یہ سخت قہر حرکت نہ ایک دن نہ ایک سال نہ سو برس بلکہ ہزار ہا سال سے لگاتار بے فتور و اندام ستر ہے تو اس عظیم حدت و حرارت کا کون اندازہ کر سکتا ہے جو زمین کو پہنچتی، واجب تھا کہ اُس کا پانی کب کا خشک ہو گیا ہوتا، اس کی ہوا آگ ہو گئی ہوتی، زمین دہکتا انگارہ بن جاتی جس پر کوئی جاندار سانس نہ لے سکتا پاؤں رکھنا تو بڑی بات ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ زمین ٹھنڈی ہے، اس کا مزاج بھی سرد ہے، اُس کا پانی اس سے زیادہ ٹھنک ہے، اس کی ہوا خوشگوار ہے، تو واجب کہ یہ حرکت اس کی نہ ہو بلکہ اُس آگ کے پہاڑ کی جسے آفتاب کہتے ہیں جسے اُس حرکت کی بدولت آگ ہونا ہی تھا۔ یہی واضح دلیل حرکت یومیہ جس سے طلوع اور غروب کو اکب ہے زمین کی طرف نسبت کرنے سے مانع ہے کہ اُس میں زمین ہر گھنٹے میں ہزار میل سے زیادہ گھومے گی۔ یہ سخت دورہ کیا کم ہے، اگر کئے یہی استعمال قمر میں ہے کہ اگرچہ اس کا مادہ چھوٹا ہے مگر مدت بارہویں حصے سے کم ہے کہ گھنٹے میں تقریباً سوا دو ہزار میل چلتا ہے۔ اس شدید صریح حرکت نے اُسے کیوں نہ گرم کیا۔

اقول یہ بھی حیاتِ جدیدہ پر وارد ہے جس میں آسمان نہ مانے گئے۔ فضا کے خالی میں جنبش ہے تو ضرور چاند کا آگ اور چاندنی کا سخت دھوپ سا گرم ہو جانا تھا لیکن ہمارے نزدیک کل فی فضا یسبحون ہر ایک ایک گھیرے میں پڑتا ہے۔ لیکن کہ فلک قمر یا اس کا وہ حصہ جتنے میں قرشاوری کرلہے خالق عظیم عزوجل نے ایسا سرد بنایا ہو کہ اس حرارت حرکت کی تبدیل کرنا اور قمر کو گرم ہونے دیتا ہو جس طرح آفتاب کے لئے حدیث میں ہے کہ اُسے روزانہ برف سے ٹھنڈا کیا جاتا ہے ورنہ جس چیز پر گرتا جلا دیتا۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

دلیل ۸۴ : اقول زمین کی حرکت یومیہ یعنی اپنے محور پر گھومنے کا سبب ہر چیز کا طالب نور و حرارت ہونا ہے یا جذبِ شمس سے نافریت (نمبر ۳۳)۔ بہر حال تقاضائے طبع ہے اور اس کے لئے متعدد راستے تھے اگر زمین مشرق سے مغرب کو جاتی جب بھی دونوں مطلب بعینہ ایسے ہی حاصل تھے جیسے مغرب سے مشرق کو جانے میں، پھر ایک کی تخصیص کیوں ہوئی، یہ ترجیح بلا مرجح ہے جو قوت غیر شاعرہ سے ناممکن، لہذا زمین کی حرکت باطل۔

دلیل ۸۵ : اقول یہ دونوں وجہ پر واجب تھا کہ خطِ استوا دائرۃ البروج کی سطح میں ہو کیلئے شمس ہے اور احب، زمین - ی، ا، ب دونوں کو تماس میں تو زمین کا قطعہ احب نصف سے بڑا شمس کے مقابل اور اس سے مستنیر ہے اور قطعہ اءب نصف سے چھوٹا تاریک اور اس سے مستنیر ہے اور احب ۶



سطح دائرۃ البروج اور کا سطح خطِ استوا احب قطبین میں ہے اور مرکز شمس یعنی سمت پر گزرتا ہے اور مرکز شمس ملازم دائرۃ البروج ہے۔ ۶، ۵، ۴ میل کلی ہیں اور ظاہر ہے کہ قطعہ ی م ل میں ارفع نقاط م ہے اور قطعہ احب کو م ح کو اقصیٰ خطوط والصلح ہے تو زمین شمس سے قریب تر نقطہ ح ہے پھر ہر طرف ۶ و ب تک بُعد بڑھتا گیا یہاں تک کہ ان کے بعد مقابلہ

استثناء۔ اصلاً تر تو سب سے زیادہ جذب ح پر ہے اور جاذبیت و نافریت مساوی ہیں (نمبر ۶) تو واجب کہ سب سے زیادہ نافریت بھی یہیں ہو اور کوا متحرکہ میں سب سے زیادہ نافریت منطقہ یہ ہے کہ وہی دائرہ سب سے بڑا ہے پھر قطبین تک اُس کے موازی چھوٹے ہوتے گئے ہیں یہاں تک کہ قطبین پر حرکت ہی نہ رہی۔ تو واجب تھا کہ ح ط حرکت محوری زمین کا منطقہ یعنی خطِ استوا ہوتا لیکن ایسا نہیں بلکہ

لے ہیئت جدیدہ کو تسلیم کہ اس نے اپنی تحریرات ریاضی میں براہین ہندسیہ سے ثابت یہاں چھوٹا کرہ جب بڑے کے محاذی ہو تو بڑے کا چھوٹا قطعہ چھوٹے کے بڑے قسط کے مقابل ہوگا۔ خطوط تماس بڑے کُرے سے اُس کے قطر کے اقصیٰ تری ل سے منکلیں گے اور چھوٹے کُرے کے قطر سے اُدھر و تر آب کے کناروں پر مس کرینگے ولہذا شمس سے زمین کے استنارے میں نصف شمس سے کم منیر اور نصف ارض سے زیادہ مستنیر ہوتا ہے اور قر سے زمین کے استنارے میں بالکس ۱۲ منہ غفرلہ۔

منطقہ کا رہے تو جہاں جاذبیت کم ہے وہاں نافریت زائد ہے اور جہاں زائد ہے وہاں کم، اور یہ باطل ہے۔
لاجرم حرکت زمین باطل ہے۔ یوں ہی طلب نور و حرارت کے لئے آب کے نیچے جو اجزاء ہیں وہ آگے
بڑھتے اور اپنے اگلے اجزاء کو بڑھاتے اور حرکت منطقہ حرارہ پر پیدا ہوتی نہ حرارہ کے نیچے جو اجزاء
نور و حرارت پارہے ہیں وہ آگے بڑھتے اور حرکت منطقہ کاسم پر ہوتی۔

دلیل ۸۶: اقول حرکت وضعیہ میں قطب سے قطب تک تمام اجزاء محور ساکن ہوتے ہیں اور ہم
نمبر ۳۳ میں ثابت کر آئے کہ زمین کی یہ حرکت اگر ہے تو ہرگز تمام کُرے کی حرکت واحدہ نہیں، جس کے لئے
قطبین و محور ہوں جب کہ ہر جز کی جدا حرکت اینیہ ہے کہ ہر جز میں نافریت اور طلب نور و حرارت ہے
تو اجزاء محور کا سکون بے معنی نہ کہ وہ بھی خط حرارہ پر جہاں جاذبیت ہے نہ قوت اور اس کے بعد تک
مقابلہ باقی ہے تو بطلان حرکت زمین میں کوئی شبہ نہیں۔

دلیل ۸۷: اقول ہماری تقریر ۳۳ سے واضح کہ اجزاء زمین میں تدافع ہے،
اڈکا اجزاء کی حرکت اینیہ میں اور ہر اینیہ میں قوت دفع ہے کہ وہ مکان بدلتی ہے جو اس کی راہ میں
پڑے اُسے ہٹاتی ہے۔

ثانیاً یہاں اسی قدر نہیں بلکہ اجزاء کی چال مضطرب ہے تو تدافع نہیں تلاطم ہے۔ حرکت محوری
اگر جاذبیت و نافریت سے ہو جس طرح ہم نے نمبر ۳۳ میں تقریر کی جب تو ظاہر کہ قرب مختلف تو جذب
مختلف تو نافریت مختلف تو چال مختلف تو اضطراب حاصل ورنہ اس کی کوئی بھی وجہ ہو۔ بہر حال اصول ہیات
جدیدہ پر یہ احکام یقیناً ثابت کہ:

- (۱) بعض اجزاء ارض کا مقابل شمس اور بعض کا حجاب میں ہونا قطعی۔
- (۲) مقابلہ زمین قرب و بُعد اور خطوط واصلہ کا عود و مخرف ہونے کا اختلاف یقینی۔
- (۳) ان اختلافات سے جاذبیت میں اختلاف ضروری۔
- (۴) اس کے اختلاف سے نافریت میں کمی بیشی لازمی۔
- (۵) اُس کمی بیشی سے چال میں تفاوت حتمی۔

(۶) اس تفاوت سے اجزاء میں تلاطم و اضطراب ان میں سے کسی مقدمہ کا انکار ممکن نہیں تو حکم
میقن تو واجب کہ معاذ اللہ زمین میں ہر وقت حالت زلزلہ رہے۔ ہر شخص اپنے پاؤں کے نیچے اجزاء زمین
کو سرکنا تلاطم کرتا پائے اور آدمی کا زمین کے ساتھ حرکت عرضیہ کرنا اس احساس کا مانع نہیں، جیسے ریل
میں بیٹھنے سے بالعموم ہوتی ہے خصوصاً پرانی گاڑی میں لیکن بھدا اللہ تعالیٰ ایسا نہیں تو حرکت محوری

یقیناً باطل۔ مقامِ شکر ہے کہ خود ہیأتِ جدیدہ کا اقرار اس کا آزار۔
 کسی نے کہا تھا کہ زمین چلتی تو ہم کو چلتی معلوم ہوتی۔ اس کا جواب یہی دیا کہ زمین کی حرکت اگر مختلف
 ہوتی یا اس کے اجزاء جدا جدا حرکت کرتے ضرور محسوس ہوتی۔
 مجموعہ گہ کو ایک حرکت ہموار لاحق ہے۔ لہذا جس میں نہیں آتی، جیسے کشتی کی حرکت کشتی نشیں کو
 محسوس نہیں ہوتی یعنی جب تک جھکے گا نہیں۔
 الحمد للہ! ہم نے دونوں باتیں ثابت کر دیں کہ زمین کو اگر حرکت ہوتی تو ضرور اجزاء کو جدا جدا ہی
 ہوتی اور ضرور ناہموار و مضطرب ہی ہوتی جب ایک بات پر محسوس ہونا لازم تھا کہ اب کہ دونوں جمع ہیں
 بدرجہ اولیٰ احساس واجب، لیکن اصلاً نہیں، تو زمین یقیناً ساکن محض ہے۔
 دلیل ۸۸: اقول پانی زمین سے بھی کہیں لطیف تر ہے تو اس کے اجزاء میں تلاطم و اضطراب
 اشد ہوتا اور سمندر میں ہر طرف طوفان رہتا۔
 دلیل ۸۹: اقول پھر ہوا کی لطافت کا کیا کہنا۔ واجب تھا کہ آٹھ پہر غرب سے شرق تک،
 تحت سے فوق تک ہوا کی ٹکڑیاں باہم ٹکراتیں، ایک دوسرے سے تپاچکے کھاتیں اور ہر وقت سخت
 آندھی لاتیں، لیکن ایسا نہیں تو بلاشبہ زمین کی حرکت محوری باطل اور اس کا ثبوت و سکون ثابت و محکم۔
 واللہ الحمد و صلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ وسلم، آمین!

دلائل تدریجیہ

یہاں تک ہم نے زیادہ توجہ گردشِ سورۃ زمین کے ابطال پر رکھی۔ فصلِ اول میں ردِ اول عام کے
 سوا باقی گیارہ اور فصلِ سوم میں سات اخیر کے سوا باقی بیس سب اسی کے ابطال میں ہیں۔ انگوٹوں
 ساری ہمت گرد محور حرکت زمین کے ابطال پر صرف کی ہم ان میں سے وہ انتخاب کریں جن سے اگرچہ
 جواب دیا گیا بلکہ بہت کو خود مستدلین نے رد کر دیا لیکن ہم ان کی تشہید و تائید کریں گے اور خود ہیأتِ جدیدہ
 کے اقراروں سے ان کا تام و کامل ہونا ثابت کر دیں گے پھر زیادات میں جن کی اور طرح توجیہ کر کے
 تصحیح کریں گے پھر تذیل میں انگوٹوں سے وہ دلائل جن پر اگرچہ انہوں نے اعتماد کیا مگر ہمارے نزدیک
 باطل و ناتمام ہیں وہاں اللہ التوفیق۔

دلیل ۹۰: بھاری پتھر اوپر پھینکیں سیدھا وہیں گرتا ہے۔ اگر زمین مشرق کو متحرک ہوتی تو مغرب میں گرتا کہ جتنی دیر اُپر گیا اور آیا اُس میں زمین کی وہ جگہ جہاں سے پتھر پھینکا تھا حرکت زمین کے سبب کنارہ مشرق کو ہٹا گئی۔ اقول زمین کی محوری چال ہر سیکنڈ ۵۰۶۴ گز ہے اگر پتھر کے جانے آنے میں ۵ سیکنڈ صرف ہوں تو وہ جگہ ۲۵۳۲ گز سرک گئی پتھر تقریباً ڈیڑھ میل مغرب کو گرنا چاہئے حالانکہ وہیں آتا ہے۔

دلیل ۹۱: دو پتھر ایک قوت سے مشرق و مغرب کو پھینکیں تو چاہئے کہ مغربی پتھر بہت تیز جاتا معلوم ہو اور مشرقی سست۔ نہیں نہیں بلکہ مشرقی بھی اُٹا مغرب ہی میں گرے اقول یا پھینکنے والے کے ماتھے پر گرے۔ مثلاً وہ پتھر اتنی قوت سے پھینکے تھے کہ دونوں طرف تین سیکنڈ میں ۱۹ گز پر جا کر گرتے۔ سنگ مغربی موضع رمی سے جب تک ۱۹ گز مغرب کو ہٹا ہے اتنی دیر موضع رمی ۱۵۱۹ گز مشرق کو ہٹ گیا تو یہ پتھر موضع رمی سے ۵۳۸ گز کے فاصلے پر گرے گا اور سنگ مشرقی وہاں سے انگل بھی سرکنے پائے گا کہ موضع رمی زمین کی حرکت سے اُسے جالے گا۔ اب اگر پھینکنے والے نے اپنے محاذات سے بچا کر پھینکا تھا تو یہ پتھر تین سیکنڈ میں ۱۹ گز مشرق کو چل کر گر جائے گا اور اتنی دُور میں موضع رمی ۱۵۱۹ گز تک پہنچے گا تو یہ موضع رمی سے ۵۰۰ گز مغرب میں گرے گا اور اگر محاذات پر پھینکا تھا تو معاذ میں کی حرکت سے پھینکنے والا پتھر سے ٹکرائے گا اور پتھر اس کے لگ کر وہیں کا وہیں گر جائے گا لیکن ان میں سے کچھ نہیں ہوتا تو معلوم ہوا کہ حرکت زمین باطل ہے۔

شم اقول بلکہ اولیٰ یہ کہ یہ دلیل بایں تفصیل قائم کریں جس سے دو دلیل ہونے کی جگہ تین دلیلیں قائم ہو جائیں کہ جہاں شقوق واقع ایک ہی ہو سکے وہ ایک ہی دلیل ہوگی اگرچہ شقیں سو ہوں اور جہاں ہر شق واقع ہو سکے اور ہر ایک پر استعمال ہو وہ ہر شق جدا دلیل ہے۔ درخت کی ایک شاخ سے دو پرند مساوی پرواز کے مساوی مدت تک مثلاً ایک گھنٹہ اڑنے ایک مغرب دوسرا مشرق کو، اگر اُن کی پرواز رفتار زمین کے مساوی ہے

لے یہ اور اُس کے بعد کی دلیل تذکرہ طوسی و شرح حکمت العین و ہدیہ سعیدیہ تک اکثر کتب میں ہیں۔
لے شرح خضریٰ سے ہدیہ سعیدیہ۔ اسی دلیل سے یوں بھی ثابت کرتے ہیں کہ تیر و طائر و ابر مشرق کو چلتے نہ معلوم ہوں (شرح حکمت العین) اسی سے یوں کہ مشرق کو جاتا مغرب کو چلتا نظر آئے (خضریٰ)
اقول بلکہ مشرق کو جانا مغرب کو جانا ہو کہ اب تک پرند کی جگہ جو پتھر مشرق کو سر کے یہ جگہ سیکڑوں جگہ نکل جائے گی تو یہ اُس جگہ سے تجاوز کرنا درکنار ہمیشہ اس سے پیچھے ہی رہے گا ۱۲ منہ غفرلہ۔

گھنے میں ایک ہزار چھتیس میل تو غریب شاخ سے دو ہزار بہتر میل پر پہنچا کہ جتنا وہ مغرب کے چلا اسی قدر شاخ زمین کے ساتھ مشرق کو گئی اور مشرقی بال بھر بھی شاخ سے جدا نہ ہوا کہ جتنا اڑتا ہے زمین بھی اتنی ہی رفتار سے مشاخ کو اُس کے ساتھ ساتھ لا رہی ہے حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ مساوی پرواز والے مساوی فصل پاتے ہیں۔

دلیل ۹۲: اگر ان کی پرواز رفتار زمین سے زائد ہے مثلاً گھنے میں ۱۰۳۷ میل تو غریب ۲۰۷۳ میل مغرب میں پہنچے گا اور اُس کی مساوی پرواز والا مشرقی ۱۰۳۷ میل اڑ کر صرف ایک ہی میل مشرق کو طے کر سکے گا یہ بھی بدایت باطل و خلاف مشاہدہ ہے۔

دلیل ۹۳: اگر ان کی پرواز رفتار زمین سے کم ہے، مثلاً گھنے میں ۱۰۳۵ میل تو غریب تو ۲۰۷۱ میل پر ہو جائیگا اور اس کا ہم پرواز مشرقی جس نے گھنٹہ بھر محنت کر کے ۱۰۳۵ میل مشرق کو طے کئے۔ نتیجہ یہ پائے گا کہ اُن اُس شاخ سے ایک میل مغرب میں گرے گا۔ اڑا تو مشرق کو اور پہنچا مغرب میں۔ یہ سب سے بڑھ کر باطل اور خلاف مشاہدہ ہے۔

دلیل ۹۴: جتنی مسافت قطع کریں اس سے صد ہا گنا فاصلہ ہو جائے (خضریٰ) یعنی ہر عاقل جانتا ہے کہ مثلاً طائر جس مقام سے جتنا اڑے وہاں سے اُسے اتنا ہی فاصلہ ہوگا لیکن یہاں اڑے صرف ایک میل اور فاصلہ ہزار میل سے زائد ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ صورت مذکورہ میں اگر طائروں کی پرواز گھنٹے میں ایک میل ہے تو شرقی ۱۰۳۵ میل مغرب میں پڑے گا اور غریب ۱۰۳۷ میل۔

دلیل ۹۵: موضع انفصال اُس شاخ سے مثلاً شاخ مذکور سے دونوں کے فاصلے کا مجموعہ اتنی دیر میں حرکت زمین کا دو چند یا زائد یا کچھ خفیف تخم ہو (محضریٰ)۔

اقول اول اُس حالت میں ہے کہ دونوں پرندوں کی پرواز باہم متساوی ہو۔ اور دوم جب کہ غریب کی پرواز شرقی سے زائد ہو، اور سوم جب کہ عکس ہو۔ اور خفیف اس لئے کہ تیر یا طائر یا گولا عادتاً کوئی زمین کا دسواں حصہ بھی نہیں چلتا اور دونوں طائروں کی پرواز ایک ایک میل تو ۱۰۳۵ و ۱۰۳۷ میل پر گرے گا جب کہ ابھی گزرا مجموعہ ۲۰۷۲ کہ گھنٹے میں رفتار زمین کا دو چند ہے اور غریب ایک ساعت میں دو میل اڑے اور شرقی ایک میل تو وہ ۱۰۳۸ میل پر ہوگا اور یہ ۱۰۳۵ پر مجموعہ ۲۰۷۳ میل کہ ضعف سیر زمین کے دو چند سے بھی ایک میل زائد ہے اور شرقی دو میل غریب ایک میل تو وہ ۱۰۳۴ میل پر ہوگا اور یہ ۱۰۳۷ پر مجموعہ ۲۰۷۱ میل کہ ضعف سیر زمین سے ایک ہی میل کم ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ان پروازوں پر مجموعہ فاصلہ ہرگز دو تین میل سے زائد نہیں ہوتا، تو ضرور حرکت زمین باطل۔

دلیل ۹۶: چونکہ ہم سے جنوب یا شمال کی طرف ہوا میں ہوتیر سے شکار نہ ہو سکے (مفتاح) اقول جنوب و شمال کی تخصیص بیکار ہے بلکہ مشرق پر اعتراض اظہر ہے اور استحالے میں یہ زائد کرنا چاہئے کہ یا وہ پرند کہ ہم سے دس گز کے فاصلے پر تھا صد ہا گز کے فاصلے پر گرے۔ بیان اس کا یہ ہے کہ تیر و کمان اٹھانا تیر جوڑنا، کمان کھینچنا، تیر چھوڑنا اگر دو ہی سیکنڈ میں ہو جائے اور آدمی پرند کو اپنے سے دس گز کے فاصلے پر دیکھ کر یہ افعال کرے تو خود حرکت زمین کے سبب اتنی دیر میں وہاں سے ایک ہزار تیرہ گز کے فاصلے پر ہو جائے گا اب اگر اُسی محاذات پر تیر چھوڑا جیسا کہ یہی ہوتا ہے تو تیر سیدھا شمال کو گیا اور جانور شمالی غریبی ہے یا سیدھا جنوب کو اور جانور جنوبی غریبی یا مشرق کو اور جانور مغرب میں ہو گیا۔ ان تینوں صورتوں میں تیر حسب نور کی سمت ہی پر نہ گیا اور مشرق میں سب سے بڑھ کر حاققت اور مغرب میں اگرچہ سمت وہی رہی جانور ۲۳ گز کے فاصلے پر ہو گیا یوں ہی اور اگر اُن تینوں جہات میں تیر چھوڑتے وقت محاذات بدل لی تو اگر جانور مشرق میں تھا اب ہزار گز سے زیادہ مغرب ہو گیا اور اگر جنوب یا شمال میں تھا تو ایک ہزار تیرہ گز سے کچھ کم فاصلے پر ہو گا کہ ۸۴ ۶۸ ۶۳ ۵۸ ۵۲ کا بندر ہے، بہر حال اب تیر اس تک کہاں پہنچتا ہے، اور اگر فرض کر لیجے کہ دس گز کے فاصلے پر آنے سے پہلے یہ سب کام ہوئے تھے یعنی پہلے سے کسی اور وجہ سے تیر کمان میں جوڑا ہو اور کمان کھینچی ہوئی تھی کہ اس جانور کے لئے ہزار گز فاصلے سے ایسا کرنا نہیں خیر کسی طرح یہ سب کام تیار تھا کہ تیر عین اُس وقت چھوٹا کہ جانور دس گز کے فاصلے پر محاذات میں تھا تو تیر تو ضرور اُس کے لگ جائے گا کہ جانور کی طرح تیر بھی چھوٹ کر حرکت زمین کا تابع نہ رہا مگر تیر اُس تک اگر دو ہی سیکنڈ میں پہنچے تو ہم اتنی دیر میں ایک ہزار تیرہ گز مشرق کو چلے جائیں گے اور وہی فاصلے جو صورت دوم میں تیر کو جانور سے تھے ہم کو اُس سے ہو جائیں گے۔ تو اب ہیں ہزار گز سے زائد پلٹنا چاہئے کہ گرے ہوئے جانور کو پائیں۔ یہ تمام صورتیں لاکھوں بار کے مشاہدہ سے باطل ہیں لہذا حرکت زمین باطل۔

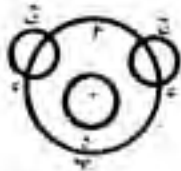
دلیل ۹۷: جو جسم ہوا میں ساکن ہو ہمیں بہت تیزی سے مغرب کی طرف اڑتا نظر آتا ہے (مفتاح) اقول طبعیات تجدیہ میں قرار پا چکا ہے کہ ہوا اوپر اٹھنے کی مقاومت کرتی ہے۔ پرند اپنے بازو

لے یہ اور اس کے بعد کی دلیل مفتاح الرصد میں ہے ۱۲ منہ غفرلہ
 اُس وقت فاصلہ ۱۰ گز تھا اور زمین ۶۸ ۱۲ گز ہٹی، یہ دونوں ضلع قائم ہوئیں اور اب کہ
 فاصلہ اُس کا وتر ہے ۱۲ منہ غفرلہ
 ۵ ط ۲۳ ۱۲۔

مارکر اس مقاومت کو دفع کرتے ہیں۔ یہ زور اگر اس کے وزن اجسام سے زائد ہے اور بلند ہوں گے کم ہے نیچے اتریں گے برابر ہے ساکن رہیں گے اور اس کی مثال چنڈول سے دی گئی ہے کہ بار بار پڑ کھول کر ہوا میں ساکن محض رہتا ہے۔ اس صورت میں سیدھا جلد گھولنے میں پہنچتا ہے۔ فرض کیجئے کہ وہ چھ سیکنڈ ٹھہرا اور ہے نیچا اور ہوا بالکل ساکن تو اتنی دیر میں ہم تین ہزار گز سے زیادہ مشرق کو چلے جائیں گے اور وہی تمھارا کہنا کہ ہم اپنی حرکت سے آگاہ نہیں، لہذا اُسے جانیں گے کہ تین ہزار گز مغرب کو اڑ گیا جیسے تیز چلتی ریل میں بیٹھنے والا درختوں کو اپنے خلاف جھٹ چلتا دیکھتا ہے لیکن یہ باطل ہے ہم یقیناً ساکن کو ساکن ہی دیکھتے ہیں تو حرکت زمین باطل ہے۔

دلیل ۹۸: پرند کہ اپنے آشیانے سے گز بھر فاصلے پر جانب غرب کسی ستون پر بیٹھا ہے قیامت تک اُڑ کر آشیانے کے پاس نہ آ سکے کہ وہ ہر سیکنڈ میں ۵۰۶ گز مشرق کو جا رہا ہے۔ پرند زمین کی نا آہستہ چھوڑ کر اُڑان کہاں سے لائے گا۔

یہ سات دلائل کتب میں ابطال حرکت وضعیہ زمین پر ہیں۔ اسی قبیل ابطال حرکت اینیہ پر بھی ہو سکتی ہیں مثلاً اگر زمین گردش گھومتی ہو۔ فرض کیجئے کہ ۱ اوج ہے اور ب حسیض اور الشمس اور ج ۶ زمین، مثلاً ج کی طرف ہندوستان ہے اور ۶ کی طرف امریکہ، اب اگر زمین اوج کی طرف جا رہی ہے تو ہندوستان والے حسیض کی طرف آرہی ہے تو امریکہ والے کیسی ہی قوی توپ کو سیدھا جانب آسمان کر کے گولا چھوڑیں توپ کے منہ سے بال برابر بڑھ سکے کہ گولا جس سمت جاتا اسی کی طرف اس کے پیچھے زمین آرہی ہے اور کیسی آرہی ہے ہر سیکنڈ میں ۹ میل اُڑتی ہوئی تو گولا کیونکر اس سے آگے نکل سکتا ہے۔



لہٰذا یہ دلیل اُسی عنوان پر ہم نے اضافہ کی تھی پھر بعض رسائل کی تصانیف میں نظر آتی پھر اُسے حکمت العین میں اسی طور پر دیکھا کہ مشرقی شہر کی طرف اُڑنے والا پرند اُسے نہ پہنچے نیز یونہی اس کی شرح میں اُس سے پہلے لکھا جس کو ہم نے اپنی تقریر سے رد کر دیا اُس کے بعد شرح حکمت العین میں یہ دلیل یوں نظر آئی کہ ابر یا پرند کہ ساکن ہو ساکن نظر نہ آتے ۱۲ منہ غفلت

☆ اصل میں اسی طرح تحریر ہے۔ عبد النعمین عزیزی

دلیل ۹۹: اقول زمین اگر اوج کو جا رہی ہے تو امریکہ والے یا حوض کوآر ہی ہے تو ہندوستان والے اپنے سر کی طرف ایک پتھر ۱۶ فٹ تک پھینکیں تو وہ قیامت تک زمین پڑا ترے کہ زمین کے خلاف جہت پھینکا، جذب زمین ۱۶ فٹ سے ایک سیکنڈ میں اُسے زمین تک لاتا لیکن زمین اتنی دیر میں ۹ میل ہٹ جائے گی اور اب ایک سیکنڈ میں ۱۶ فٹ سے بھی کم کھینچ سکے گی کہ زیادت بعد موجب قلت جذب ہے اور اس کی اپنی چال وہی ۹ میل رہے گی تو پھر کبھی زمین پر نہیں آسکتا۔

ان گیارہ دلائل سے کہ سات اگلوں کی رہیں اور اُسی سوال پر چارہم نے بڑھائے، ہیأت جدیدہ

لے یہ دلیل ہماری دلیل ۹۹ کا عکس ہے، اُس کے ساتھ اس کا ذہن میں آنا لازم تھا۔ اگلے میں بعض اس کے قائل تھے کہ زمین ہمیشہ اوپر چڑھتی ہے، بعض اس کے کہ ہمیشہ نیچے اترتی ہے اور دونوں میں دو قول ہیں، ایک یہ کہ تنہا زمین، دوسرا یہ کہ اس کے ساتھ آسمان بھی چڑھتا یا اترتا ہے۔ ان مہمل اقوال کی بحث پر ہم نے نظر نہ کی تھی کہ ہمارے مقصود سے خارج تھے پھر شرح مجسطی میں دیکھا کہ بطلمیوس نے قول دوم پر دُور زد کئے، ایک توضیف کر ایسا ہوتا تو آسمان سے جا ملتی بلکہ اُسے چیر کر ٹکڑی جاتی۔ دوسرے میں استعمال یہی قائم کیا جو ہماری دلیل ۱۰۰ میں ہے کہ ڈھیلا زمین پر نہ اتر سکتا تھا مگر اُسے یوں بیان کیا کہ بڑے جسم کا میل زیادہ تو حرکت زیادہ، اور اس پر زور دہوا کہ نیچے اترنا صرف بر بنائے ثقل نہیں بلکہ جنس کی طرف میل زائد ہے تو ممکن کہ ڈھیلا پیچھے نہ رہے۔ اس پر علامہ قطب شیرازی نے جواب دیا کہ نہ سہی اتنا تو ہوتا کہ پھینکے ہوئے ڈھیلے کی مسافت چڑھنے میں کم ہوتی اور اترنے میں زیادہ کہ جتنی دُور چڑھا اُتنا اترے، اور اتنی دیر میں زمین جتنی نیچے اتر گئی اور اترے۔ شرح قطبی میں اس پر زور دیا کہ ممکن کہ اتنی دیر میں زمین کا اترنا بہت قلیل ہو کہ فرق محسوس نہیں۔ ظاہر ہے کہ اس ہر دو بات کو ہمارے مبحث سے کچھ علاقہ نہیں۔ یہ دلیل بات با تباع مجسطی کتاب جو نپوری میں بھی مذکور ہوئی جس سے ابطال پر ہماری دلیل ۹۹ تھی۔ بطلمیوس نے تو اُسے ابطال بہبوط پر چھوڑا کہ جب اترنا ہم باطل کر چکے تو چڑھنا بھی باطل کہ ایک طرف سے چڑھنا دوسری طرف سے اترنا ہے اور جو نپوری نے اس پر ایک اور دلیل دُور از کار دی کہ زمین اوپر چڑھتی تو ڈھیلے بھی اس لئے کہ طبیعت ایک ہے۔ بدیع سعیدی نے ایک اور اضافہ کیا کہ بڑا ڈھیلا چھوٹے سے سہل تر اوپر پھینکا جاسکتا ہے کہ خود اُس میں اوپر کا میل زیادہ ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ میل طبعی پر مبنی ہیں جسے مخالف نہیں مانتا۔ ہمارے دلائل مستحکم و صاف ناقابل خلاف ہیں ۱۲ منہ غفرلہ۔

کی طرف سے دو جواب ہوئے:

جواب اول ہوا و دریا زمین کے ساتھ ساتھ اور جو کچھ ان میں ہوں ان کی طبیعت سے سب ایسے ہی متحرک ہیں، لہذا پتھر کو اوپر بھینکا جائے تو موضع رمی کی محاذات نہیں چھوڑتا۔ دو پرندہ مشرق و مغرب کو اڑیں شاخ سے صرف اپنی حرکت ذاتیہ سے جدا ہوں گے زمین کی حرکت ان میں فرق نہ ڈالے گی کہ ہوا ان کو زمین کے ساتھ ساتھ لا رہی ہے تو نہ مشرقی ساکن رہے گا نہ مغربی زیادہ اڑے گا نہ مشرقی مغرب کو گرے گا، نہ پرواز سے زائد فاصلہ ہوگا، نہ فاصلوں کا مجموعہ ان کی ذاتی حرکتوں سے زیادہ ہوگا۔

اقول اور مغربی کا اپنی چال سے مغرب کو اور زمین و ہوا کے اتباع سے مشرق کو جانا کچھ بعید نہیں کہ اول حرکت قسریہ ہے اور دوسری عرضیہ۔ جیسے کشتی مشرق کو جاتی ہو اور اس میں کسی ڈھال پر کہ مغرب کی طرف ہو پانی ڈالو اپنی چال سے مغرب کو جائے گا اور شک نہیں کہ اسی حالت میں کشتی اسے مشرق کی طرف لئے جاتی ہوگی۔ مثلاً فرض کرو کنارے پر کسی درخت کے محاذ پر پانی بہایا کہ گز بھر مغرب کو بہا اور اتنی دیر میں کشتی چار گز مشرق کو بڑھی تو پانی محاذات شجر سے تین گز دور ہوگا اور کشتی ساکن رہتی یہ پیر سے گز بھر مغرب کو ہو جاتا یہ ساکن رہتا اور کشتی چلتی تو چار گز مشرق کو ہوتا مگر یہ گز بھر مغرب کو ہٹا اور کشتی چار گز مشرق کو۔ لہذا یہ تین ہی گز مشرق کو ہوا۔ یونہی پرندہ کو ہوا زمین کے ساتھ چلا رہی ہے تو اس پہلی محاذات اور اُسی دس گز کے فاصلے پر رہے گا اگر خود کسی کی طرف حرکت نہ کرے جو ہوا میں ساکن ہے یوں ساکن ہے کہ اپنی ذاتی حرکت نہیں رکھتا ہوا کے ساتھ حرکت عرضیہ سے زمین کے برابر جارہا ہے جیسے جالس سفینہ ساکن ہے اور کشتی کے ساتھ متحرک۔ پرندے آشیانہ اُسی ہاتھ بھر کے فاصلے پر ہوگا کہ اُسے درخت اور اُسے ہوا زمین کے ساتھ لئے جاتے ہیں۔

زمین گولے کو نہ پکڑے گی کہ جس ہوا میں گولا ہے وہ اسے بھی زمین کے آگے آگے اسی ایک سیکنڈ میں ۱۹ میل کی چال سے لئے جاتی ہے تو اس میں زمین کے مساوی ہوا اور قوت دفع سے جتنا دور جانا تھا گیا۔ پتھر سے زمین اپنی چال سے دور نہ ہوگی کہ اُسی چال سے اُسی طرف اُسے ہوا لئے جاتی ہے تو ۱۹ ہی فٹ کے فاصلے پر رہے گا اور جذب زمین سے ایک سیکنڈ میں زمین سے ملے گا۔ اس کا دفع ۵ وجہ سے لیا گیا جن میں سے ہمارے نزدیک دو صحیح ہیں۔

بننا بیان تین باتیں خیال کی گئیں :

(۱) آب و ہوا کا اتباع زمین حرکت عرضیہ کرنا۔

(۲) ہوا و آب میں جو کچھ ہواؤں کا ان کی طبیعت سے متحرک بالعرض ہونا۔

(۳) ان حرکات کا زمین کی حرکت ذاتیہ کے مساوی رہنا جس کے سبب اشیاء میں فاصلہ و

الہدیۃ السعیدۃ الفن الثالث فی العنصریات ابطال المذہب الثالث فی حرکت الارض قدیمی کتب خانہ راجی ص ۹۴

25

واقعہ اول کہ دفع اول ہے۔ آپ ہوا زمین کو حاوی ہیں اور خود بارہا مستقل حرکت مختلف جہات کو کرتے ہیں تو ملازم ارض نہیں اور جو حاوی ملازم محوی نہ ہو اس کی حرکت سے اس کی حرکت بالعرض لازم نہیں۔
اقول ادگلا نہ یہاں حاوی و محوی سے تفرق نہ دو سہی مستقل حرکت سے خلل۔ مدار کار اُس تعلق پر ہے جس کے سبب ایک کی حرکت دوسری کی طرف منسوب ہو۔ پھر انسان کو حاوی نہیں اور ہوا سے دامن پلتے ہیں یہ اُن کی مستقل حرکت ہے بعینہ بلاشبہ وہ انسان کی حرکت سے متحرک بالعرض ہے اور ہم مستقل نہیں ہمیں عدم لازم کافی نہیں لزوم عدم چاہئے، مخالفت کو جواز بس ہے مگر یہ کہیں کہ حقیقتاً مخالفت مدعی

عَلَّے خُود ہدیہ سعید یہ میں مخالفت کی طرف سے تقریر جواب میں ہے،
 یجوز ان یكون ما يتصل بالارض من
 الممكن ہے کہ زمین سے متصل جو ہوا ہے وہ
 اُسے ساتھ ساتھ لئے جاتی ہو۔ (ت)

الملائمة متنوعة لجوانب عن الهواء
 ١٤ الهدية السعيدية ابطال المذهب الثاني في حركات الارض قديمي كتب خانہ کراچی ص ۸۴
 ١٥ شرح التذكرة النصيرية للمغضی
 ١٦ ملازمہ ممنوع ہے کیونکہ ممکن ہے کہ (باقی صفحہ آئندہ)

حکرت ارض ہے اور ہم مانع اور یہ صورت دلائل میں پیش کیا منع کی سند میں۔

اقول اس میں نظر ہے یہ ملازمیں کہ زمین متحرک ہوتی تو یہ امور واقع ہوتے ان میں ضرور ہم مدعی ہیں یہ کیا کہنے کی بات ہو سکتی ہے کہ زمین متحرک ہوتی تو ممکن تھا کہ پتھر مغرب کو گرتا، ہاں ممکن تھا، پھر کیا ہوا اور اگر اس سے قطع نظر بھی ہو تو حاوی وغیرہ ملازم کی قیدیں اب بھی بے وجہ ہے۔ اگر نحوی مطلقاً اور حاوی ملازم کو حرکت رفتی سے متحرک بالعرض لازم ہوتا تو ان قیود کی حاجت ہوتی مگر ہرگز انھیں بھی لازم نہیں۔ دو پکر ایک دوسرے کے اندر ہوں اگر ان میں ایسا تعلق نہیں کہ ایک کی حرکت دوسرے کو دفع کرے تو جسے گھمائیے صرف وہی گھومتا اگرچہ ان میں کوئی دوسری حرکت متعلقہ رکھتا ہو دو لاپ یا چرخ کی حرکت سے اُن کے اندر کالو یا لکڑی جس پر وہ گھومتے ہیں نہیں گھومتے۔ شاید غیر ملازم کی قید اس لحاظ سے ہو کہ جب ملازم ہو آپ ہی اس کی حرکت سے متحرک ہو گا۔

اقول ملازم جسم للجسم ملازمت وین بالوضع کو مستلزم نہیں اور غالباً حاوی کی قید فلکیات میں مرسوم فلاسفہ یونان کے تحفظ کو ہو کہ کب تدویر کا تابع ہے۔ تدویر حامل کی حامل مثل کا مثل فلک الافلاک کا ہر ایک دوسرے کی حرکت سے متحرک بالعرض ہے اور خود اپنی حرکت ذاتیہ جدا رکھتا ہے۔

اقول ہمارے نزدیک تو افلاک متحرک ہی نہیں جیسا کہ یعونہ تعالیٰ خاتمہ میں مذکور ہو گا نہ برخلاف خود اصول فلسفہ مثل یسائط، فلک تدویر و حوامل جاننے کی حاجت اور ہو تو عند التحقیق یہ حرکتیں ہرگز عرضیہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ

ہو ۱۱ اسکی مشایعت کر رہی ہو جیسے زمین فلک کیلئے (ت)

یشایعہا کالارض للفلک ۱۱

شرح مجسطی للعلامۃ عبدالعلیٰ میں ہے،

کیوں جائز نہیں کہ ہوا زمین کی حرکت کی مثل حرکت کرے ۱۲ منہ عقولہ (ت)

لہ لا یجوز ان یتحرك الهواء بمثل حركة الارض ۱۲ منہ عقولہ

۱۱ اس کی غایت توجیہ دفع پنجم میں آتی ہے ۱۲ منہ عقولہ

۱۱ حکمت العین

۱۲ شرح مجسطی للعلامۃ عبدالعلیٰ

علیٰ خود ہدیہ سعید رہا ہے :

وفي الحركة الوضعية كالكرة المحوية
الملتصقة بكرة حاوية متحركة على
الاستدارة اذا كانت بين الكرتين
علاقة التصاق توجب حركة احدهما
بحركة الاخرى ومن هذا القبيل انصاف
الافلاك المحوية بالحركة اليومية التي هي
حركة الفلك الاطلس بالذات ١٢

اسی قبیلے سے ہے، حرکت یومیہ وہ فلک اطلس کی حرکت، بالذات ہے ۱۲ھ (ت)
۵۷ خود ہر سیدہ میں ہے،

ما يوصف بالحركة اما ان يكون الانتقال قائما بغيره وينسب اليه لاجل علاقة له مع ذلك الغير فحركة عرضية ^{أو} اقول من هنا يظهر ان في قول الهدية السعيدية في بيان انحاء الحركة العرضية تكن

ساتھ قائم ہی نہیں دوسرے کے علاقہ سے اس کی طرف منسوب ہوتا ہے۔
وثانیاً قول وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) ہماری رائے
 میں حق یہ ہے کہ حرکت وضعیہ میں عرضیہ کی کوئی تصویر پایہ ثبوت تک نہ پہنچی۔ جب تک مابالعرض مابالذات
 کے شخ میں ایسا نہ ہو کہ اس کی حرکت وضعیہ سے اس کا این موہوم بدلے۔ این موہوم سے یہاں ہماری مراد
 وہ فضا ہے کہ مابالذات کو محیط ہے۔ ظاہر ہے کہ حامل کو جو فضا حاوی ہے تصویر کے شخ حامل میں ہے،
 اُس فضا کے ایک حصے میں ہے جب حامل حرکت وضعیہ کرے گا ضرارتاً وہ اُس حصہ فضا سے دوسرے
 حصے میں آئیگی تو اگرچہ خود ساکن محض ہو ضرور اُس کی حرکت وضعیہ سے اس کی وضع بدلے گی کہ این موہوم
 بدلا اگرچہ این محقق برقرار ہے بخلاف حامل یا خارج المرکز کہ اگر دونوں متم کو ایک جسم مانیں تو یہ اس کے
 شخ میں ضرار ہے مگر اُن کی گردش سے اس کا این موہوم نہ بدلے گا تو ان کی حرکت سے یہ متحرک بالعرض نہ ہوگا۔
 جو پوری کے شخس بازقر میں زعم کہ اگر یہ اس کے ساتھ نہ پھرے تو اُسے حرکت سے روک دے گا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

لا یتحرک هو بنفسه و مثله بما صرحت
 الافلاک ان کان النفی منصبا علی القید
 کان حركة المفاح بحركة الید و کل
 حركة قسریة بل و ارادیة داخله فی
 الحركة العرضیة و هو کما تری و ان
 انصب علی نفس المقید لا قید نفسه صح
 ولم یصح جعل حركة الافلاک منه
 بل هی ان کانت فقسریة و هم انما یهربون
 عنها الی ادعاء العرضیة لانه لا قاسر
 عندهم فی الافلاک ۱۲ منہ۔

چابی کی حرکت اور ہر قسمی حرکت بلکہ حرکت ارادیہ بھی حرکت عرضیہ میں داخل ہوگی اور یہ باطل ہے جس طرح آپ
 دیکھ رہے ہیں اور اگر (۲) نفی مقید پر وار د ہے نہ کہ "فی نفسه" کی قید پر تو یہ صحیح ہے، لیکن افلاک کی حرکت
 کو اس قبیلے سے قرار دینا صحیح نہیں ہوگا، بلکہ اگر یہ حرکت موجود ہوتی تو قسری ہوگی اور فلاسفہ اسی حرکت
 قسری سے بھاگتے ہیں اور حرکت کے عرضی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک افلاک میں کوئی قاسر نہیں ہے۔
 (ترجمہ) محمد عبد الحکیم شرف قادری

دو وجہ سے محض بے معنی ہے:

(۱) نیز اس کی راہ میں واقع ہے نہ اس میں جڑا ہوا ہے کہ بے اپنے اُسے نہ چلنے دے۔

(۲) اور اگر بالفرض راہ روکے ہوئے ہے تو گھومنے سے کھول دے گا۔

حرکت وضعیہ سے کوئی گنجائش پیدا نہیں ہو سکتی اگر یہ ان میں چسپاں بھی ہو تو اُن کے گھومنے سے ضرور گھومے گا۔ مگر یہ انتقال بالذات اسے بھی عارض ہوگا اگرچہ دوسرے کے علاقہ سے ہو۔ عرضی نہ ہوگا بلکہ ذاتی۔ عرضی صورت کے سوا وضعیہ میں عرضیہ کی کوئی تصویر ثابت نہیں ومن ادعٰی فعلیہ البیان (جو دعویٰ کرے بیان کرنا اسی کے ذمہ ہے۔ ت) افلاک میں فلامسہ کا محض ادعیٰ ہے اس لئے کہ اُن میں قاسر سے بھاگتے ہیں۔ مشایعت میں ساتھ ساتھ چلنا ہے نہ یہ کہ ایک ساکن محض رہے دوسرے کی حرکت اس کی طرف منسوب ہو۔

چکروں کا بیان ابھی گزرا تو عرضیہ میں فریقین کی بحث خارج از محل ہے۔ ابن سینا پھر جو نہ پوری مذکور نے زعم کیا کہ فلک کی مشایعت میں کُہ نار کی حرکت عرضیہ اس لئے ہے کہ ہر جزو نار نے اپنے محاذی کے جزو فلک کو گویا اپنا مکان طبعی سمجھ رکھا ہے اور بے شعوری کے باعث یہ خبر نہیں کہ اگر اسے چھوڑے تو اُسے دوسرا جزو بھی ایسا ہی اقرب و محاذی مل جائے گا۔ ناچار بالطبع اُس کا ملازم ہو گیا ہے، لہذا جب وہ بڑھتا ہے یہ بھی بڑھتا ہے کہ اُس کا ساتھ نہ چھوڑے اور اس پر اعتراض ہوا کہ فلک ثابت فلک الشمس کے سبب کیوں متحرک بالعرض ہے؟ اس کے اجزاء اسنے تو اس کے اجزاء کو نہیں پکڑا کہ خود جدا حرکت رکھتا ہے۔ اس کا جواب دیا کہ اُس کے اقطاب نے اپنے محاذی اجزاء کی ملازمت کر لی ہے اور وہ اُس کے اقطاب پر نہیں لہذا اُن اجزاء کی حرکت سے اس کے قطب گھومتے ہیں، لاجرم سارا کُہ گھوم جاتا ہے۔

اقول یہ شیخ چلی کی سی کہانیاں اگر مسلم بھی مان لیں تو عاقل بننے والوں نے اتنا نہ سوچا کہ جب نار و فلک البروج کی یہ حرکت اپنے اُس مکان کی حفاظت کو ہے تو اس کی اپنی ذاتی حرکت ہوئی یا عرضیہ۔

و ثالثاً مخالفت کو یہاں عرضیہ ماننے کی حاجت ہی نہیں اُس کے نزدیک آب و ہوا و خاک سب کُہ واحد ہیں اور حرکت واحدہ سے متحرک۔

وضع دوم کہ اول کا رد دوم ہے۔ پانی اور وہ ہوا کہ جو زمین پر ہے کیوں اس کی متابعت کرنے لگی کہ وہ زمین سے متصل نہیں اور دریا کے متحرک بالعرض سے اُس کا اتصال اُسے متحرک بالعرض نہ کرنے کا ورد تمام عالم زمین کی حرکت سے متحرک بالعرض ہو جائے کہ اتصال و اتصال سب کو ہے۔ اب لازم کہ جہاز سے جو پتھر پھینکیں اُوپر کو تو وہ بہا زمین لوٹ کر نہ آئے بلکہ مغرب کو گرے کہ دریا زمین کی حرکت سے

متحرک بالعرض ہے، جہاز اُس کے ساتھ مغرب کو جائے گا لیکن پتھر اب جہاز پر نہیں ہوا میں ہے اور ہوا متحرک بالعرض نہیں، تو جب تک پتھر نیچے آئے جہاز کہیں کا کہیں نکل جائے گا۔
اقول اولاً فلک الافلاک سے متصل تو صرف فلک ثوابت ہے۔ تمہارے نزدیک اس کی حرکت عرضیہ سات زینے اتر کر فلک قمر تک کیسے گئی۔

ثانیاً وہی کہ مجموع کرہ واحدہ ہے تو سب خود متحرک۔
دفع سوم کہ دوم کا رد اول ہے، جو جسم کہ دوسرے کو اٹھا سکے اُس کا اس پر قرار ہو سکے اس کی حرکت اس کی حرکت بالعرض ممکن ہے، اور جب یہ اس پر پٹھر ہی نہ سکے وہ اسے سنبھال ہی نہ سکے تو اس کی طبیعت اسے کب ہوئی کہ اس کی حرکت سے متحرک ہو، یہ قطعاً بدیہی بات ہے اور اس کا انکار مکابرہ۔
دفع چہارم کہ دوم کا رد دوم ہے، جسے علامہ قطب الدین شیرازی نے تحفہ شاہیہ میں ذکر فرمایا کہ ہوا اگر حرکت مستدیرہ ارض سے بالعرض متحرک ہو بھی جب بھی چھوٹے پتھر پر بڑے سے اثر زائد ہو گا کہ جسم جتنا بھاری ہو گا دوسرے کی تحریک کا اثر کم قبول کرے گا تو ان ساتوں (یعنی ۱۱) دلائل میں ہم ایک بار ہلکے ایک بار بھاری اجسام دکھائیں گے اُن میں تو فرق ہونا چاہئے مثلاً ایک پُر اور ایک پتھر اوپر پھینکیں تو چاہئے

علم بے شک معقول بات ہے اسے ہدیہ سعیدیہ سے پہلے مفتاح الرصد نے لیا مگر شطرنج میں بغداد اور طنبور میں لغتہ زائد کیا جس نے اسے فاسد کر دیا کہتا ہے :

تحریک ہوا و اجسام را بر سبیل عرضیت اصلاً ممکن نیست
 زیرا کہ حرکت متصور نمی شود مگر وقتے کہ جسم متحرک
 بالعرض در جسم متحرک بالذات طبعاً یا قسراً مستقر
 شود و مشتغل ب حرکت طبعی نباشد و ہر گاہ ب حرکت
 طبعی مشتغل باشد چگونہ حرکت عرضی صورت بند وادہ۔
 طبعی کے ساتھ مشتغل ہو گا تو حرکت عرضی کی صورت کیونکر اختیار کرے گا ۱۱۔ (ت)

اقول ادلاً اس چگونہ کا حال اُس پانی سے واضح ہو گیا جسے چلتی کشتی کے اندر کسی ڈھال پر ڈالا۔
 ثانیاً ہوا جن اجسام کو اٹھا سکتی ہے جیسے بخار و دخان بخار حرکت ہو اسے ان کی حرکت مستند نہیں تو سلب کُلی ہے جا ہے۔ ۱۲ منہ غفرلہ
 علم پھر میرک بخاری نے شرح مکملہ العین میں ان کا اتباع کیا ۱۲

کہ پرتو میں آکر گرے کہ ہوا کی حرکت عرضیہ کا پورا اثر لے گا اور پتھر وہاں نہ آئے مغرب کو گرے کہ ہوا پورا ساتھ نہ دے گا حالانکہ اس کا عکس ہے پتھر وہیں آتا ہے اور پرتو بدل بھی جاتا ہے۔ مخالف کی طرف سے علامہ عبدالعلی نے شرح مجسطی میں اس کے تین جوابات نقل کئے،

(۱) مشایعت فرض کر کے مشایعت سے انکار عجیب ہے۔

مشایعت ہوا کی فرض کی ہے نہ کہ پتھر کی۔ اعتراض عجیب (۲) شرح مجسطی میں کہائیوں جواب ہو سکتا ہے

علمه في شرح حكمة العين لا مشايعة ههنا
والا لما وقع الحجران الخ وفي شرح
المجسطى قال صاحب التحفة لو تحرك
الهواء بمثل تلك الحركة لزم ان لا يقع
الحجران الخ اقول وهذا الكلام يحتمل
ان يكون ابطالا لمشايعة الهواء للارض
بانه لو شايعها لزم الخلف وح يرد عليه
الايراد الاول لاشك ويحتمل ان يكون
انكسار المشايعة الحجر للهواء بعد تسليم
مشايعة الهواء اى لن شايعها الهواء
لا يشايعه الحجر وح لا ورواه وعلی
الاول حمله العلامة الخضرى حيث
قال ما قال صاحب التحفة في ابطال
مشايعة الهواء للارض انه لو كانت
مشايعتها لها لما وقع الحجران الخ وحمله
على الثاني وهو الصواب فان اختلاف الاثر
في الحجرين انما بقدر في مشايعتها للهواء

اور اس سے احتمال ثانی پر محمول کیا ہے اور یہی درست کیونکہ دونوں پتھروں میں اختلاف اثر ہو کیلئے ان دونوں کی مشایعت قدح کی جوت ہے (ت)
یہ جواب فاضل خضریٰ نے شرح تذکرہ میں دیا ہے اور جو نیپوری نے اسے برقرار رکھا ۱۲ منہ غفرلہ۔

۱۲ شرح حکمۃ العین ۱۲ شرح المجسطی ۱۲ شرح التذکرۃ النصیریۃ للخضریٰ

شرح حکمۃ العین میں ہے کہ یہاں کوئی مشایعت
نہیں ورنہ دونوں پتھر نہ گرتے الخ شرح مجسطی
میں ہے صاحب تحفہ نے کہا کہ اگر ہوا اسکی
حرکت کی مثل حرکت کرتی تو لازم آتا کہ دونوں پتھر
نہ گریں الخ، میں کہتا ہوں یہ کلام زمین کے لئے
ہوا کی مشایعت کے ابطال کا احتمال رکھتا ہے
کہ اگر ہوا اس کی مشایع ہوتی تو خلف لازم
آتا۔ اس صورت میں اس پر بلا شک اعتراض
اول وارد ہوگا، اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ کلام
مشایعت ہوا کو تسلیم کرنے کے بعد ہوا کیلئے
پتھر کی مشایعت کے انکار کے لئے ہو یعنی اگر ہوا
زمین کے مشایع ہے تو پتھر ہوا کے مشایع نہ ہوگا۔
اس صورت میں کوئی اعتراض وارد نہ ہوگا۔
علامہ خضریٰ نے اس کو احتمال اول پر محمول کیا کیونکہ
اس نے فرمایا: صاحب تحفہ نے زمین کے لئے
مشایعت ہوا کے ابطال سے متعلق جو کہا ہے کہ
اگر ہوا زمین کے مشایع ہوتی تو دونوں پتھر نہ گرتے الخ

مقصود تحفہ انکار مشایعت حجر ہے بلکہ وہ متحرک ہوگا تو قسر ہوا سے کہ ہوا تو یوں مشایع زمین ہوتی کہ اس کا مقعر ملازم ارض ہے، حجر کو ہوا سے ایسا علاقہ نہیں۔

اقول اولاً تضعیف جواب بے وجہ ہے۔

ثانیاً یہ زیادت زائد و ناموجہ ہے۔

ملازمت مقعر کیا مفید مشایعت ہے ورنہ افلاک تک مشایع ہوں اور اگر یہ مقصود کہ ہوا میں یہ علاقہ منشا ر شبہ ہے بھی حجر میں تو اتنا بھی نہیں۔

اقول وہاں تو ایک سطح سے مس ہے اور یہاں جملہ اطراف سے احاطہ، دو بڑے چھوٹے پتھروں پر اثر کا فرق تو تجربہ سے کھلے اور وہ یہاں متعذر کہ بڑا پتھر اوپر پھینکا جائے گا اور چھوٹا اپنی حرکت میں ہوا کے سبب پریشان ہو جائے گا۔ علامہ نے کہا مثلاً سیر بھر کا پتھر ہوا سے شوش نہ ہوگا اور تین سیر کا اوپر پھینک سکتا ہے۔

اقول وہ جواب ہی فراہل ہے اولاً اوپر سے تو گرا سکتے ہیں ثانیاً خود فرق کیا کر چھوٹا ہوا سے مشوش ہوگا نہ بڑا ہی تو منشا دفع تھا کہ اُن پر اثر یکساں نہ ہوگا ثالثاً قبول اثر تحریک میں صغیر و کبیر کا تفاوت حکم عقل ہے محتاج تجربہ نہیں۔

(۳) بڑے چھوٹے پر اثر کا فرق حرکت قسریہ میں ہے، عرضیہ میں سب برابر رہتے ہیں کشتی میں ہاتھی اور بلی برابر راستہ قطع کریں گے۔ علامہ نے کہا مصرح ہو چکا ہے کہ ایک کی حرکت سے دوسرے کی حرکت عرضیہ صرف اس وقت ہے کہ یہ اُس کا مثل جڑ ہو یا وہ اس کا مکان طبعی حجر کو ہوا سے دونوں تعلق نہیں تو ہوا کی حرکت اگرچہ عرضیہ ہو پتھر کو قسراً ہی حرکت دے گی اور یہ ممکن نہیں جیسے جالس سفینہ کا کسی شے کو قسراً متحرک کر دوسرے کو اور حرکت قسریہ دے سکتا ہے اور اسی حرکت عرضیہ سے بھی قسر کر سکتا ہے جبکہ اینیہ ہو۔ جیسے جالس سفینہ کی محاذات میں کسی درخت کی شاخیں آئیں اس کے حد سے ہٹ جائیں گی۔ ہر حرکت اینیہ میں دفع ہے لیکن حرکت وضعیہ میں دفع نہیں جس کی تحقیق ہم زیادات فضلیہ میں کریں گے، تو قیاس مع الفارق ہے۔ بدیہ سعیدیہ میں اس سوم پر یوں رد کیا کہ عرضیہ میں بھی تساوی مسلم نہیں۔ بہتے دریا میں لٹھا اور چھوٹی لکڑی ڈال دو لکڑی زیادہ بھے گی۔

اقول یہاں نری عرضیہ نہیں قسریہ بھی ہے کہ پیچھے سے آنے والی موصیٰ آگے کو دفع کرتی ہیں جیسے لکڑی لٹھے سے زیادہ قبول کرتی ہے۔

دفع پیچھے دوم کا رد سوم اشیاء کی ہوا میں چسپاں ہونا بدیہی ورنہ کوئی پرند اڑ نہ سکتا ابر آگے

بڑھ نہ سکتا اور جب چپاں نہیں تو کیا محال ہے کہ ہوا انہیں چھوڑ جائے اور پھینکا ہوا پتھر مغرب کو گرے وغیرہ استحالات (تحریر محبلی) یہ جواب ضعیف ہے۔ محال نہ ہونے سے وقوع لازم نہیں فلک الافلاک کی حرکت بھی تو بے حرکت دیگر افلاک محال نہیں مگر کبھی بے ان کے واقع نہیں ہوتی (شرح محبلی)۔

اقول افلاک کی حرکت عرضیہ ہونے کا ردّ اور گزرا۔ طوسی اتنا سفید نہ تھا کہ سوال پر سوال جواز کے مقابل جواز پیش کرتا۔ مقصود یہ ہے کہ امور عادیہ کا خلاف بلا وجہ وجہ محض شاید لیکن سے نہیں مانا جاتا۔ عادت یہ ہے کہ جو شے دوسری سے ضعیف علاقہ رکھتی ہو حرکت میں ہمیشہ اس کی ملازم نہیں رہتی بلکہ غالب چھوٹ جاتا ہی ہے۔ تنکوں کو دیکھتے ہیں کہ ہوا انہیں اڑاتی ہے، کچھ دُور چل کر گر جاتے ہیں۔ پھر پتھروں کا کیا ذکر لیکن کبھی اس کے خلاف نہیں ہوتا۔ جب سے عالم آیا ہے کبھی نہ سنا گیا کہ پتھر پھینکا اور ہوا اور گرا ہو ہزاروں گز مغرب میں، اسی طرح باقی استحالے۔ اب کبھی ہوا تو تاریخیں اس سے بھری ہوتیں۔ یہ ہر خلاف عادت دوام محض امکان کی بنا پر نہیں ہو سکتا اگر وجہ نہیں تو ضرور بحکم عادت اس کا خلاف بھی تھا بلکہ وہی اکثر ہوتا۔ اور اگر وجہ ہے تو وہ یوں ہی مقصود کہ پتھر ہوا میں چپاں ہو اور اس کا بطلان بدیہی۔ یہ اس تقریر کی غایت توجیہ ہے۔ اور اگر چپاں ہونے سے ہوا میں استقرار مراد لیا جائے تو بیشک صحیح ہے مگر اس وقت وہی دفع سوم ہے۔

دفع ششم سوم کا ردّ کہ ہوا نہایت نرم و لطیف ہے۔ ادنیٰ اثر سے اس کے اجزاء متفرق ہو جاتے ہیں۔ تو اگر وہ حرکت عرضیہ کرے بھی تو ضرور نہیں کہ زمین کے ساتھ ہی رہے تو جو اس وقت ہوا میں کسی موضع زمین کے محاذی ہے۔ کچھ دیر کے بعد کیونکہ اس موضع کا محاذ ہی رہے گا۔

اقول سوم کی طرح یہ دفع بھی صحیح ہے فقط۔ اولاً حرکت سے عرضیہ کی قید ترک کرنی چاہئے کہ اعتراض نہ ہو کہ ان سے نزدیک ہوا کی یہ حرکت ذاتیہ ہے۔

ثانیاً ضرور نہیں کہ جبکہ یہ کہنا چاہئے کہ ساتھ نہ رہے گی کہ وہ مستدل و مانع کی بحث پیش نہ آئے، اور خود آخر میں کہا کیونکہ محاذی رہے گا نہ یہ کہ محاذی رہنا ضرور نہ ہوگا۔ اگر کہتے ساتھ نہ رہے گی کیا ثبوت۔

اقول عقل سلیم و مشاہدہ دونوں شاہد اور خود ہیات جدیدہ کو تسلیم ہے کہ کشیف منجمد کے اجزاء حرکت

لے ۱۱۵ " اگر تم کسی جسم سیال کو ہلاؤ تو اس کی ہمواری میں خلل انداز ہو گے " قاعدہ کلیہ ہے اور متن میں جزئیات کی تصریحیں آتی ہیں ۱۲ غفرلہ۔

میں برقرار رہتے ہیں جب تک اتنی قوی ہو کہ تفریق اتصال کو فے اور لطیف سیال کے اجزاء اور ادنیٰ حرکت معتمد بہا سے متفرق ہو جاتے ہیں ہرگز اس نظام پر نہیں رہتے تو اتنی سخت قوی حرکت سے ہوا و آب کا منتشر ہو جانا لازم تھا نہ یہ کہ ہر جز جس جز یا ارض کا محاذی تھا اس کے ساتھ رہے گویا وہ نہایت سخت جسم ہے جسے دوسرے سخت میں مضبوط میخوں سے جڑ دیا ہے۔ ان بیادوں سے ظاہر ہوا کہ وہ حرکت عرضیہ اشیاء یا تباع آب و ہوا کا عذر جس پر حیات جدیدہ کے اس گھروندے کی بنیاد ہے دو و جریح سے پادر ہوا ہے۔

واقول اگر کچھ نہ ہوتا تو خود حیات جدیدہ نے اپنے دونوں مبنی باطل ہونے کی صاف شہادتیں دیں

یعنی یہ فصل سوم تمام و کمال لکھ لینے کے بعد جبکہ فصل چہارم شروع کرنے کا ارادہ تھا و لدا عزم مولوی حسنین رضا خاں سلمہ کے پاس سے شرح حکمت العین علی اس میں دو دفع اور نظر آئے کہ دونوں ردّ اقوال ہیں۔ صاحب کتاب نے انہیں نقل کر کے رد کیا وہ یہ ہیں،

دفع ہفتم ہوا اس حرکت سے متحرک ہو تو ہمیں اس کی یہ حرکت محسوس ہو، رد یہ جب ہو کہ ہم اسی حرکت سے متحرک نہ ہوں کشتی جتنی تیزی سے چلے۔ قطعاً وہ ہوا کہ اس میں بھری ہے اتنی تیزی سے اس کے ساتھ جاری ہے مگر کشتی نشین کو محسوس نہیں ہوتی یعنی جبکہ ہوا ساکن ہو اپنی حرکت ذاتیہ سے متحرک نہ ہو۔

دفع ہشتم ابر و ہوا مغرب کو حرکت کرتے محسوس نہ ہوں اخصاً جبکہ چال نرم ہو بلکہ مغرب کو ان کی حرکت محال ہو کہ اتنا قوی شدید جھونکا انہیں مغرب کو پھینک رہا ہے۔

رد ہوا کی کسی حرکت ضمیمے سے متحرک ہونا اس کے خلاف جہت میں ہے جسم کی نرم حرکت ذاتیہ اس شخص کا مانع نہیں ہوتا ورنہ سوار کشتی جہت کشتی کے خلاف چل سکے کہ اندر کی ہوا سے حرکت میں بہت تیز ہے نہ وہ اس نرم حرکت کے احساس کو منع کرتا ہے اور نہ پتھر کشتی کی ہوا میں خلاف جہت پھینکیں چلتا نہ معلوم ہونہ پٹکے کی ہوا محسوس جب کہ جہت خلاف کو چلیں۔

اقول یہ دونوں دفع وہی زیادات فضلیہ میں کہ عنقریب آتی ہیں جن کو ہم نے ہدیہ سعیدیہ کی طبعی زاد خیال کیا تھا، دفع ہفتم بعینہ دلیل ۱۰۵ ہے اور ہشتم کے دونوں حصے دلیل ۱۰۱ و ۱۰۲، باقی دونوں بھی انہیں پر متفرع ہیں، تو وہ پانچ ہیں یا انہیں دونوں سے ماخوذ ہیں یا تو ارد ہوا اور ہم وہاں تحقیق کریں گے اگرچہ یہ دلیلیں جس طرح قائم کی گئیں ضرور سا قضا ہیں مگر ان کی اور توجیہ وجیہ ہے جس سے شرح حکمت العین کے رد مردود۔ فانتظر ۱۲ منہ غفرلہ

اس کے مزموم کی بناء دو باتوں پر ہے، آب و ہوا کی حرکت مستدیرہ کا حرکت زمین کے مساوی ہونا اور جو اشیاء ان میں ہوں.....

ان کا اس حرکت میں ملازم آب و ہوا رہنا دونوں کا بطلان اس نے خود ظاہر کر دیا۔
اوگلا تصریح کی جاتی کہ خط استوا کی ہوا زمین کے برابر حرکت نہیں کر سکتی، مغرب کی طرف زمین سے پیچھے رہ جاتی ہے (ع ۱۹)۔

ثانیاً یہ کہ ہوائیں جو قطبین سے تعدیل کے لئے آتی ہیں خط استوا کے برابر نہیں چل سکتیں،
ناچار ان کا رخ بدل جاتا ہے (ع ۲۰)۔
ثالثاً یہ کہ جامد زمین محور پر گھومتی تو اوپر کا پانی قطبین کو چھوڑ دیتا اور خط استوا پر اس کا انبار ہو جاتا (ع ۲۱)۔

سابعاً یہ کہ زمین ابتدا میں سیال تھی لہذا حرکت سے گڑھ کی شکل پر نہ رہی۔ قطبین پر چیلٹی اور خط استوا پر اونچی ہو گئی (ع ۲۲)۔

خامساً فصل چہارم میں ہیأت جدیدہ کے شہات حرکت ارض کے بیان میں آتا ہے کہ لیکن جو جنوباً شمالاً متحرک ہوا اسی سطح پر حرکت کرتا رہے گا اور زمین اس کے نیچے دورہ کرے گی۔ وہ زمین کے ساتھ دائرہ ہوگا تو ثابت ہو کہ نہ ہوا و آب زمین کے ملازم رہتے ہیں نہ ان میں جو اجسام ہیں ان کے تو دونوں مبنی باطل اور حرکت عرضیہ کا عذر زائل ہے

جواب دوم

ہیأت جدیدہ نے جب حرکت عرضیہ میں اپنی امان نہ پائی ناچار ایک..... او ادا نے باطل پر آئی کہ جو جسم کسی متحرک جسم میں ہو اس کی حرکت اسی قدر ان میں بھی بھر جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی حرکت تھنے پر بھی بلکہ اس سے جدا ہو کر بھی اس میں باقی رہتی ہے۔

اقول یعنی پتھر ہوا میں بالعرض متحرک نہیں بلکہ یہ گھٹنے میں ہزار میل سے زیادہ مشرق کو بھاگنے اور ایک منٹ میں گیارہ سو میل سے زائد اوپر چڑھنے کا سودا خود پتھر کے سر میں پیدا ہو گیا ہے انصاف الو!

لے یہ ادا مفتاح الرصد میں نقل کیا اور عدا حقائق میں بھی اس کی طرف میل ہوا اور نظارۃ عالم ۲۴۷۱ میں اس پر بہت زور دیا جو مثالیں ہم کسی کتاب کی طرف نسبت نہ کریں وہ اسی سے ہیں ۱۲ منہ غفرلہ۔

کیا اس سے عجیب تر بات زائد نشی ہوگی۔ مخالف آداب مناظرہ سے ناواقف اس پر دلیل دینے سے عاجز ہے ناچار چھ مثالوں سے اس کا ثبوت دینا چاہتا ہے۔ ہم ہر مثال کے ساتھ بالائی کلمہ تبرغاً ذکر کریں جس کی حاجت نہیں، پھر توفیقہ تعالیٰ جامع وقامع رد بیان کریں، وہ مثالیں یہ ہیں:

(۱) شیشہ پانی سے بھر کر جہاز کے مسطول میں باندھیں، دوسرا اس کے نیچے رکھیں، حرکت جہاز سے پانی کے جو قطرے اوپر کے شیشے سے چھلکیں گے نیچے کے شیشے سے باہر نہ گریں گے (حدائق) یعنی اس کا یہی سبب ہے کہ جہاز کی حرکت ان قطروں میں بھی پیدا ہوگئی ہے یہ خود بھی اسی قدر سفینہ کے ساتھ متحرک ہیں لہذا محاذات نہیں چھوڑتے۔ اس کے لفظ مثال دوم میں یہ ہیں:

در حرکت سفینہ مشارک بودہ پائے ستون

کشتی کی حرکت میں مشارک ہو کر ستون کے پاس گرتا ہے (ت)

اس سے ظاہر وہی ہے جو اور جدیدہ والوں نے تصریح کی کہ خود اس جسم میں وہ حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور اگر عرضیہ سے یعنی جہاز کی حرکت سے مسطول تک ہوا اور ہوا کی حرکت سے یہ قطرے بالعرض متحرک ہیں تو قطع نظر اس سے کہ مسطول تک ہوا کی حرکت عرضیہ کیونکر پہنچی ہوگی تو اتنی ہوا کہ جو جہاز میں بھرتی ہے اس کے جواب کو وہی بس ہے کہ پانی کی یہی بوند اگر ہوا میں حرکت عرضیہ سے بالعرض متحرک ہوتی تو سون کے پتھر کا اس پر قیاس کیونکر صحیح جسے ہوا کسی طرح سنبھالنا درکنار سہارا تک نہیں دے سکتی۔ مفتاح الرصد میں اس پر تین رد ہیں، یکم مضمکر بلفرض تسلیم اگر ایسا ہو بھی، اقول یعنی کون سا مشاہدہ اس پر شاہد ہے کہ قطرے اس سے باہر نہیں گرتے تو منزل پر کھڑے ہوا اور زمین پر شیشہ رکھ کر اپنے ہاتھ میں کٹورے کو جنبش دو کر قطرے چھلکیں ہرگز اس کی ذمہ داری نہیں دے سکتے کہ شیشے ہی میں گریں گے بلکہ اکثر باہر ہی جائیں گے، یہ ان لوگوں کی عادت ہے کہ اپنے تخیلات کو مشاہدات و تجربات کے رنگ میں دکھاتے ہیں۔

دوم: جو ہوا جہاز کو حرکت دیتی ہے ان قطروں کو بھی دے گی۔ اقول یعنی دُخانی جہازوں پر بھی ہوا کی مدد ہے اگر اس سمت کی نہ ہو پر دے باندھ کر کی جاتی ہے۔

سوم: اوپر کا شیشہ جہاز میں بندھا ہوا ہے، اس کی حرکت سے اس کی طرف جھٹکا کھاتا ہے اس کا جھٹکا ان چھلکے قطروں کو اسی سمت متوجہ کرتا ہے اور اپنی پہلی محاذات پر نہیں گرنے دیتا، ہاتھ پانی میں بھر کر ایک طرف کو جھٹکو تو قطرے جھٹکے کی طرف جائیں گے نہ کہ جس جگہ ہاتھ سے جدا ہوئے اس کی محاذات میں

سیدے اتریں۔

اقول رد چہارم مثال دوم میں آتا ہے،

(۲) مسلول سے پتھر گراؤ تو سیدھا اس کے پاس گرے گا حالانکہ جب تک وہ اوپر سے نیچے آئے کشتی کتنی بسرگئی، لیکن یہ حرکت کشتی کا شریک ہو کر محاذات نہ چھوڑے گا (حدائق)۔

اقول سارا مدار خیال بندیوں پر ہے، ضرور یہ مسلول پر چڑھے اور وہاں سے پتھر پھینکے اور ان خط نمود پر اترنا آزما چکے وہ پتھر کتنے بھاری تھے، ہوا کی کیا حالت تھی کہ کس رخ کی تھی، جہاز کتنی چال سے جارہا تھا سمت کیا تھی، مسلولوں کی بلندی کتنی تھی، اور جہاز کی حرکت سے کتنی بلندی تک ہوا متحرک ہوتی ہے، تم کتنا بڑا پتھر لے کر یہاں تک چڑھے تھے، دونوں ہاتھوں میں سیدھا محاذات پر رکھ کر آہستہ چھوڑ دیا تھا یا پھینکا تھا اس وقت ہاتھ نے کدھر کو حرکت کی تھی، پتھر جہاں گرا وہیں جم گیا تھا یا اچھلا تھا، اس حد کا کیا ثبوت ہے۔ ان سوالوں کے جواب سے حقیقت کھل جائے گی یا معلوم ہو جائے گا کہ قطرے شیشہ ہی میں گرنے کی طرح خواب دیکھا تھا بعون تعالیٰ دلائل قطعیہ ابھی آتے ہیں جن کے بعد آنکھ کھل جائے گی تو کچھ نہ تھا (نمبر ۱۲) پھر فصل دوم رد ۲۹ تا ۳۱ میں دیکھ چکے کہ یہ لوگ کیسی صریح باطل بات کو مشاہدہ کے سرحتوپ دیتے ہیں اور اس سے بڑھ کر اس کی نظیر فصل چہارم میں آتی ہے۔ ان شار اللہ تعالیٰ فصل چہارم میں انھیں لوگوں کا زعم آتا ہے کہ بڑے یورپین مہندسوں نے تجربے کئے ہیں کہ پتھر بلندی سے پھینکو تو سیدھا وہاں نہیں گرتا بلکہ مشرق سے ہٹ کر، اب یہاں یہ ادعا کہ مسلول سے پتھر پھینکو تو وہیں گرتا ہے۔ پتھر تو پتھر ہے قطرہ جو مسلول کی شیشی سے چھلکے سیدھا نیچے کی شیشی میں آتا ہے۔ یہاں زمین کی حرکت کو قبول کئے بغرض زبان کے آگے بارہ ہل چلتے ہیں جو چاہا کہہ ڈالا اور مشاہدہ کے سر بار۔

(۳) گھوڑا یا گاڑی چلتے چلتے دفعۃً تھم جائے تو سوار کا سر آگے جھک جاتا ہے، کشتی جب کنارے پر پہنچی ہے بیٹھنے والے نہ سنبھلیں تو منہ کے بل گر پڑیں، اس کا سبب یہی ہے کہ ان سوار یوں کی حرکت سواروں میں بھی اتنی ہی ہو گئی تھی وہ تمہیں اور ان میں حرکت باقی تھی جس کا اثر یہ ہوا۔

اقول اولاً کشتی ساحل سے نہ ٹکرائے یا گھوڑا یا گاڑی آہستہ چلتے ہوں اور دفعۃً ٹھہر جائیں یا تیز چلتے ہوں، اور بتدریج ٹھہریں تو کچھ بھی نہیں ہوتا، کیوں نہیں ہوتا، کیا اب حرکت نہ بھری تھی، اس کی وجہ محض جھٹکا لگنا ہے نہ یہ۔

ثانیاً بارہ کا مشاہدہ ہے کہ دفعتاً ریل کے اسٹیشن سے چل دینے میں آدمی نہ سنبھلے تو گر پڑے اس وقت کوئی حرکت بھری تھی، سبب وہی جھٹکا ہے۔

(۴) جس طرف میں پانی بھرا ہو تھوڑا ہلا کر یکایک روک لو پانی ہلتا رہے گا کہ وہ حرکت ہنوز اس میں بھری ہے۔

اقول اولاً آٹا بھرا ہو تو وہ کیوں نہیں ہلتا رہتا۔ حرکت جب پتھر میں بھر جاتی ہے آٹے میں کیوں نہ بھری !

ثانیاً پانی لطیف ہے اس ہلانے کے صدمہ نے بالذات اسے حرکت دی اور اس کے اجزاء کی تماسک کم ہونے کے باعث دیر تک رہی نہ یہ کہ طرف کی حرکت اس میں بھر گئی۔ کچھ بھی عقل کی کہتے ہو ! (۵) انگریز نٹ زمین میں دو ٹکڑیاں گاڑ کر ان میں اتنی اونچی رسی باندھتا ہے کہ گھوڑا نیچے سے نکل جائے، پھر گھوڑے پر کھڑے ہو کر گیند اچھالتا گھوڑا دوڑاتا ہے، اسی کے قریب آکر گھوڑا نیچے سے اور سوار گیند اچھالتا اوپر سے اچھل کر پھر گھوڑے پر آجاتا ہے، اس کا یہی سبب ہے کہ گھوڑے کی حرکت سوار اور سوار کی گیند میں برابر موجود تھی۔ صرف اسے اچھلنے کی حرکت اور کرنی ہوتی۔

اقول ادکلاً نٹ یا بھان متی کے کرتیوں سے جو محسوس ہوا اس سے استدلال تمہارا یہی کام ہے اس کے سبب اسباب خفیفہ ہوتے ہیں۔

ثانیاً گھوڑے کی پیٹھ ختم گردن سے پتھوں تک ڈیڑھ گز فرض کیجئے اگر رسی پشت اسپ سے بارہ گز اونچی ہے اور نٹ گھوڑے کی گردن کے پاس کھڑا ہے، تو جتنی دیر میں گھوڑے کی پیٹھ رسی کے نیچے سے گزے گی اتنی دیر میں نٹ رسی کے اوپر گھوڑے کے اوپر آجائے گا، اور اگر بارہ گز سے کم اونچی ہے تو اور آسانی ہے، اور اگر زائد ہی ہو بہر حال نٹ کے قد سے ضرور کم ہوگی ورنہ اچھلنا نہ پڑتا تو غایت یہ کہ اتنی خفیف مسافت میں اسی نسبت سے نٹ کی اچھال گھوڑے کی چال سے زائد ہو، یہ کیا محال ہے، خصوصاً سدھائے ہوئے گھوڑے کو تھکی دے کہ اس کا اچھلنا اتنی دیر گھوڑے کے جھجکنے کو کافی ہے۔

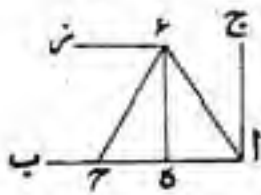
اور اگر یہ نہ مانو اور وہی صورت بتاؤ جس میں اس کے جانے آنے کی مسافت گزرا سپ کی مسافت سے بہت زائد ہو جائے اور جو توجیہ ہم نے کی اس کی گنجائش نہ رہے تو اور بھی بہتر کہ تمہارا استدلال خود ابتر۔ تم نٹ میں گھوڑے کی چال تو پھر ہی رہے تو پھر اس سے کہتے ہی گز زائد کہاں سے آگئی، مثلاً رسی دو گز اونچے پر اور یہ اس کے متصل آکر اچھلا پھر پشت اسپ کے اسی حصے پر آگیا جہاں تھا تو گھوڑے نے اتنی دیر میں صرف رسی کا عرض طے کیا جسے انگل بھر رکھ لیجئے، اور نٹ اتنی ہی دیر میں ایک سو ترانوں سے انگل طے کر آیا۔

۹۶ جاتے ۹۶ آتے اور ایک انگل رسی، تو نٹ کا ہے کو ہے وہ انجن ہے جس میں ۱۹۲ گھوڑوں کا زور ہے جب ۱۹۲ زور اور کہیں سے آگے تو وہ بچا ہوا ایک اور کہیں سے نہیں آ سکتا۔ اس گھوڑے ہی کا مہرنا کیا ضرور ہے!

دی گیند تو وہ نٹ کے اپنے ہاتھ کا کیل ہے۔ اڑتے جانور پر بندوق چلانے والا پہلے اندازہ کر لیتا ہے کہ اتنی دیر میں کہاں تک اڑ کر جائے گا۔

(۶) باقی حال نارنگی میں آتا ہے، چلتی ریل میں نارنگی اچھالیں، ہاتھ میں آتی ہے حالانکہ اس کے چڑھنے اترنے کی دیر میں ہم کچھ آگے بڑھ گئے۔ معلوم ہوا کہ نارنگی میں ریل کی چال بھری ہے وہ اسے محاذات سے الگ نہیں ہونے دیتی۔

اقول یہ خیال تو صریح محال ہے کہ جسم واحد وقت واحد میں بذات خود دو جہت مختلف کو دو حرکت ایضیہ کرے۔ لاجرم نارنگی میں اگر دو حرکتیں جمع ہوں تو چھ خط پر چڑھتی اور تڑپتے ہی پر اترتی مثلاً ریل اسے ب کی طرف جارہی ہے ا پر تم ہو تم نے نارنگی اچھالی، یہ حرکت اسے ج کی طرف لے جاتی لیکن ریل کی حرکت جو اس میں بھری ہے اس سے وہ ب کی طرف جانا چاہتی ہے اور دونوں زور باہم متضاد نہیں کہ ایک آگے کھینچے دوسرا پیچھے، تو اگر دونوں زور مساوی ہوں حرکت اصلاً



نہ ہو ورنہ صرف غالب کی طرف جائے یہاں ایسا نہیں بلکہ دو جہتیں مختلف ہیں نہ متضاد، لہذا نارنگی دونوں کا اثر قبول کرتی اور اب وہ نہ ج کی طرف جاتی نہ ب کی طرف کہ یہ تو ایک ہی کا اثر ہوا، لاجرم دونوں کے بیچ میں ۶ کی طرف گزرتی جیسے تم زمین میں کہتے ہو کہ شمس نے اپنی طرف کھینچا اور نافریت نے قائم کے دوسرے ضلع پر، لہذا وہ نہ ادھر آئی نہ اُدھر گئی بلکہ بیچ میں ہو کر نکل گئی (۷) پھر جب ۶ پر پہنچی اور رسی کی تاثیر ضرور ہوتی۔ میل طبعی یا تمھارے طور پر جذب زمین اسے خط ۶ پر لانا چاہتا لیکن ریل کی حرکت جو اس میں بھری ہے اس سے خط ۶ پر جانا چاہتی تو اب بھی دونوں کے بیچ میں خط ۶ پر اترتی اور اتنی دیر میں تم اسے ح تک پہنچے نارنگی ہاتھ میں آگئی، یوں ان دو حرکتوں کا اجتماع ہو سکتا، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہرگز نارنگی اپنے صعود

لے واقع میں یہ خط مستقیم ہوتا نہ قوس بلکہ چھوٹے چھوٹے مستقیموں کا مجموعہ شبیہ بر قوس جیسا کہ حرکت زمین میں گزرا مگر اتنے چھوٹے خطوں میں قلت تفاوت کے سبب انھیں قوسین کی جگہ ساقین یا جیسے قوس صغیر و وتر میں تفاوت نہیں لیتے ۱۲ منہ غفرلہ۔

نزول میں مثلث ۱۶۸ نہیں بناتی سیدھی چڑھتی اُترتی ہے یا کچھ انحراف ہو تو نہ اس پابندی سے کہ آگے ہی کی طرف مائل چڑھے اور وہاں آگے کی جانب مائل اترے، اگر کئے ہوتا یہی ہے مگر انحراف خفیف ہے لہذا محسوس نہیں ہوتا اقول ہرگز خفیف نہیں بہت کثیر ہے۔ فرض کیجئے نارنگی اتنی قوت سے اچھالی کہ گز بھر اوپر جائے اور اُس کے آنے جانے میں ایک ہی سیکنڈ صرف ہو اور ریل فی ساعت ۳۰ میل جا رہی ہے تو ایک سیکنڈ میں ۵ فٹ کے قریب یعنی ۶۶۴ فٹ بڑھ جائے گی، اب مثلث ۱۶۸ میں قاعدہ ۱۵ فٹ اور عمود ۶۶۴ فٹ، تو دونوں زاویے ۱۶۸ ۶۶۴ ۶۸ درجے ۴۸ دقیقے ہوئے تو زاویہ ۱۶۸ ۶۶۴ ۶۸ درجے ۱۲ دقیقے ہوا یعنی نارنگی کا زمین فصل چارم سے بھی کم ہوا اور انسان کے چہرے سے فاصلہ تین حصے سے بھی زائد ہے۔

خط ۱۶۸ ہے اور نارنگی خط ۱۶۸ پر گئی، کیا اتنے عظیم جھکاؤ کو کوئی سلیم الخواسید صاحب کی طرف جانا سمجھ سکتا ہے، تم کہ عرضیہ سے بھاگے اور خود نارنگی میں ریل کی حرکت بھری، اس میں دو ذاتیہ اینیہ حرکتوں کے اجتماع پر بند کریں اس اشکال کا حل تمہارے ذہن سے ہرگز ممکن نہ ہوگا اگر یہ عذر نہ مل سکنا کہ ریل کی حرکت میں نارنگی اور آدمی دونوں برابر شریک ہیں لہذا وہ ہر وقت سر کے محاذی ہی رہی اور خط منحرف کو مستقیم گمان کیا مگر یہ صورت کہ نیچے ہاتھ رکھ کر گز بھر اچھالی، وہاں یہ عذر کیونکر چلے گا، بعض نے اس مثال میں جہاز لیا کہ نارنگی دُور پھینک سکے، اور کہا اپنی پوری طاقت سے اچھالی اور ہاتھ میں آتی ہے۔

اقول اولاً یہ تو اور بھی آسان ہے خط عمود پر پھینکنا صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہاتھ سیدھا رکھ کر اوپر اس طرح جنبش دو کہ ہاتھ کسی جانب اصلاً میل نہ کرے یہ بہت خفیف حرکت ہوگی پوری قوت سے اوپر پھینکنا ہمیشہ خود ہی خط منحرف پر ہوگا۔ جہاں جدھر جا رہا ہے اس کے خلاف طرف مُنہ کر کے پوری قوت ہاتھ کے کمال جھٹکے سے پھینک کر دیکھو نارنگی کہہ رہی جاتی ہے۔

ثانیاً اگر بالفرض ہاتھ خط مستقیم پر دُور پھینک سکے تو پہنچتا نہیں ہے کہ ہوا اسے مستقیم نہیں رکھتی۔ آتش بازی کا بتا سنا یا ناڑی نہ خط مستقیم پر رہیں نہ اسی خط پر عود کریں یہ تو بہت قوی قوت سے خط عمود ہی پر پھینکے

۱۶ مثلث مستقیم الاضلاع میں :

$$۵۶ : ۵۱ :: ظل ۱ : ۶$$

$$= ۲۴ ظل زاویہ ۱ ہوا مقدار زاویہ ۲۸ ۲۱ - ۱۲ منہ غفرلہ$$

۱۶ ط ص ۱۶

گئے تھے ان کو کس نے ترچھا کیا، اس میں کس کی حرکت بھردی تھی۔ یونہی زمین پر بندوق سیدھی رکھ کر فائر کرو کیا گولی اتر کر نالی میں آجائے گی۔ یہ بدیہی باتیں ہیں پھر ان کے انحراف کی کوئی سمت نہیں۔ یونہی جہاز سے بقوت تمام پھینکی نازنگی اگر آگے ہی کی طرف بقدر مناسب منحرف ہوئی یا تھ میں آجائے گی ورنہ بتا سے اور ناٹری گولی کی طرح وہ بھی کہیں کی کہیں جائے گی اور کھل جائے گا کہ مسطور کے پتھر کی طرح یہ بھی تمھارا خواب تھا۔ جہاز کے شیشوں کی طرح یہاں مباحث اور بھی ہیں مگر ہم جامع اعتراضات کریں جو سب مثالوں کے رد کو بس ہوں۔

فاقول اوکا جتنی مثالیں ہم نے دیں سب میں حرکت اینیہ میں قوت دفع ہے دیکھو دلیل (۱۰) تو ہر دفع مدفوع میں حرکت واحد کا میل ہوا ہے جس سے پھینکا ہوا پتھر متحرک ہوا ہے یہ حرکت جس طرح اب مزاحم کو دفع کرتی ہے اس کا متعلق بھی اس کے اثر سے محفوظ نہیں ہوتا۔ گھوڑے کی سواری میں رگ رگ بل جاتی ہے، گاڑی میں بال لگتی ہے، جہاز میں غیر عادی کا سر گھومتا ہے غشیان ہوتا ہے۔ بالفرض اگر وہ استعداد بوجہ شدت حرکت اس حد کو پہنچے کہ حرکت تھنے یا جدا ہونے کے بعد کچھ رنگ لائے چیتاں عجب نہیں۔ بعد ازاں اس لئے کہ ظہور از بعد عدم معدیت پتھر اس وقت متحرک ہوتا ہے جب ہاتھ کی وہ حرکت ختم جاتی ہے اور پتھر اس سے جدا ہو جاتا ہے۔ ہوا و آب کی حرکت وضعیہ دوبارہ دفع کا اس پر قیاس نہیں ہو سکتا۔ حرکت وضعیہ عین ذاتیہ ہو خواہ عرضیہ اس کی تحقیق زیادات فضلیہ پر کلام میں آتی ہے۔ قوت دفع نہیں اس میں کسی طرف کو بڑھنا نہیں کہ راہ میں جو پڑے اُسے دفع کرے وہ اپنی راہ میں خود ہی ہے دوسرا اگر اس کے ٹخن میں اس طرح ہے کہ سب طرف سے اسے جرم کرہ سے اتصال ہے۔ جیسے کہ آب و ہوا میں ہوتا ہے تو اگر کرہ اسے اٹھا سکتا ہے وہ اس میں اٹھا ہوا اچلا جائے گا، خود اس میں نام کو جنبش نہ ہوگی ورنہ گر پڑے گا تو عظیم پتھر کہ ہوا کے اندر رہے جسے ہوا ایک آن کو بھی سہارا تک نہیں دے سکتی ہے محال عقل ہے کہ ساکن وقت میں جس وقت پتا بھی نہیں ہلتا ہوا اس سو من کی سیل کو اپنی گود میں لے کر گھٹنے میں ہزار میل سے زیادہ اڑ جائے، جب حرکت مستدیر پر اسے جو متحرک ٹخن میں اسے بروجہ مذکور ہو اصلاً جنبش نہیں دیتی تو وہ اثر کیا ہے جو پتھر کے سر میں بھرجائے گا اور بد اہتہ محال ہے کہ پتھر خود بخود ہزاروں میل اڑنے لگے۔ لاجرم مثالیں ہوں اور زمین کی حرکت باطل، اور اگر کہو کہ نہیں بلکہ حرکت مستدیرہ بھی دھکتا دیتی ہے اور جو اس کے ٹخن میں ہوا اسے بھی یا نمبر ۳۴ میں ہماری تحقیق سے اخذ کردہ یہ حرکت وضعیہ نہیں بلکہ حرکات متوالیہ کا مجموعہ تو چشم ما روشن دل یا شاد حرکت زمین و ہوا کا بوجہ ہیں پر خاتمہ ہو گیا۔

یکم: ذرا سی آمدھی جس کی چال گھٹنے میں تیس چالیس ہی میل ہو پڑے سے بڑے پیڑوں کو جڑے اکھاڑ دیتی ہے، تلوں کو ہلا دیتی ہے۔ یہ آٹھ پہر کی اتنی عظیم شدید آمدھی گھٹنے میں ۱۰۳۶ میل

اڑنے والی کیا کچھ قہر نہ ڈھاتی، انسان و حیوان کی کیا جان ہے پہاڑوں کو سلامت نہ رکھتی۔

دوم: ستائیسواں، یونہی وہ آٹھ پہاڑ کہ تین دلیل (۸۷ تا ۸۹) تھے اور پانچ زیاداتِ فضلیہ میں آئے ہیں باطل ہو سکتے ہیں اور باطل ہوں گے۔

دہم: اب کہ پتھر وغیرہ کی حرکت بھی تم نے عرض کر لی تھی یہ ٹھہری اس دفعہ چہارم سے مضمر نہ رہی کہ حرکتِ قسریہ میں ضرور ضعیف و قوی پر اثر کا تفاوت لازم، اگر اثر صرف رکے قابل تو من بھر کے پتھر کو کون سا تھلائے گا۔ اور اگر من بھر کے پتھر کو منٹ میں ۲۰ میل پھینکا تو ماشاء بھر پتھر کو کئے ہزار میل پھیرے مساوات کیسے رہ سکتی ہے۔ بہر حال ثابت ہو زمین کی حرکت باطل ہے۔

ثانیاً یہ کلمہ تمہاری باگ ڈھیلی ڈالنے سے تھا اب باگ کڑی کریں، جب کسی جسم میں حرکت بھر جاتی ہے اس کے بعد اس قوت کے پھر ختم ہونے تک وہ محرک کا محتاج نہیں رہتا نہ حل نکلنے پر دفعۃً اپنی میل طبعی یا جذبِ زمین سے گر جاتا ہے بلکہ یہاں تک کہ قوتِ دفعہ ضعیف ہوتی اور بالآخر میل یا جذب اس پر غالب آتا ہے پھینکے ہوئے پتھر سے دونوں باتیں واضح ہیں اگر خود اجسام میں ان محرکات کی بھر جاتی تو چلتی کشتی میں جو پتھر اس میں کوک بھری ہوئی ہے چلے کر کشتی ٹھہرنے پر بھی یہ سب کچھ دیر تک چلتے رہیں برتن صندوق وغیرہ میں رکھے ہیں چند سیکنڈ تو آگے سرکس کشتی معاذ اللہ دفعۃً ٹوٹ جائے تو آدمی کچھ دور تو کشتی کی چال چلیں ریل میں بیج کا تختہ ٹوٹ جائے تو فوراً نیچے نہ جائیں بلکہ کچھ دور چل کر میل یا جذب کا اثر لیں، ٹھوڑا اگر جائے جب بھی وہ منٹ کچھ دیر ہوا پر گھوڑے کی دوڑ اڑے کہ جب تک حرکت بھری ہے جذب سے متاثر نہ ہوگا۔ جہاز رکنے پر وہ قطرے کہ شیشے میں گر رہے تھے اب جہتِ حرکت کی طرف آگے کریں بلکہ ان کے اتنے میں جہاز رک جائے تو یہاں تک سیدھے آتے آتے فوراً آگے بڑھ جائیں کہ نیچے کا شیشہ ٹھہر گیا اور ان میں ابھی کوک باقی ہے۔ یونہی جہاز رکتے ہی مسلول سے پتھر پھینکیں تو اب اس کے نیچے نہ گرے بلکہ آگے بڑھ کر اور اس کے گرتے جہاز روک لیں تو آدھے رستے سے فوراً سمت بدل دے نیز چلتی گاڑی میں جس کی پشت گھوڑوں کی طرف ہے۔ دفعۃً رکنے پر ان کے سر آگے کو نہ جھکیں بلکہ سرین دیکھ کر سرکیں کہ ان میں ادھر کی گنجی وی ہوئی ہے۔ ریل رکتے ہی نارنگی اچھالیں تو اب ہاتھ میں نہ آئے آگے بڑھ کر گرے۔ دسلس یہ ہیں صندبا اور۔ کتنے استمالے تم پر پڑے۔

ثالثاً پتھر کہ زمین پر رکھا اس کے ساتھ گھوم رہا ہے اس کی یہ حرکت وضعیہ نہیں کہ وہ کرہ نہ اپنے محور پر گھومتا ہے اور خود اس میں حرکت بھری ہے جس کا مقتضی آگے بڑھنا اور دائرۃ زمین کو قطع کرتا ہے اگرچہ کچھ دیر کو ہوا زمین رک جائیں پتھر جب بھی چلے گا تم کہہ چکے کہ محرک کے رکنے پر بھی اس کی حرکت باقی رہتی ہے

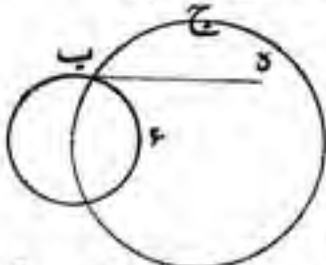
تو اس کے حق میں ضرور ایلیہ ہے یہ بات اور ہے کہ زمین و ہوا بھی اس کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں جس سے آئین نہیں بدلتا یہ یوں نہیں کہ وہ آئین بدلنا نہیں چاہتا بلکہ یوں ہے کہ آئین اس کا بچا نہیں چھوڑتا عرض شک نہیں کہ دائرہ زمین پر اس کی حرکت ایسی ہی ہے جیسے مجبوعہ کرہ زمین و دیگر سیارات کے اپنے مدار پر کہ قطعاً ایلیہ ہے اور حرکت ایلیہ اپنے مقابل کی ضرورت مدافعت کرتی ہے تو لازم کہ پتھر کا ٹکڑا جو زمین پر رکھا ہے جسے تم مشرق کی طرف ایک انگلی سے سرکا سکو اسے مغرب کی طرف چاروں ہاتھ پاؤں کے زور سے جنبش نہ دے سکو کہ اس میں مشرق کی طرف فی ساعت ہزار میل دوڑنے کا زور بھرا ہوا ہے یہ زور کیا تھاری سہل مان لے گا کہ تمہیں الٹا نہ پھینکے گا۔

دابعاً بیچارے پتھر کے سر ایک ہی حرکت نہیں یک نشدہ و شدہ زمین کی اپنی طور پر حرکت اسے مشرق کی طرف فی ساعت ہزار میل سے زیادہ دوڑاتی ہے اور اپنے مدار پر حرکت اسے مدار کی طرف ہر منٹ میں گیارہ سو میل سے زیادہ دوڑاتی ہے ایک جسم ایک وقت میں دو طرف کو حرکت تین صورتوں میں حرکت کر سکتا ہے :

(۱) ایک وضعیہ ہو دوسری ایلیہ ، جیسے بنگو کا گھومتے ہوئے بڑھنا۔

(۲) دونوں ایلیہ ہوں مگر عرضیہ ، جیسے اس آدمی کے کپڑے جو کشتی کے اندر مغرب کو چل رہا ہے اور کشتی مشرق کو۔

(۳) ایک ذاتیہ ہو دوسری عرضیہ ، جیسے شخص مذکور کی کشتی میں حرکت ، مگر یہ کہ دونوں ایلیہ ہوں اور دونوں ذاتیہ ، یہ قطعاً محال ہے ورنہ ایک جسم وقت واحد میں دو مکانوں میں ہو۔ ہاں دو محرک اسے دو مختلف غیر متقابل اطراف کو حرکت دیں تو وہ ان دونوں میں سے کسی طرف نہ جائے گا بلکہ دونوں جہتوں کے بیچ میں گزرے گا جیسا کہ ابھی مثال ششم کے رد میں گزرا ، تو یہ پتھر کہ زمین پر رکھا ہے اور تم عرضیہ سے بھاگ کر خود اس میں حرکت بھر چکے تو دونوں اس کی ذاتیہ ہوں اور ہم بیان کر چکے کہ اس کے حق میں وہ مشرق کی حرکت بھی وضعیہ نہیں ایلیہ ہے تو وقت واحد میں سنگ واحد دو مختلف جہت کو دو حرکت ایلیہ ذاتیہ ہرگز نہ کرے گا



بلکہ ان کے بیچ میں گزرے گا ، اب زمین ج مقام ب پر پتھر ہے زمین کی حرکت صاعدہ نے اس میں ج کی طرف جانے کی کوک بھری اور حرکت مستدیرہ نے ۶ کی طرف آنے کی کنجی دی تو پتھر نہ ج کو جائے گا نہ ۶ کو آئے گا بلکہ ۵ کی طرف اڑے گا تو لازم

کہ نہ ایک پتھر بلکہ تمام اسباب صندوق پٹا ، سے برتن پلنگ وغیرہ وغیرہ بلکہ انسان حیوان سب کے سب ہر وقت

ہو میں اڑتے رہیں تم نے دیکھا کہ عرضیہ سے بھاگ کر خود اجسام میں کوک بھرتا اس سے بھی زیادہ کس درجہ فاحش تھا۔
لا جرم وہ گیارہ دلیس بھی لا جواب ہیں (زیادات فضلیہ) خاتمہ کتب حکمت یونانیہ یعنی ہدیہ سعیدیہ میں حرکت ارض
پر کلام مبسوط ہوا جس میں سے بہت اوپر اس کے ابطال پر اسٹو دلیس اپنی طبعاً اوکریں جن میں سے ایک دفعہ دوم
میں گزری اور دو تیزیل میں آتی ہیں پانچ کی یہاں تخصیص کریں، یہ دلیس مزمع مخالف حرکت باقی ہمنوا بغرض ہوا
وہو بغرض فرضی کرہ کی حرکت وضعیہ پر کلام شدید ہے خصوصاً بطور طبعیات یونان جس میں ہدیہ سعیدیہ ہے۔
بین بین ابطال توفیقہ تعالیٰ اپنی تحقیق سے ان کا رخ بدل کر تصحیح و تائید میں لیں گے۔

دلیل ۱۰۱: ہوا کی حرکت شرقیہ کہ اس قدر تیز ہے اس کے معمولی چلنے سے بدرجہا سخت ہوگی تو چاہئے
پر دانی کبھی چلتی معلوم ہی نہ ہو ہمیشہ کھپاؤ ہی رہے۔

دلیل ۱۰۲: پر وغیرہ جگہ اجسام کھپاؤ میں مغرب کو کیونکر جاتے ہیں حالانکہ وہ قہراً اندھی مشرق کو چلتی ہوئی
انہیں پیچھے چھینکتی ہے۔

دلیل ۱۰۳: پختی ہوا میں دو پرند مساوی قوت سے شرفی و مغرب کو اڑیں ان کی اڑان کیونکر برابر رہتی ہے
حالانکہ ہوا پہلے کی معاون اور دوسرے کی معاق ہے، یونہی دو کشتیاں۔

دلیل ۱۰۴: تیز کھپاؤ میں مغرب کو اڑنے والا پرند تیز جاتا ہے اور مشرق والا سست کہ کھپاؤ اول کا معاون
دوم کا معاق ہے ہوا مشرق کو دورہ تو اس کا عکس لازم تھا کہ اول معاون کھپاؤ ضعیف ہے اور معاق
حرکت شرقیہ قوی اور ثانی میں عکس، یونہی دو کشتیاں۔

۱۰۵ ان پانچ کا طبعاً اوکرنا مشکوک ہو گیا کہ ان کے ماخذ شرح حکمہ العین میں نظر آئے جن کا بیان دفع ۸، ۹
میں گزرا، ہاں تو اردو بعید نہیں بلکہ اظہر ہیں ورنہ شارح مذکور نے ان پر جو رد کئے ہدیہ سعیدیہ میں ان کے دفع
کی طرف توجہ ہوتی یا انہیں دیکھ کر یہ دلائل ذکر ہی نہ کئے جاتے ۱۲ منہ غفرلہ۔

۱۰۶ ہر جگہ ہم نے لفظ عرضیہ بوجہ معلوم کم کر دیا ہے ۱۲ منہ غفرلہ۔

۱۰۷ یہاں زیادہ تفصیل سے کام لیا ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اوپر دریا ہو اس مزمع حرکت کا کچھ اثر نہیں
ہوتا بلکہ ظاہر موج و دو شل کا اگر دریا ہے اور دونوں ساکن ہیں مشرقی مغربی دونوں کشتیاں کہ مساوی قوت سے
چلیں مساوی چلیں گی اور پانی جاری ہے تیز ہوگی اور دوسری سست اور دریا دہوا دونوں کی حرکت ایک
طرف کو ہے تو موافقی بہت تیز مخالف بہت سست اور دو طرف کو تو ہوا و دریا جس کی حرکت زائد ہے اس کی
موافقی بقدر اس زیادات کے تیز اور دوسری سست ۱۲ منہ غفرلہ۔

دلیل ۱۰۵: آدمی جب تیز ہوا میں اس کے سامنے آتا ہو، ہوا کو اپنی مدافعت کرتا پائے گا مگر یہاں مشرق و مغرب دونوں طرف چلنے میں کوئی احساس نہیں ہوتا۔

اقول ان پانچ دلیلوں کا حاصل یہ ہے کہ چلتی ہوا اپنے سامنے کی شے کو دفع کرتی ہے اور یہ مدافعت یہاں نہیں، لہذا ہوا کی حرکت مستدیرہ باطل، اور وہ حرکت زمین کو لازم تھی اور انتفاع کے لازم انتفاع ملزوم ہے تو حرکت زمین باطل، مگر ہے یہ کہ معاونت اس وقت حرکت اینیہ میں ہے، جیسے پانی کی موجیں، ہوا کے جھونکے، جس میں ہر لاحق مکان سابق میں آنا چاہتا ہے تو اسے دفع کرتا ہے اب اس ہوا یا پانی میں اگر مثلاً انسان چلے تو وہ ایسے مکان میں آیا جس پر لٹے اور صدمے متوالی چلے آتے ہیں لہذا اگر اس کا منہ ادھر کو ہے معاونت پائے گا اور پشت تو معاونت مگر حرکت وضعیہ حرکت واحدہ کل کرے کو عارض ہے نہ کہ اجزائے متفرقہ کی کثیر حرکات اینیہ متوالیہ کا مجموعہ کہ طبعیات یونان میں جسم متصل وحدانی ہے اس میں بالفعل اجزاء ہی نہیں اور اگر اجزاء سے ترکیب توجب بھی حرکت وضعیہ میں توجہ و تلاطم آب و ہوا کسی طرح تدافع نہیں۔ اس میں کوئی جز دوسرے کو دفع نہیں کرتا کہ دفع کرے کہ اپنی راہ میں کسی کو اپنی طرف آگے یا سبک یا اپنی جہت میں اپنے سے کم چلتا پائے۔ یہی تین صورتیں دفع کی ہیں اور وہ سب یہاں مفقود بلکہ سب اجزاء ایک ہی طرف کو یکساں چال سے اپنی اپنی جگہ قائم چلے جاتے ہیں تو جو جز جس جگہ بڑھنا چاہے اس سے پہلا جز اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے اس کے لئے جگہ خالی کر چکا ہوگا اور جب یہاں تلاطم تدافع نہیں تو احساس کس کا ہوگا، اگر کہے یہ تو کرے کی اپنی حالت ہوئی جب مثلاً انسان اس میں داخل ہوا تو تفرق اتصال بدایہ ہو اب ضرور ہے کہ آنے والا اسے دفع کرے۔

اقول دفع توجب کرے کہ یہ حقہ خود چلتا ہو، حقہ کوئی بھی نہیں چلتا کل گرہ متحرک ہے جس کے بعض اجزاء کی جگہ اب انسان ہے جسم اتصالی اجزاء کے ماتحت ایک جز دوسرے کو دفع نہ کرتا تھا اب اُسے بھی کوئی دفع نہ کرے گا۔

اگر کئے کلام اس میں ہے کہ وہ داخل مثل انسان اس حرکت کے خلاف جہت اس جسم میں چلے تو اس کا مزاحم ہوگا اور مزاحم کی مدافعت ضرور۔

اقول جب متابع ہے مزاحم کہاں اس حرکت کے ساتھ خود چل رہا ہے اس کی مخالفت نہیں کرتا ہاں اپنی ذاتی حرکت سے پانی یا ہوا کو چیرتا ہے اس میں جتنی معاونت ہوتی ہے ہوا کی ورنہ نہیں، بالکل یہاں اجزاء میں تدافع نہیں تو اس میں انسان جہاں داخل ہو یا چلے ایسے مکان میں ہوگا جس پر کسی طرف سے دفع نہیں اور اس پر حرکت متعلقہ نہیں خود اس کا شریک و تابع ہے تو کسی طرف نہ معاونت

پائے گا نہ مقاومت - یونہی اجسام اور مزموم پر ان دلائل کی گنجائش۔

اقول یہ کلام بروہ تحقیق تھا کہ حرکت وضعیہ ان دلائل سے رد نہیں ہوتی مگر ہم ثابت کر آئے کہ زمین کی یہ حرکت اگر ہے تو یہ ہرگز وضعیہ نہیں بلکہ قطعی حرکت کی جدا حرکت ایسی ہے اور حرکت ایسی میں بیشک دفع ہے، یوں یہ پانچوں دلائل بھی صحیح ہو جائیں گے، ان کی بناء دوسرے جسم کو دفع کرنے پر ہے، اور ہمارے دلائل ۸۷ تا ۸۹ کی اجزاء کے تدافع و تلاطم اور خلافت میں ہے کہ اس سے ادق و احق ہے والحمد للہ علیٰ ما علمہ و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا و آلہ و صحبہ وسلم۔ بحمد اللہ تعالیٰ ایک سو پانچ دلیلیں ہیں، نوٹسے خاص ہماری ایجاد اور پندرہ اگلوں سے، لیکن فصل اول کی پہلی اور دوم کی پچائش اور سوم کی دلیل ۵۲، دلیلیں زمین کی حرکت گردش اور حرکت گرد محور دونوں کو باطل کرتی ہیں، اور فصل سوم کی ۸۴ تا ۱۰۵ با استثناء ۹۹، ۱۰۰ جملہ تینتیس خاص حرکت محوری کا رد ہیں۔ اول کی اخیر گیارہ اور سوم کی ۶۳ تا ۸۲ ہیں، اور ۹۹، ۱۰۰ جملہ تینتیس خاص حرکت گردش شمس کا رد ہیں تو محور پر گردش زمین بہتہ دلائل مردود اور آفتاب کے گرد زمین کا دورہ پچاسی (۸۵) دلیلوں سے باطل، واللہ الحمد و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ نبی الحمد و آلہ و صحبہ الاکرام الحمد آمین!

(تذیل) رد، دیگر دلائل فلسفہ قدیمہ میں

الحمد للہ! ہم نے ابطال حرکت زمین پر ایک سو پانچ دلائل قاہرہ قائم کئے کتب گزشتگان مثل مجسطی بطلمیوس و تخریطوسی و شرح علامہ بر جندی و تذکرہ طوسی و شرح فاضل خضری و شمس بازغہ مشدق جوہوری و ہدیہ فاضل خیر آبادی وغیرہ میں بعض اور دلائل ہیں جن پر اگرچہ انھوں نے اعتماد کیا ہمارے نزدیک باطل ہیں

۱۔ اگلوں کے کلام میں ہم نے چوبیس دلیلیں پائیں، ایک رد و جاذبیت میں صحیح ہے اور ہم نے اسے تین کر دیا اور تیس زمین کی حرکت محوری کے رد میں، ان میں گیارہ محض باطل ہیں، ایک دفعہ دم میں گزری اور ہٹل تذیل میں آتی ہیں، ان میں دفع دوم والی اور دو آخر تذیل کی یہ تین ایجادات فاضل خیر آبادی سے ہیں۔ رہیں بارہ، ان میں پانچ کہ یہ بھی زیادات فضلیہ میں جس شے کے ابطال کو تھیں اسے باطل نہ کر سکیں باقی سات کہ ان سے اگلوں کی تھیں اور انھوں نے خود رد کر دیں، یوں تیس کی تیس رد ہو گئیں مگر ہم نے زیادات فضلیہ کی پانچ کو رخ بدل کر صحیح کر دیا ۱۲ منہ غفرلہ۔

۲۔ مثل حکمت العین کا تہی قرآنی تلمیذ طوسی شرح حکمت العین میرک بخاری ۱۲ منہ غفرلہ۔

انہیں بھی مع منصر کلام ذکر کر دیں۔ وباللہ التوفیق وبہ استعین (اوتوفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے اور یہی میں چاہتا ہوں) وہ عقلی تعلیلیں ہیں کچھ اسی رنگ کی جو گزریں اور ہم نے ان کی تصحیح و توجیہ کی انہیں مقدم رکھیں کہ جنس مقدار جنس ہو اور کچھ خاص اصول فلسفہ قدیمہ پر مبنی جن کے شافی و کافی ابطال میں بعونہ تعالیٰ ایک مستقل کتاب الکلمۃ العلمیہ جدا تصنیف کی یہاں پر حوالہ کافی۔ واللہ الموفق۔

تعلیل اول: دو کشتیاں برابر قوت سے چلیں، ایک مشرق ایک مغرب کو، اگر زمین متحرک اور دریا اس کا تابع ہو تو لازم کہ شرقی بہت تیز نظر آئے کہ دو حرکتوں سے جارہی ہے ایک اپنی تحریک طالع سے دوسری دریا کی حرکت ارض سے ہے، اور غربی بہت آہستہ کہ صرف اپنی حرکت سے جارہی ہے اور اس پر معاً وقت حرکت شرقیہ دریا کا طرہ بلکہ چاہئے اس کی حرکت محسوس بھی نہ ہو، ہوا کو بھی اسی حرکت زمین سے متحرک ماننا نفع نہ دے گا اور شناعت بڑھے گا کہ اب شرقیہ تین طاقتوں سے جارہی ہے اور غربیہ پر دو طاقتیں مزاحم ہیں (ہدیہ سعیدیہ)۔

اقول یہ دلیل ۹۱ کا عکس ہے وہاں ہوا کو تابع زمین نہ مان کر لازم کیا تھا کہ متحرک غربی سے شرقی بہت سست ہے بلکہ خود بھی غربی ہو جائے یہاں دریا و ہوا کو تابع مان کر یہ لازم کرنا چاہا ہے کہ متحرک شرقی سے غربی بہت سست ہے بلکہ اس کی حرکت محسوس بھی نہ ہو، یہاں بھی اس پر اقتصار کرنا نہ تھا اسی طرح کہنا تھا کہ بلکہ مغرب کو جانے والی مشرق کو جاتی معلوم ہو۔

اقول عکس چاہا مگر نہ بنا، اصلاً وار د نہیں، زمین کو اگر حرکت اور دریا و ہوا کو اس کی تبعیت ہے تو اس میں جہال و استجار اور یہ کشتیاں اور ان کے اور باہر کے تمام انسان حیوان سب یکساں شریک ہیں تو اس سے ان میں تفاوت نہیں پڑ سکتا نہ کہ اس کے اقیانوس کا ان کے پاس کوئی ذریعہ کشتیاں اپنی چال سے

عہ پھر شرح حکمۃ العین میں ایک اور دلیل علیل (کمزور) دیکھی جنہوں نے دربارہ نفی حرکت اینیہ زمین اقتصار لیا
قال او تحریک من الوسط حرکت اینیہ یعرض
ما یعرض لولہ تکن فیہ اھ اقول نعم،
لولا القسوفان قلت لا یدوم اقول ادکلا
صمنوع و ثانیاً فلم تنصف ہو بل
دوامہا ۱۲ من غفرلہ
بلکہ اس کا دام غلطی ہوا۔ (ترجمہ عبدالمکرم شرف قادری)

لہ شرح حکمۃ العین

جتنا چلیں وہی محسوس ہوگا، برابر رفتار سے بڑھی ہیں تو برابر فاصلے سے ایک مشرق اور دوسری مغرب کو معلوم ہوگی مثلاً دریا کنارے ایک درخت کے محاذات سے چلیں اور وہیں کنارے پر کچھ لوگ کھڑے ہیں اگر صرف کشتیاں اس مشرقی حرکت فی ثانیہ ۵۰۶ گز میں شریک ہوتیں اور وہ درخت و ناظرین اس سے جدا رہے اور ہر شئی اس سیکنڈ میں مثلاً ایک ایک گز چلتی تو ضرور ایک ہی سیکنڈ کے بعد دونوں کشتیوں میں ڈوگڑ کا فاصلہ ہو جاتا اور درخت دونوں سے مغرب کی طرف رہ جاتا، مغربی سے ۵۰۵ گز کے فاصل پر اور مشرقی سے ۵۰۶ گز پر، اور کنارے کے آدمی غربی کشتی کو بھی اسی تیز چال سے مشرقی کو بہتی دیکھتے کہ ایک سیکنڈ میں ۵۰۵ گز اڑ گئی نہ یہ کہ اس کی حرکت محسوس نہ ہوتی، لیکن درخت و ناظرین سب اسی ایک ناؤ میں سوار ہیں جو اسی تیزی سے ان سب کو مشرقی لئے جا رہی ہے تو مشرقی کشتی اسی سیکنڈ میں وہاں سے ۵۰۶ گز ہٹی اور مغربی ۵۰۵ گز اور درخت و ناظرین ۵۰۶ گز، سب کے سب مشرق کو، تو درخت و ناظرین سے مشرقی کشتی کا فاصلہ صرف ایک گز مشرق کو ہوا اور مغربی کا فقط ایک گز مغرب کو، لہذا ناظرین کشتیوں کو دیکھنے سے دور کشتی کے سوار درخت پر نظر سے یہی سمجھیں گے کہ اس سیکنڈ میں دونوں کشتیاں ایک ایک گز برابر چلیں اور یہ کہ مشرقی کشتی کو ہٹی اور مغربی مغرب کو۔ اس کی نظیر وہ کشتی ہے کہ مثلاً مشرق کو فی ثانیہ دس گز کی چال جا رہی ہے اور کشتی کا طول بیس گز ہے اس کے وسط کے محاذی کنارے پر ایک درخت اور کچھ ناظرین ہیں اس کے محاذات سے دو شخص کشتی کے اندر ایک چال سے فی ثانیہ پانچ گز چلے ایک مشرق ایک مغرب کو، دونوں برابر دو ہی سیکنڈ میں کشتی کے کناروں پر پہنچیں گے اور اگر اپنی چال پر نظر کریں گے اس میں کچھ تفاوت نہ پائیں گے اور یقیناً ایک کشتی کے کنارے مشرق پر پہنچا دوسرا مغربی پر تو ضرور وہ مشرق کو ہٹا یہ مغرب کو، لیکن باہر والے ناظرین دیکھیں گے کہ وہ جو مشرق کو چلا ان سے بیس گز کے فاصلے پر ہو گیا کہ وہ سیکنڈ میں تیس گز کشتی بڑھی اور دس گز یہ، اور وہ جو مغرب کو چلا ان سے مغربی ہونے کے عوض وہ بھی ان سے مشرق ہی کو ہٹا مگر صرف دس گز دس گز مغرب کو بڑھا اور کشتی اسے بیس گز مشرق کو لے گئی تو دراصل مشرق کو دس گز جانا ہوا تو ناظرین دونوں کو مشرق میں ہٹتا پائیں گے مشرقی کو تیز مغربی کو سست، یونہی اندر چلنے والے اس درخت پر نظر کریں تو یہی دیکھیں گے کہ وہ دونوں سے مغرب کو رہ گیا مشرقی سے تیس گز مغربی سے دس گز۔ اور اگر ان کی چال کشتی کے برابر ہے تو ایک ہی سیکنڈ میں مشرقی بیس گز مشرق کو ہٹ جائے گا اور مغربی وہیں کا وہیں نظر آئے گا درخت و ناظرین کی محاذات نہ چھوڑے گا کہ جتنا یہ مغرب کو بڑھتا ہے کشتی اتنا ہی اسے مشرق کو لے جاتی ہے، دونوں چالیں سا قطر ہو کر محاذات قائم رہی۔ تو وہ جو تم چاہتے ہو یہاں کشتی نشینوں اور ناظرین سب کو محسوس ہوا اس لئے کہ ناظرین اور وہ درخت جس سے سوار ان کشتی نے اندازہ کیا کہ کشتی کی چال میں شریک نہ تھے بخلاف صورتِ سابقہ کہ اس

میں برابر ہیں تو کوئی ذریعہ امتیاز نہیں کشتی کی ذاتی ہی چالیں سب کو محسوس ہوں گی وہیں تو اس کے امتیاز کے لئے وہ ناظرین ہوں جو کمرہ زمین و ہوا سے باہر ہوں کہ اس کی چال میں شریک نہ ہوں یا اہل زمین کے اپنے اور اس کے لئے اسی قسم کی کوئی ساکن شے ہو، وہ کہاں، کو اکبہ کا بعد اتنا ہے کہ کشتیوں کی یہ چالیں وہاں ایک نقطہ ہیں۔ صحاب ضرور قریب ہے دو چار ہی میل اونچا ہے مگر وہ خود اسی ناؤ میں سوار ہے بذریعہ ہوا شریک رفتار ہے لہذا امتیاز معدوم اور اعتراض ساقط۔

تعلیل دوم: دو طائر تھی ہوا میں ایک پرواز سے مشرق و مغرب کو اڑے اگر ہوا بھی زمین کے ساتھ متحرک ہے تو مشرقی جہت تیز ہو جائے اور غربی ہوا میں ٹھہرا معلوم ہو یا بہت سُست اور اگر نہیں تو لازم کہ وہ مشرقی کو اڑے غرب میں پڑے۔ (بدیہ)

اقول یہ کوئی نئی بات نہیں تعلیل سابق اور دلیل ۹۱ کو جمع کر دیا ہے ہوا تابع نہ مانتے پر وہ دلیل ۹۱ ہے جو انکار جمعیت پر یقیناً صحیح ہے اور مانتے پر ہی تعلیل اول ہے جو جمعیت مانو تو باطل نہ مانو تو باطل۔ مانو تو اس روشن بیان سے جو ابھی سنا اور نہ مانو تو کشتیوں پر ندوں کی اپنی ذاتی حرکتیں رہ گئیں سرے سے بنائے دلیل ہی اڑ گئے۔ بالکل یہ تعلیل علیل کہ ایک شے کے ابطال سے کلید۔

تعلیل سوم: حرکت یومیہ سب سے تیز حرکت ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ جسم جتنا لطیف تر اس کی حرکت سریع تر۔ ہوا اجسام ارضیہ سے بہت تیز جاتی ہے تو اس حرکت کا فلک ہی کے لئے ثابت کرنا زیادہ مناسب کہ ہوا دنار سے بھی لطیف تر ہے (تحریر محبلی مقالہ اولیٰ فصل ہفتم)، یہ صراحت زری خطابانی بات (شرح محبلی)۔ **اقول** اس کی نظیر ادھر سے بھی پیش ہوتی ہے کہ اتنے بڑے اجسام کے گھومنے سے چھوٹے جسم کا گھومنا آسان ہے (سعید یہ)

اولاً مخالفات آسمان کا قائل ہی نہیں اور لطیف معلوم یعنی ہوا کو شریک حرکت مانتا ہے۔
ثانیاً فلک کے الطف ہونے پر کیا دلیل۔ اگر علو کے عناصر میں دیکھ رہے ہیں کہ ہوا الطف اعلیٰ ہے اور یہ ان سے بھی اعلیٰ تو ان سے بھی الطف۔

اقول یہ فلک میں میل مستقیم ماننا ہوگا جو فلسفہ قدیم کی بنا ڈھا دے گا اس کی تصریح ہے کہ

علہ اقول اس کی اتنی تقریر بھی ہم نے کی اصل میں اتنی ہی ہے جو حاشیہ آئندہ میں شرح سے آتی ہے ۱۲ منہ غفرلہ
بلکہ ان اعتراضوں سے کہ اکثر دلائل آئندہ پر بھی آئیں گے یہ دکھایا گیا ہے کہ یہ تعلیل جس طرح تحقیقاً صحیح نہیں یوں ہی الزامی ہی نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ غفرلہ۔

فلک جب ثقیل نہ ہو خفیف بھی نہیں۔ اگر کئے اس کی لطافت یہ کہ نظر نہیں آتا۔

اقول اولاً اس میں نارو ہوا بھی شریک۔

ثانیاً عدم لون نظر نہ آنے کو کافی اگرچہ کتنا ہی کثیف ہو۔

ثالثاً نظر نہ آنا تمھاری جہالت ہے یہ سقف نیلگوں کے نظر آرہی ہے یقیناً فلک قر ہے جس کا اسلامی

بیان خاتمہ میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ، پھر اصل تعلیل پر۔

ثالثاً و سابعاً درود اور زیر تعلیل ششم آسان ہیں۔

تعلیل چہارم؛ جرم لطیف متشابہ الاجزاء یعنی فلک سے حرکت مستدیرہ کی نفی اور جرم کثیف مختلف الاجزاء یعنی ارض کے لئے اثبات خلاف طبعیات ہے (تحریر مجسطی)۔

اقول اولاً ان کے نزدیک فلک کہاں تو نفی بنی موضوع ہے۔

ثانیاً اجزائے زمین طبعیت میں مختلف نہیں کہ مثل فلک بسیط ہے اور امور زائدہ میں اختلاف جیسے

جہاں ارباب یہ فلکیات میں بھی معلوم و مشہود کامل و مہتمات و مدار میں کواکب اور ان کی حرکات و جہات اور

جب یہ ان آٹھ افلاک میں منافی بساطت نہ ہوا فلک عظم میں ہو تو کون مانع۔ عدم علم علم عدم نہیں۔

ثالثاً کون سا طبعیات کا مسئلہ ہے کہ کثافت مانع حرکت مستدیرہ ہے، غایت یہ کہ الطلح النسب، تو محض خطابت ہوئی۔

سابعاً ہوا سے نفی ہوئی تو حرکت طبعیہ ارض کی قسریہ پر کیا اعتراض۔

خامساً و سادساً زیر تعلیل ششم،

تعلیل پنجم؛ فلک میں مبدئ میل مستدیر ہے اور زمین میں مبدئ میل مستقیم

تو دونوں کی طبعیت متضاد کہ اگر زمین حرکت مستدیرہ قسری تو اس میں شریک فلک ہو جائے اور اشتراک ضدین جائز نہیں (تحریر مجسطی) علامہ برجندی نے شرح میں اس پر دو اعتراض کئے؛

اول؛ تمھارے نزدیک فلک پر فرق محال تو کیونکہ معلوم ہوا کہ اس کے اجزاء میں میل مستقیم نہیں۔

دوم؛ کیا محال ہے کہ اجزاء میں میل مستقیم ہے اور گل میں میل مستدیر۔

لے شرح برجندی میں پہلے ہی فقرے کو ایک دلیل ٹھہرایا کہ جرم لطیف متشابہ الاجزاء سے نفی خلاف طبعیات ہے اور دوسرے فقرے کو دلیل سابق کا جز ٹھہرایا کہ جرم کثیف کے لئے اثبات بیجا ہے کہ ہوا کہ فلک سے کم لطیف ہے وہ تو اجسام ارضیہ سے اشرع ہے تو حرکت مستدیرہ فلک ہی کو انب انتہی اور انظر وہ ہے جو ہم نے کیا ۱۲ منہ غفرلہ۔

اقول اولاً جب تجزیہ فلک محال ہو تو محال کی نسبت یہ پوچھنا کہ کہاں سے جانا کہ اس میں میل مستقیم نہیں کیا معنی۔

ثانیاً استحالة خرق بر بنائے استحالة میل مستقیم ہی کہتے ہیں اور اس کا استحالة فلک و اجزاء دونوں پر ایک ہی دلیل دیتے ہیں اگرچہ وہ مبطل اور ان کے دلائل باطل کلام اس تقدیر پر ہے۔
ثالثاً جُز و کل کی جب طبیعت معتد ہے جیسے زمین و کلوخ، تو مقتضائے طبع کا انجام لازم معلوم سے ایسے اعتراضوں کا تعجب ہے صحیح اعتراض ہم بنائیں۔

فاقول اولاً مخالف فلک ہی کا قائل نہیں، اس میں مبدع میل مستدیر درکنار۔

ثانیاً نہ وہ زمین میں مبدع میل مستقیم مانے، ڈھیلے کا گڑنا جذب سے ہے۔

ثالثاً تمہارے نزدیک فلک کی حرکت مستدیرہ طبعی نہیں زمین میں طبعی ہو تو متضاد طبائع کا مقتضی میں اشتراک کب ہو اور محال یہی ہے۔

سابعاً یہی کہ بغرض غلط باطل ہوتی تو حرکت طبعیہ۔ قسریہ کو اشتراک سے کیا علاقہ۔

خامساً و سادساً و سابعاً عنقریب۔

تعلیل ششم: حرکت میں نئی نئی وضعیں بدلنے کو ہوتی ہے، زمین کو اس کی حاجت نہیں کہ گردش فلک سے خود اس کی وضعیں بدل رہی ہیں، فاضل خضریٰ نے اسے نظر کر کے کہا فیہ مافیہ۔

اقول اولاً مخالف منکر فلک۔

ثانیاً گردش فلک ثابت۔

ثالثاً اس میں مبدع میل مستدیر ثابت۔

سابعاً بلکہ ہم نے ثابت کیا ہے کہ اصول فلسفہ قدیمہ پر فلک کی حرکت مستدیرہ محال۔

یہ سب باتیں و تعلیل ہماری کتاب الکلمۃ الملہمہ میں ہیں واللہ التوفیق یہ تینوں وجہیں تعلیل پنجم پر بھی رد ہیں اور اخیر کی دو تعلیل سوم و چہارم پر بھی۔

خاصاً حاجت نہ ہونا اس وقت ہوتا کہ فلک و ارض میں اقطاب و جہت و قدر حرکت سب متحد ہوتے ان میں کسی کا اختلاف تبدیل وضع میں تبدیل کر دے گا، زمین کو کیا ضروری کہ سب باتوں میں فلک کے

ملے یہ دونوں اعتراض ہم نے حدائق میں دیکھے تھے اور گمان تھا کہ یہ اس کی اپنی جہالات کثیرہ سے ہیں مگر شرح مجسطی دیکھنے سے کھلا وہ آخذ ہے ۱۲ منہ غفرلہ۔

موافق ہی حرکت کرے اور جب کسی بات میں مخالفت کی تو ضروری حرکت فلک سے تبدیل اور طرح کی ہوگی اور حرکت ارض سے اور طور کی، پھر استغناء کیوں!

سادسا فرض کیا کہ زمین موافقت پر مجبور، تو ہم دیکھتے ہیں فلک الافلاک حرکت یومیہ کر رہا ہے اور فلک البروج درقول مثل متفق اقطاب و جهت و مقدر پر ایک سی حرکت ہے، اگر سب سے اختلاف ضرور تو یہ آسمانوں متفق کئے اور اگر بعض سے کافی تو زمین اگر فلک الافلاک کے موافق متحرک ہو تو ان آٹھ کی مخالفت ہے، ان آٹھ کے موافق تو اس ایک سے۔ پھر استغناء کیسا!

سابعا فرض کیا کہ سب افلاک ایک سے متحرک ہوں اور زمین بھی ان کے موافق پھر بھی زمین کو حرکت سے کون مانع تھا، وہ ذی شعور ہیں جان کر بھی اوروں کی حرکت کو کسی نے اپنے لئے کافی نہ جانتا زمین کو کیا خبر کہ اور بھی کوئی اسی حرکت سے متحرک ہے میں کیوں کروں۔
ثامنا فلک ہی سے وضعیں بدلنا کیا ضرور، کمرہ نار اگر متحرک ہے ہو او آب تو ساکن ہیں ان سے وضعیں بدلیں گی۔

تاسعا مخالف کے نزدیک زمین کی حرکت وضع بدلنے کو نہیں بلکہ جذب سے نفرت یا ہر چیز کے کسب نور و حرارت کے لئے، جس کی تقریر تجزیہ ۳ میں گزری۔

عاشوا بلکہ ہم نے الکلمۃ المہمۃ کے مقام نہم میں روشن کیا ہے کہ حرکت کے لئے کوئی غرض ہی ضرور نہیں نفس کی حرکت بھی مطلوب طبع ہو سکتی ہے۔

تعلیل ہفتم: جس پر تذکرہ سے آج تک اعتماد ہوا بلکہ طوسی پھر جونپوری نے شمس بارغہ میں ۹۱۰۹۰ و بصیح دلیوں کو رد کر کے اسی پر مدار رکھا کہ طبعیت زمین میں مبدل مستقیم ہے جو ڈیلا گرنے سے ظاہر اور جس میں مبدل مستقیم ہونا محال ہے کہ بالطبع حرکت مستدیرہ بری اور ہدیہ میں اسے یوں تعبیر کیا کہ اس میں مبدل مستدیرہ نہیں ہو سکتا۔

اقول یہ دلیل بھی نہ الزامی ہو سکتی ہے نہ تحقیقی۔

۱۔ یوں ہی طوسی کے تلمیذ قزوینی نے مکتہ العین میں دلیل ۹۸ کو رد کر کے ۱۲ منہ غفرلہ

۲۔ کا تبی مذکور نے مطلق کہا کہ اس کو حرکت مستدیرہ محال ۱۲ منہ غفرلہ

۳۔ یعنی تعلیل سوم سے ہشتم تک چاروں تعلیلوں کا بھی یہی حال تھا جیسا کہ ان کے ردوں سے ظاہر

ہوا۔ ۱۲ منہ غفرلہ

اولاً مخالف میل کا قائل نہیں۔

ثانیاً وہ حرکت مستدیرہ طبعی نہیں مانتا بلکہ جذب شمس و نافریت سے، مقتضائے نافریت پر جاتی تو طبعی ہوتی اور بوقت جذب اس کا حدوث منافی طبعیت نہ ہوتا کہ حرکت طبعیہ حدوث نافریتی کے وقت ہوتی ہے مگر وہ بیچ میں ہو کر نکلی، یہ ہرگز مقتضائے طبع نہیں۔

ثالثاً طبعیہ کا رد ہوا قسریہ سے کیا مانع، ۹۰ مبدع میل ایک طبعی دوسری قسری کا اجتماع جائز بلکہ واقع ہے اور پھینکا ہوا پتھر دونوں کا جامع ہے۔

تعلیل ہشتم: حرکت زمین طبعی و ارادی نہ ہونا ظاہر، قسری یوں نہیں ہو سکتی کہ ان کے نزدیک دائرہ ہے اور قسری کو دوام نہیں، ورنہ وجوہ میں تعلیل لازم آتے۔ فاضل خضریٰ نے اسے بھی نقل کر کے فیہ مافیہ کہا اور علامہ برجندی نے شرح مجسطی میں یوں تفصیل کی: طبعیہ نہیں ہو سکتی کہ میل مستقیم رکھتی ہے نہ ارادیہ کہ ارادہ کا نفس ہے اور عناصر سے نفس متعلق نہیں ہوتا مگر بعد ترکیب نہ قسریہ کہ ان کے نزدیک ازل ہے اور قسری کا ازل ہونا محال، طبعیات میں ان سب پر براہین ہیں، اور عرضیہ نہ ہونا ظاہر، تو زمین کو کسی طرح حرکت مستدیرہ نہیں۔ پھر کہا یہ برہان تام ہے۔

اقول اولاً نفی طبعیہ کی اس وجہ پر کلام گزرا، ہاں ایک اور وجہ ہے جس پر کلام ہماری کتاب الکلمۃ الملہمۃ میں ہے۔

ثانیاً زمین کا ذات ارادہ نہ ہونا فریقین کو مسلم ورنہ قبل ترکیب تعلق نفس کا امتناع ممنوع۔
ثالثاً ہیأت جدیدہ قائل حدوث زمین ہے جیسا کہ یہی حق ہے تو قضیہ دائرہ نہیں فعلیہ ہے۔
رابعاً باطل ہوتی توازلیت نہ کہ حرکت۔

خاصاً ہمارے نزدیک یہ مقدمہ کہ قسرا زلی نہیں، یوں حق ہے کہ ازل میں کوئی شے قابل مقسوریت ہو ہی نہیں سکتی کہ عالم بجمیع اجزاء ایہ حادث ہے فلسفہ اس پر کیا دلیل رکھتا، اس کے رد میں ہماری کتاب الکلمۃ الملہمۃ کا مقام دوازدہم ہے۔

تعلیل نہم: ان کے نزدیک حرکت غیر متناہیہ ہے تو قوت جسمانی سے اس کا صدور محال۔ خضریٰ نے اسے ”قرب“ کہا۔

اقول اولاً حرکت کا ابطال نہ ہوا بلکہ لا متناہی کا۔

ثانیاً وہ ضرور اسے حادث ابدی غیر منقطع اور قاسر کو قوت جسمانی یعنی جذب شمس ہی مانتے ہیں تو دلیل اگرچہ حقیقی ہوتی کہ حرکت منقطعہ بارادہ الملہمہ کا استحالہ ثابت نہ کرتی مگر الزامی تھی

اگر یہ مقدمہ صحیح ہو تا کہ قوت جسمانیہ کا القطار عقلی واجب لیکن ہیأت جدیدہ کہ اس کا تسلیم ہونا درکنار
فلسفہ یونان پر بھی ثابت نہیں، اس کے روشن بیان میں ہماری کتاب الکلمۃ الملمہ کا
مقام ۲۲ ہے۔

نوٹ: تکملہ کے بعد کا صفحہ ہی نہیں ہے، اصل میں یہیں پر ختم ہے۔
